مکاتیبِ امیرِ ملت علیہ الرحمہ

مؤلف: محمد صادق قصوری

مرکزی مجلس امیرِ ملت پاکستان

مکاتیبِ امیرِ ملّتؒ

○

محمدؐ صادق قصوری

مرکزی مجلس امیرِ ملتؒ پاکستان

بیادِ عزیز

حضرت امیرِ ملت" پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی:- پیرانِ عظام آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف (نارووال)

سلسلہ اشاعت نمبر ۱۷

نام کتاب ------------------------ "مکاتیب امیر ملت"

مرتب ------------------------ محمد صادق قصوری

مقدمہ ------------ پروفیسر ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر (کوئٹہ)

صفحات ------------------------ 144

تعداد ------------------------ ایک ہزار

سالِ طباعت ------------------------ مارچ 2005ء

مالی تعاون ------------------------ حاجی محمد شوکت علی (U.K)

پرنٹنگ: افضال کمپیوٹر کمپوزنگ سنٹر نزد سیشن کورٹ قصور

نظرِ ثانی کمپیوٹر سیٹنگ: گوہر حیدری کمپیوٹر کمپوزرز، حاجی فرید روڈ قصور

ph:772540.0300-6572540

ہدیہ:- دُعائے خیر بحق معاونین مجلس امیر ملت

بیرونی حضرات:- بیس روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب کریں۔

مرکزی مجلس امیر ملت، بُرج کلاں

ضلع قصور۔ پوسٹ کوڈ: 55051

انتساب

آفتابِ ہند امام ربانی حضرت شیخ احمد سرہندی
المعروف حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی کے نام

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمیٔ احرار
وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

(اقبالؒ)

خاکِ راہِ نقشبنداں
محمد صادق قصوری

فہرست

مقدمہ

جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر ۔۔۔۔۔۔۔ کوئٹہ

امیر ملت، الحاج، قاری، حافظ اور مبلغ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب قدس سرہ العزیز جامع الحثیات کے مالک تھے۔ اگر ایک ہاتھ میں شریعت کی قندیل تھی تو دوسرا ہاتھ طریقت کی شمع کو تھامے ہوئے تھا۔ ایک جانب علوم نقلی و شرعی کے جید عالم، فقیہ اور محدث تھے اور دوسری جانب شہباز اوج طریقت کے ناطے سے متعدد صاحبان کا تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کیا اور بہت سوں کو اعلیٰ روحانی مدارج پر پہنچایا۔ آپ نے سید البشر، امام الانبیاء، خاتم النبین اور رحمتہ العالمین حضور پاک سرور کائنات ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو بطریق احسن اپنایا، اسی کی تلقین کی اور لاکھوں کو احکام شریعت کا پابند بنایا۔

سید المرسلین ﷺ کا اسم گرامی سنتے ہی امیر ملت کی آنکھیں ڈبڈبا جاتیں اور چہرے کا رنگ بدل جاتا۔ اسی کیفیت میں اکثر یہ شعر ورد زبان ہوتے۔

سب کچھ ملا جو مل گئی اس در کی حاضری
گو ملک و مال و خویش و وطن سے جدا ہوا
قابل تھا نار کے مجھے جنت ہوئی نصیب
اس در کی حاضری سے تو قسمت بدل گئی

عشق رسول ﷺ آپ کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ ہر سال حج بیت اللہ کے لیے حاضر ہوتے اور زیادہ وقت مدینہ طیبہ ہی میں گزارتے۔ مدینہ منورہ کے چرند پرند اور درندوں تک کی توقیر کرتے۔ عرب لوگوں کی مالی امداد کے سلسلے میں پیش پیش رہتے۔ وہ آپ کو 'ابوالعرب' کہا کرتے تھے۔ حکیم الامت علامہ اقبال کو آپ سے بہت زیادہ عقیدت و محبت تھی۔ آپ نے بانگ دہل مسلم لیگ اور نظریہ پاکستان کی حمایت کی اور قائداعظم کو بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔

جناب محمد صادق قصوری خلف الرشید میاں شہاب الدین ولد مہر جیون بخش نقشبندی مجددی جماعتی" (تاریخ ولادت ۳ جمادی الاول ۱۳۶۱ھ/۱۹ مئی ۱۹۴۲ء، مقام ولادت: برج کلاں تحصیل و ضلع قصور، پنجاب، بیعت: بدست اقدس سراج الملت حضرت پیر محمد حسین شاہ صاحب علی پوری، ۱۸۷۸ء ___ ۱۹۶۱ء خلف اکبر و سجادہ نشین اوّل حضرت پیر سید محمد جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہ، ___ ۱۲۵۷ھ / ۱۸۴۱ء _______ ۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۱ء ____ اوائل اپریل ۱۹۵۶ء) ۱۹۶۰ء سے برصغیر کے مختلف روزناموں ہفت روزوں اور ماہناموں میں لکھ رہے ہیں۔ کم و بیش ایک درجن کتابیں مثلاً

تکملہ تذکرہ نقشبندیہ (مولانا نور بخش توکلی، لاہور، ۱۹۷۶ء

اکابر تحریک پاکستان، جلد اوّل، طبع اوّل گجرات، ۱۹۷۶ء طبع دوم، لاہور، ۱۹۷۹ء

اکابر تحریک پاکستان، جلد دوم طبع اوّل، لاہور، ۱۹۷۹ء

جلد اوّل و جلد دوم یکجا مجلّد لاہور، ۱۹۷۹ء

امیر ملت اور انکے خلفاء،	سیالکوٹ،	۱۹۸۳ء
ارشادات امیر ملت،	برج کلاں ضلع قصور،	۱۹۸۳
تذکرہ نقشبندیہ خیریہ،	لاہور،	۱۹۸۸ء
تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت،	کراچی	۱۹۹۲ء
امیر ملت اور آل انڈیا سنّی کانفرنس،	لاہور،	۱۹۹۱ء
مناقب امیر ملت،	لاہور،	۱۹۹۱ء

طبع ہوئی ہیں اور قریباً اتنی ہی زیور طباعت سے آراستہ ہونے کی منتظر ہیں، آپ کے ادبی استاد حکیم ملت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری ۵۵ ریلوے روڈ لاہور ہیں۔ آپ کی ذاتی لائبریری میں تقریباً تین ہزار کتابیں، عربی، فارسی، اردو، پنجابی اور انگریزی سے متعلق ہیں۔

محمد صادق قصوری صاحب مرکزی مجلس امیر ملت (قائم شدہ ۱۹۷۷ء) کے بانی اور ناظم

اعلیٰ ہیں۔

آپ انجمن غلامان مصطفےٰ ﷺ برج کلاں ضلع قصور (تاسیس ۱۹۷۶ء) کے بانی رکن وتا حال سیکرٹری نشرو اشاعت ہیں۔

آپ جماعت اہل سنت پاکستان ضلع قصور کے نائب صدر ہیں۔ آپ کی طبع ہونے والی کتابوں پر ملک کی معروف شخصیات نے دیباچے، تقاریظ، آراء اور تبصرے رقم کیے ہیں۔

iii

زیرنظر کتاب ' مکاتیب امیر ملت' جناب محمد صادق قصوری کی تالیف ہے۔ ابتدا میں حضرت امیر ملت کی پوری زندگی کے اہم واقعات بعنوان "امیر ملت کے ماہ وسال" حیطۂ تحریر میں لائے گئے ہیں۔ جن سے ان کی ذاتی زندگی پر روشنی پڑتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ ان کے چمکتے دمکتے اجتماعی کام بھی سامنے آتے ہیں۔

ان اشارات سے قاری ایک ہی نظر میں ان کی جامع الکمالات شخصیت سے نہ صرف واقف ہوتا ہے بلکہ اس کے دل ودماغ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ اور اس کا جی چاہنے لگتا ہے کہ وہ امیر ملت کی سوانح حیات کا بغور مطالعہ کر کے فیض یاب ہو۔

آپ کا اہم ترین مشن تھا : مقام مصطفےٰ ﷺ کا تحفظ۔

اس کیلئے آپ درّہ خیبر سے لے کر نیلگروھی (دکن) کی پہاڑیوں تک پا بر کاب رہے۔

جناب محمد صادق قصوری (جنہیں ہم "فنافی الشیخ" کہہ سکتے ہیں) نے ایک سچے اور سچے جذبے، بے پناہ لگن اور تابندہ ولولے کے ساتھ ان مکاتیب کو یکجا کیا ہے۔

پاورقی میں مولف نے اہم شخصیات اور واقعات کی تشریح کر کے قارئین کے لیے مفید، کار آمد اور بیش از قیمت معلومات فراہم کر دی ہیں۔

امیر ملت کے یہ مکاتیب نہ صرف ان کی اپنی شخصیت کے آئینہ دار ہیں بلکہ خاص طور پر برصغیر کے مسلمانوں کیساتھ ان کی باطنی لگن اور عام طور پر مسلمانوں کے اصلاحی تقاضوں کو ظاہر کرتے

ہیں۔ دراصل خطوط دل کی آواز ہوتے ہیں اور بابائے اردو مولوی عبدالحق کے ارشاد کے مطابق " پھر کون ہے جو اس خاموش آواز کے سننے کا مشتاق نہ ہوگا۔ یہ ہماری فطرت میں ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہم روز ناپچوں، آپ بیتیوں اور خطوں کو بڑے ذوق وشوق سے پڑھتے ہیں۔ اس میں وہ صداقت اور خلوص ہے جو دوسرے کلام میں نظر نہیں آتا۔"

امیر ملت اپنے مکاتیب میں موقع ومحل کے مطابق اشعار کا حوالہ بھی دیتے ہیں۔ ایسے جیسے نگینے میں موتی جڑے ہوئے ہوں۔ اکثر اشعار فارسی کے ہیں۔

آپ خطوط لکھنے والوں کو حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے یوں تیار کرتے تھے: " خداوند تعالیٰ آپ کی گھبراہٹ دور کر کے آپ کے دل کو اطمینان نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ کیا آپ نے یہ مقولہ کبھی نہیں سنا، (دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است) اللہ تعالیٰ جل شانہ، کی ذات پر توکل کر کے آپ گھبراہٹ کو دل سے دور کر دیں اور اسکی رحمت کاملہ سے مایوس نہ ہوں ؏ خدا خود میر سامان است ارباب توکل را"

امیر ملت اپنے مکاتیب میں وقت کی مناسبت سے بعض وظائف بھی تحریر کرتے ہیں اور متعدد بار اپنے مریدوں کو " ذکر، فکر، مراقبہ، سحر خیزی اور اتباع شریعت" پر عمل پیرا ہونیکی تلقین اور تاکید کرتے ہیں۔ کہ اس کی برکت سے سب مشکلات دینی و دنیاوی آسان ہو جائیں گی۔

مکاتیب میں کئی مقامات پر حج کی وقعت واہمیت دل پذیر انداز میں بیان کی گئی ہے۔ ایک جگہ امیر ملت فرماتے ہیں:

" ایک پرندہ جال میں پھنس جاتا ہے۔ وہ بہتیرا پھڑ پھڑاتا ہے۔ مارتا ہے مگر جال نہیں ٹوٹتا۔ اور وہ گرفتار رہتا ہے۔ آخر ایک دن فرشتہ اجل آتا ہے اور اس کی جان نکال لیجاتا ہے۔ اسی طرح انسان بھی علائق دنیا اور سلاسل مال وعیال میں گرفتار رہتا ہے کوئی صورت اس جال سے نکلنے کی نہیں نکلتی۔ ادھر بیوی کا خیال ہے۔ ادھر بچوں کی فکر، ادھر مال ہے ادھر زمین ہے۔ مرتے دم تک اسی غم میں مبتلا رہتا ہے۔ آخر ملک الموت اس پھندے سے اس کو چھوڑتا ہے۔ تو اس کا نام موت ہے اور اپنی خوشی سے

اپنے ارادے سے اس جال کو توڑنا، اس کا نام حج ہے۔''

ان مکاتیب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت امیر ملت کس طرح، کیسے اور کیوں تحریک پاکستان کے حامی ومؤید تھے ۔۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان معرض وجود میں آیا تو حضرت امیر ملتؒ نے قائداعظم کو مبارک باد کا تار ارسال فرمایا۔ اس میں یہ بھی درج تھا ''ملک گیری آسان ہے، ملک داری بہت مشکل ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو ملک داری کی توفیق عطا فرمائیں۔''

ایک مقام پر حضرت امیر ملتؒ صوفی کے وطیرے کے بارے میں کہتے ہیں: صوفی کے دل کا وزن پہاڑ سے بھی زیادہ ہونا چاہیے۔ مخالف ہواؤں سے اس کو ہرگز جنبش نہ چاہیے بلکہ دنیا داروں کی ہرزہ گوئیوں پر ہرگز خیال نہ کریں۔ اور خداوند کریم کی عنایات کا انتظار رکھیں۔ وہ کارساز اگر خوش ہے تو بیڑا پار ہے لیکن اگر خداوند عالم سے معاملہ درست نہ ہو اور مخلوق ساری خوش ہے، تو کچھ بھی نہیں''

ان مکاتیب میں مختلف مقامات پر حضور پاک سرور کائنات ﷺ کا ذکر مبارک آتا ہے مثلاً ''فقیر کو حضرت محمد ﷺ کے قدموں میں تمام رات حرم شریف کے اندر گذارنا نصیب ہوتا رہا ہے۔ **الحمد لله علیٰ ذالک** ---- مدینہ شریف کی تعریف میں زبان وقلم قاصر ہیں۔ یہ شعر فی الواقعہ صادق ہے۔

اگر فردوس بر روئے زمیں است
ہمیں است وہمیں است ہمیں است

سچ ہے۔

نہ دیکھا ہو زمیں پر جس نے فردوس وہ آکر دیکھ لے کوئے محمدؐ

قیام پاکستان کے بعد حضرت امیر ملتؒ نے اسلامی آئین کے نفاذ کے لئے سعیٔ بلیغ کی۔ جگہ جگہ جلسوں اور یادداشتوں کے ذریعے حکومت کو اسلامی آئین کے نفاذ کا وعدہ یاد دلایا۔ پیر صاحب مانکی شریف اور مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی نے آپ کی معیت میں سارے ملک کا دورہ کیا۔ مگر افسوس صد افسوس کہ حکومت نے اپنا وعدہ نہ نبھایا۔ جس کا حضرت امیر ملتؒ کو تادم زیست

بہت زیادہ قلق رہا۔

جناب محمد صادق قصوری ہمارے دلی شکریے کے حقدار ہیں کہ انہوں نے ''مکاتب امیر ملت'' کومرتب کر کے ایک بہت بڑا دینی وعلمی فریضہ ادا کیا ہے۔

ہم نے جلا کے خون دل ورشتہ ءحیات
رُخ پر ہوائے تند کے روشن کئے دیئے

۲۷۲،اے۔او
بلاک III سٹیلائیٹ ٹاؤن
کوئٹہ

۱۶ رجب المرجب ۱۴۱۳ھ/
۱۰ جنوری ۱۹۹۳ء

محمد انعام الحق کوثر
(پروفیسر ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر)
سابق ناظم تعلیمات (ادارہ نصابیات ومرکز
توسیع تعلیم بلوچستان) کوئٹہ

دریچہء سخن

سنوسئی ہند ابو العرب امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمت اللہ علیہ کی ذات ستودہء صفات محتاج تعارف نہیں ہے۔ موصوف نے علم و ادب، شریعت و طریقت اور مذہب و سیاست کے میدان میں جو لازوال کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ ان کا احاطہ کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

حضرت اقدس علیہ الرحمہ نے تحریک مسجد کانپور اور تحریک خلافت سے لیکر تحریک پاکستان تک قائدانہ کردار ادا کیا۔ تحریک پاکستان میں مسلم لیگ اور حضرت قائداعظمؒ کی نا صرف بھرپور تائید و حمایت کی بلکہ سرپرستی بھی فرمائی۔ علماء و مشائخ کو حجروں سے نکال کر رسم شبیری ادا کرنے کیلئے میدان عمل میں لا کھڑا کیا اور مخالفین پاکستان کی سرکوبی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا، یہاں تک کہ ۱۴۔ اگست ۱۹۴۷ کو ہمیں سورج سے بھی روشن منزل پاکستان کی صورت میں مل گئی۔

پیش خدمت کتاب حضرت قدس سرۃ العزیز کے اکسٹھ خطوط پر مشتمل ہے، جن میں علمی، ادبی، مذہبی، سیاسی اور روحانی مسائل پر بحث کی گئی ہے۔ برسوں کی محنت، سعی اور کاوش کے بعد یہ بیش قیمت خزانہ علمی دنیا کو پیش کیا جا رہا ہے۔ امید ہے کہ اسے شرف پذیرائی بخشا جائے گا۔

ملک کے نامور ادیب، بزرگ مورخ اور مایہ ناز ماہر تعلیم جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر دامت برکاتہم عالیہ آف کوئٹہ کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے گراں قدر "مقدمہ" تحریر فرما کر نہ صرف کتاب کی اہمیت کو واضح فرمایا بلکہ صادق نوازی کا بھی پورا پورا التزام فرمایا۔ اللہ کریم ان کا سایہ ہما پایہ تا دیر سلامت رکھے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

محمد صادق قصوری

ناظم اعلیٰ مرکزی مجلس امیر ملتؒ

برج کلاں ضلع قصور (پنجاب)

۲۱ جون ۱۹۹۳ء پیر وار

امیر ملتؒ کے ماہ و سال

1	ولادت باسعادت	۱۲۵۷ھ/۱۸۴۱ء
2	حفظ قرآن مجید	۱۲۶۴ھ/۱۸۴۸ء
3	فراغت از جملہ علوم اسلامیہ	۱۲۷۷ھ/۱۸۶۱ء
4	ولادت خلف اکبر سید محمد حسین شاہؒ	۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء
5	ولادت خلف دوم سید خادم حسین شاہؒ	۱۲۹۹ھ/۱۸۸۲ء
6	تاسیس انجمن نشار العلماء لاہور	جمادی الاول ۱۳۰۴ھ/جنوری ۱۸۸۷ء
7	بابا جی فقیر محمد چوراہیؒ کے دست مبارک پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت وخلافت (اس سے قبل والد ماجد سید کریم شاہؒ سے سلسلہ قادریہ میں بیعت وخلافت تھی)	رجب ۱۳۰۷ھ/مارچ ۱۸۹۰ء
8	پہلا حج	ذوالحجہ ۱۳۱۰ھ/جون ۱۸۹۳ء
9	تاسیس مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں	۱۳۱۵ھ/۱۸۹۸ء
10	ولادت خلف سوم سید نور حسین شاہؒ	۱۳۱۷ھ۱۸۹۹ء
11	انجمن نشار العلماء کا امرتسر میں تعارفی دورہ	۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء
12	وفات والد ماجد (سید کریم شاہؒ)	صفر ۱۳۲۰ھ/مئی ۱۹۰۲ء
13	تاسیس ''انجمن خدام الصوفیہ ہند''	ذوالحجہ ۱۳۲۱ھ/فروری ۱۹۰۴ء
14	ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' کا لاہور سے اجراء	ربیع الثانی ۱۳۲۲ھ/جون ۱۹۰۴ء
15	فتنہ مرزائیت پر پہلی کاری ضرب	شعبان ۱۳۲۲ھ/اکتوبر ۱۹۰۴ء

16	ریاست میسور کا پہلا تبلیغی دورہ	۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء
17	دوسرا حج واجازت حدیث، دلائل الخیرات از مولانا شاہ عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکیؒ	۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء
18	مسلم لیگ کی طرف پہلی توجہ مبارک	۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء
19	مرزائیت کی سرکوبی و مرزا جی کی ہلاکت کی پیشنگوئی	ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ/مئی ۱۹۰۸ء
20	اسلامیہ کالج لاہور کے طلباء کی ہڑتال ختم کرانا	جمادی الثانی ۱۳۲۸ھ/ جولائی ۱۹۱۰ء
21	حجاز ریلوے لائن کی تعمیر کیلئے چھ لاکھ کا گرانقدر عطیہ	۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء
22	تیسرا حج مبارک	۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء
23	مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کیلئے تین لاکھ روپے کا گرانقدر عطیہ	۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء
24	لاہور میں عید میلاد النبیؐ کے جلسہ کی تاسیس	۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء
25	''تحریک مسجد مچھلی بازار کانپور'' میں قائدانہ کردار	۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء
26	مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیّداں کا دور تعمیر و ترقی	۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء
27	آغاز تعمیر ''مسجد نور'' علی پور سیّداں	۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء
28	تحریک ترک موالات کی مخالفت	۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء
29	علی پور سیّداں ریلوے اسٹیشن کی تاسیس	ربیع الاول ۱۳۳۳ھ/ جنوری ۱۹۱۵ء

30	حافظ پیلی بھیتی کی لاہور میں نعت سن کر بحالت بخارج کورونگی	۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء
31	تعمیر شیش محل علی پور سیّداں	۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء
32	مہاراجہ کرشن پرشاد وزیر اعظم حیدر آباد دکن کی گوشمالی	صفر ۱۳۳۵ھ/دسمبر ۱۹۱۶ء
33	حادثہ جلیانوالہ باغ امرتسر کے سلسلہ میں محضر نامہ پر دستخط کرنے سے انکار	۱۳۳۷ھ/۱۹۱۹ء
34	تکمیل مسجد نور علی پور سیّداں	۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء
35	تحریک خلافت میں قائدانہ کردار	۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء
36	لائل پور ڈسٹرکٹ خلافت کانفرنس میں تاریخی خطبہ صدارت	رجب ۱۳۴۰ھ/مارچ ۱۹۲۱ء
37	قائد تحریک خلافت مولانا شوکت علی کی طرف سے ''سنوسئی ہند'' کا لقب	رجب ۱۳۴۰ھ/مارچ ۱۹۲۱ء
38	مولانا ظفر علی خاں کا اخبار ''زمیندار'' میں بھرپور ہدیہ عقیدت	رجب ۱۳۴۰ھ/مارچ ۱۹۲۱ء
39	جھنگ کے مشہور ڈاکو میاں رجب علی کا تائب ہونا	۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء
40	سفیر کابل متعینہ انڈیا کی دہلی میں برموقعہ چہلم شریف حضرت شاہ ابوالخیر دہلویؒ، سرزنش	شعبان ۱۳۴۲ھ/مارچ ۱۹۲۳ء
41	شدھی تحریک میں سرفروشانہ کردار	۱۳۴۱_۴۲ھ/۲۴_۱۹۲۳ء

42	کشمیر میں آریہ سماجیوں کے فتنہ کی سرکوبی	شوال ۱۳۴۲ھ/مئی ۱۹۲۴ء
43	مولانا ابوالکلام آزاد کی ہندو نوازی پر ڈانٹ ڈپٹ	۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء
44	بریلی شریف میں جلوہ افروزی اور شاندار استقبال	ربیع الثانی ۱۳۴۳ھ/نومبر ۱۹۲۴ء
45	فتنہ ارتداد کا قلع قمع	ربیع الثانی ۱۳۴۳ھ/نومبر ۱۹۲۴ء
46	تعمیر مسجد و باغ نزد اسٹیشن علی پور سیداں برائے مہمانان گرامی	۱۳۴۳ھ/۱۹۲۵ء
47	آل انڈیا سنی کانفرنس مراد آباد کی صدارت	شعبان ۱۳۴۳ھ/مارچ ۱۹۲۵ء
48	جمعیت خدام الحرمین کے اجلاس لاہور میں خصوصی شرکت	جمادی الاول ۱۳۴۸ھ/اکتوبر ۱۹۲۹ء
49	مدینہ شریف میں مولانا ضیاء الدین احمدؒ کے ہاں پہلا قیام	۱۳۴۸ھ/۱۹۳۰ء
50	شاردا ایکٹ کی سرکوبی و خلاف ورزی	۴۹-۱۳۴۸ھ/۱۹۳۰ء
51	کشمیر ایجی ٹیشن میں مجاہدانہ کردار	۱۳۵۰ھ/۱۹۳۱ء
52	سابق امیر کابل امان اللہ خاں کی حج کے موقعہ پر آپ کی خدمت میں حاضری اور توبہ کرنا	۱۳۵۰ھ/۱۹۳۱ء
53	ابن سعود کی دعوت قبول کرنے سے انکار	۱۳۵۳ھ/۱۹۳۴ء
54	''مجلس اتحاد ملت'' کی سرپرستی	۱۳۵۳ھ/۱۹۳۵ء
55	''تحریک مسجد شہید گنج'' کی قیادت و سیادت	۱۳۵۴ھ/۱۹۳۵ء

56	علامہ اقبالؒ کا خراجِ تحسین	۱۳۵۴ھ/۱۹۳۵ء
57	''شہید گنج کانفرنس'' راولپنڈی کی صدارت	جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ/ستمبر ۱۹۳۵ء
58	''امیرِ ملت'' کا اعزاز و خطاب	جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ/ستمبر ۱۹۳۵ء
59	آل انڈیا سنی کانفرنس بدایوں کی صدارت	رجب ۱۳۵۴ھ/اکتوبر ۱۹۳۵ء
60	وائسرائے ہند کو ڈانٹ ڈپٹ کرنا	شوال ۱۳۵۴ھ/دسمبر ۱۹۳۵ء
61	میر عثمان علی خاں نظام حیدر آباد دکن کو مجلس عام میں شہزادیوں کو بے پردہ لانے پر تنبیہ اور نظام کی توبہ	ربیع الاول ۱۳۵۶ھ/جون ۱۹۳۷ء
62	مہاراجہ میسور سر سری کرشنا چندر کی دعوت قبول کرنے سے انکار	۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء
63	علامہ اقبالؒ سے آخری ملاقات	۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء
64	قائداعظمؒ کی اپیل پر مسلم لیگ کی حمایت میں ''یومِ نجات'' منانا	شعبان ۱۳۵۸ھ/ستمبر ۱۹۳۹ء
65	قراردادِ پاکستان کے موقع پر قائداعظمؒ کو تہنیتی تار	صفر ۱۳۵۹ھ/مارچ ۱۹۴۰ء
66	نادر شاہ والئی کابل کی دعوت پر دورۂ کابل	شعبان ۱۳۵۹ھ/ستمبر ۱۹۴۰ء
67	قائداعظم پر خاکساروں کے قاتلانہ حملہ کے بعد مزاج پرسی و دعائے کامیابی	رجب ۱۳۶۲ھ/جولائی ۱۹۴۳ء
68	''مدینہ فنڈ'' کا قیام و سرپرستی	۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء

69	قائداعظم کو "ولی اللہ" کالقب وخطاب عطا فرمانا	رجب ۱۳۶۲ھ/ جولائی ۱۹۴۳ء
70	میجر سید مبارک علی شاہ آف شاہ جیونہ (جھنگ) کی میسور میں شاندار دعوت	۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء
71	مسلم لیگ کی حمایت میں جمیعت علماء اسلام پنجاب کے اجلاس. لاہور کی صدارت و اہم صدارتی خطاب	صفر ۱۳۶۵ھ/ جنوری ۱۹۴۶ء
72	آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس کی صدارت اور مسلم لیگ کی حمایت میں تاریخی اعلان	جمادی الاول ۱۳۶۵ھ/ اپریل ۱۹۴۶ء
73	قائداعظم کو عطا کردہ لقب "ولی اللہ" کا اعلان عام	جمادی الاول ۱۳۶۵ھ/ اپریل ۱۹۴۶ء
74	تحریک پاکستان کی حمایت میں ملک گیر طوفانی دورے	۱۳۶۵۔۶۶ھ/ ۱۹۴۵۔۴۶ء
75	قیام پاکستان پر قائداعظمؒ کی طرف سے شکریہ کا خط	۱۳۶۶ھ/ اگست ۱۹۴۷ء
76	قیام پاکستان کے بعد مہاجرین کی بھرپور امداد	۱۳۶۶ھ/ ۱۹۴۷ء
77	مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازیؒ کی علی پور شریف میں پہلی حاضری	۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء
78	آخری حج مبارک (۵۵واں حج)	ذوالحجہ ۱۳۶۸ھ/ ستمبر ۱۹۴۹ء

79	آخری حج کے موقع پر پیر سید غلام محی الدینؒ سجادہ نشین گولڑہ شریف کی شاندار دعوت	ذوالحجہ ۱۳۶۸ھ/ستمبر ۱۹۴۹ء
80	مدینہ منورہ میں مولانا ضیاءالدین احمد کے ہاں آخری قیام	۱۳۶۸ھ/۱۹۴۹ء
81	مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازیؒ کی دوسری اور آخری حاضری	۱۳۶۸ھ/۱۹۴۹ء
82	لائل پور (فیصل آباد) میں غیر مقلدین کی سرکوبی	۱۳۶۹ھ/۱۹۵۰ء
83	نارووال میں شیعہ فرقہ کی سرکوبی	شوال ۱۳۷۱ھ/جون ۱۹۵۱ء
84	وصال مبارک و تدفین در علی پور سیّداں ضلع نارووال	ذیقعدہ ۱۳۷۰ھ/اگست ۱۹۵۱ء
85	چہلم شریف پر ملک بھر کے نامور علماء و مشائخ کا اجتماع	محرم الحرام ۱۳۷۱ھ/اکتوبر ۱۹۵۱ء

مکاتیبِ امیر ملّت

مرتبہ

محمد صادق قصوری

(بنام حافظ انور علی رہتکی صدیقی سیشن جج رہتک (انڈیا)

(۱)

علی پور سیداں ضلع سیال کوٹ

۱۷ جولائی ۱۹۰۳ء

مجمع مکارم اخلاق مخلصم حضرت حافظ صاحب ؎۱ زاد محبتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، فقیر بخیریت ہے اور آپ کی خیر و عافیت کے واسطے دعا کرتا ہے۔ حال یہ ہے کہ اللہ نے آپ کی اور فقیر کی دلی مراد پوری کی یعنی مولوی صاحب ؎۲ کو آپ کے پاس ایک کلرک آف کورٹ کی صورت میں بھیج دیا۔ اب آپ بھی ان سے کام لینے میں کوئی کوتاہی نہ فرمائیں اور

؎۱ حضرت حافظ انور علی صاحبؒ تصوف و طریقت اور علم و عمل دونوں میں نہایت اعلیٰ مرتبہ رکھتے تھے۔ اصول سلوک اور قانون تصوف کے متعلق بیشمار کتابیں تصنیف اور شائع کیں۔ ۱۸۹۰ میں حافظ صاحب امرتسر میں جج تھے۔ انکی تصانیف تصوّف اعلیٰ حضرت قبلۂ عالم سنوسئی ہند امیر ملت قدس سرہ العزیز نے بھی مطالعہ فرمائیں۔ ان کتابوں سے حضرت امیر ملّت کو سلسہ عالیہ نقشبندیہ کی طرف توجہ ہوئی اور بالآخر حضرت بابا فقیر محمد چوراہیؒ (ف ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء) کے دست حق پرست پر بیعت کر کے خلافت پائی اور اپنے سلسلہ کا آغاز فرمایا۔ چنانچہ حافظ صاحبؒ کے نام ایک مکتوب میں حضور امیر ملتؒ نے اپنی احسانمندی کا اظہار فرمایا ہے۔ تمام مکتوبات میں حافظ صاحبؒ سے عقیدت، خلوص، محبت مترشح ہے۔ اس زمانہ میں حافظ صاحب کے ساتھ ایسا قلبی تعلق پیدا ہوا کہ حافظ صاحب کی وفات تک بڑھتا ہی رہا۔ حافظ صاحب کو بھی حضرت امیر ملّتؒ کی خدمت میں ایسی نیاز مندی تھی کہ حضرت امیر ملّت کو سلیمان اور اپنے آپ کو چیونٹی، ان کو آفتاب اور اپنے آپ کو چراغ فرمایا کرتے تھے۔ حافظ صاحب کی عظیم الشان خدمات سلوک و تصوف پر حضرت امیر ملتؒ نے حافظ صاحب کو ''شیخ الطریقت'' کا خطاب عطا فرمایا تھا۔ ایک مرتبہ (مئی ۱۹۱۰ء میں) حافظ صاحب سخت علیل تھے۔ اسی زمانہ میں ''انجمن خدام الصوفیہ ہند'' کا سالانہ جلسہ علی پور شریف میں ہو رہا تھا۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، نے دس ہزار

دین کے کاموں میں ان سے مدد لیں۔ اسی شراب کہن سے صاحبان دل کے دلوں کو ایک دفعہ اور بھی مست کر کے دکھلا دیں۔

فقیر حیران ہے کہ ایام ملازمت میں تو چشمہ ء فیض اس طغیانی پر ہو کہ ایک معراج ابھی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوئی کہ دوسری تیار۔ کسی میں قانون عشق کے بیش بہا موتی نظر آ رہے ہیں، کسی میں سلوک اپنا رنگ دکھا رہا ہے مگر اب جو فرصت ہوئی تو ہماری امید وار آنکھیں اب تک راہ تکتی رہیں، مگر کتاب ضخیم تو درکنار ایک ورق بھی تازہ امضامین کا لے کر ہم تک نہ پہنچا۔ مانع بخیر باد۔

حضرت من! اگرچہ فقیر کا کچھ کہنا لقمان کو حکمت سکھانا ہے مگر دل آپ جیسے بلبل گلشن توحید کی خاموشی کا بردبار نہیں ہو سکتا۔ ناچار دل کی بیقراری زبان پر آ ہی جاتی ہے اس واسطے فقیر چند کلمات لکھے بغیر نہیں رہ سکتا اور وہ یہ ہیں سن لیجئے کہ دنیا گذشتنی ہے اور اس کے اعمال باقی ہیں۔ ان پر جو ثمرات مرتب ہوں گے وہ ابدالاباد تک قائم رہیں گے۔ عجب حال ہے کہ ایک جوہر حادث کے اوپر جو اعراض قائم ہوں وہ قدیم تو نہ ہوں مگر پائیداری میں ابد کے پرلے کنارے سے ملے ہوئے ہوں۔ اسی مسئلے پر غور فرما کر آپ بھی کمر باندھیں اور اپنے نافع ترین دست و زبان کو بیکار نہ رکھیں۔ آپ کا لکھا ہزاروں دلوں پر سے نقش گناہ مٹا دینے کو کافی ہے۔ آپ کے قلم کی روانی حشر کے میدان میں مجاہدین کی تیغ کی روانی کے ساتھ ساتھ قدم مارے گی۔

کے مجمع میں فرمایا کہ میں دعا کرتا ہوں، حاضرین آمین کہیں کہ اللہ تعالیٰ میری عمر کے دس سال حافظ صاحب کی عمر میں اضافہ فرما دے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ پورے دس سال بعد ۲۰ جون ۱۹۲۰ء کو حافظ صاحب نے اپنے وطن روہتک میں انتقال فرمایا۔ (قصوری) ۲ مولانا مولوی محمد حسین قصوری، حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے ارشد خلفاء میں سے تھے بلکہ خلیفہ ء اول تھے۔ آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جماعتیہ کے فروغ میں گرانقدر خدمات انجام دیں۔ حضرت امیر ملت کو آپ سے بہت زیادہ محبت تھی۔ آپ نے ۶۔ اپریل ۱۹۲۷ء کو کرنال (مشرقی پنجاب، انڈیا) میں انتقال فرمایا، مزار مبارک مرجع ء خلائق ہے۔ (قصوری)

علم تصوف پر ماہوار رسالہ جاری ہوتے ہوتے یہ دن آئے۔ مولوی صاحب بھی خداخدا کر کے وہاں مقرر ہوئے مگر اب تک فقیر کی وہ مراد بر نہ آئی۔ اب دوبارہ بطور یاددہانی کے تحریر روانہ کی جاتی ہے کہ آپ وہ رسالہ جاری فرماویں یا اس کے مضامین فقیر کے پاس روانہ کردیں۔ فقیر چھپوانے وغیرہ کا بندوبست کرے گا یا روہتک ہی میں جاری کردیں، کار خیر ہے۔ آپ بھی فرصت کو غنیمت جانیں اور جس قدر ہو سکے کوشش کریں۔ دنیا چند روزہ ہے، مخلوق خدا کو ہدایت ہو جائے گی۔ آپ خالق کی رضا کے حقدار ٹھہریں گے۔ ''لکچر صوفی ازم فلاسفی'' کا پانچواں حصہ بھی تیار ہو جاوے تو اس سے بڑھ کر کیا ہوگا اور ''ثبوت تصوف''، ''جواز تصور شیخ''، ''حقوق شیخ'' و ''آداب مریدین'' پر بحث کر کے ان مسائل کو عام فہم بنانا از حد ضروری امر ہے۔

فقط الراقم

جماعت علی عفی عنہ،

(۲)

علی پور سیّداں ضلع سیالکوٹ

۵/ مارچ ۱۹۰۴ء

مجمع مکارم اخلاق مخلصم جناب حافظ جی صاحب زاد عنا تیکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،۔ طالب خیریت بخیریت۔ آپ کا عنائت نامہ شرف صدور فرما کر باعث ہزاران ہزار خورمی وخورسندی کا ہوا۔ فقیر بخیریت تمام علی پور پہنچ گیا۔ آج کل اس جگہ بارش بہت ہوگئی ہے۔ الحمدللہ علی ذالک۔ اور لاہور میں لائبریری میں کتب تصوف کے متعلق مولانا مولوی حافظ عبداللہ صاحب ٹونکیؒ سے گفتگو ہوئی۔ انہوں نے بڑی خوشی سے ایک کمرہ دینے کا وعدہ کرلیا ہے۔ نیز دو کتابیں انہوں نے عنایت فرمائیں ہیں جو ارسال خدمت ہیں۔ رسید سے مطلع فرمائیں اور ایک تعویز بھی ارسال خدمت ہے۔ یہ شاہزادہ والا گوہر صاحب کے صاحب زادہ علی گوہر صاحب کو

دے دیں۔اور ان کو کہہ دیں کہ اس کو موم جامہ کر کے داہنے بازو کیساتھ باندھیں اور ''یا حافظ'' ایک سو مرتبہ پڑھا کریں۔

آپ نے جلسے میں شامل ہونے کی نسبت تحریر فرمایا ہے کہ شاید ہم بھی شامل ہو سکیں۔آپ کی اس تحریر نے فقیر کو شکستہ خاطر کر دیا ہے۔جناب من! جلسہء صوفیہ کا دارومدار صرف آپ کی تشریف آوری پر موقوف ہے۔اگر آپ تشریف نہ لاویں گے تو جلسہ کس طرح ہو سکتا ہے۔تاریخ جلسہ ۲۰/ مارچ ۱۹۰۴ء مطابق ۲/محرم ۱۳۲۲ھ مقرر کی ہے۔بشرطیکہ کہ آپ تشریف لاویں ورنہ جلسہ کوئی نہیں ہوگا۔ آپ اس کا جواب بواپسی تحریر فرمادیں کہ آپ تشریف لاویں گے کہ نہیں؟

مضمون مذکور ''عصر گھڑی'' اخبار ''وکیل'' (امرتسر)، ''وطن'' (لاہور)، ''پنجاب آبزرور'' (لاہور) اور ''پیسہ اخبار'' (لاہور) میں بھیج دیا ہے۔اب دیکھئے وہ کب شائع ہوتا ہے۔

ماہوار رسالہ کا جاری ہونا بہت ضروری ہے۔اگر آپ فرمائیں تو حافظ ظفر علی صاحب (پسروری) کو آپ کے پاس بھیج دیا جاوے تا کہ وہ آپ کا مضمون نقل کرتے جاویں۔مولوی محمد حسین صاحب (قصوری) بی اے پر فقیر کو بہت رنج ہے کہ انہوں نے مال دنیا کو اس قدر عزیز سمجھ لیا ہے کہ رسالہ ''الاحسان'' کو باوجود طلب کرنے کے پھر واپس کر کے فقیر کو ایڈیٹر ''الاحسان'' کی جانب سے ندامت دلائی کیونکہ فقیر نے ان کا نام اس کی طرف لکھا تھا۔

آپ اس خط کا جواب اس پتے پر تحریر فرمائیں۔ضلع سیالکوٹ تحصیل رعیہ (حال تحصیل نارووال) موضع داؤد معرفت اللہ داد خاں ذیلدار، فقیر (حضرت امیر ملت) کو ملے۔اور سب یاروں و پرسان حال کو السلام علیکم۔

الراقم: جماعت علی عفی اللہ عنہ

(۳)

علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ

اپریل ۱۹۰۴ء ۳

مجمع مکارم اخلاق مخلصم جناب حافظ صاحب زاد مجدکم!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ،۔طالب خیریت بخیریت۔آپ کا عنائت نامہ پہنچا۔فقیر چونکہ دربار شریف میں حضرت صاحب ۴ رحمتہ اللہ علیہ کے عرس شریف پر گیا ہوا تھا،اس لئے جواب میں توقف ہوا۔بعدازاں فقیر کوہاٹ وپشاور چلا گیا۔کوہاٹ میں جاکر معلوم ہوا کہ آپ کے صاجزادہ صاحب جاتے ہوئے تو ایک دن ٹھہرے مگر واپسی پر باوجود وعدہ اور انتظار کے ملاقی نہیں ہوئے جس کے باعث سب لوگ سخت متاسف تھے۔

کوہاٹ میں ایک بجے نماز ظہر کا وقت شروع ہوتا ہے۔علیٰ ہذا القیاس پشاور میں بھی جمعہ کے دن سب لوگوں نے ساڑھے بارہ بجے نماز شروع کردی۔فقیر نے وہاں پر آپ کی عصر گھڑی نکال کر دیکھی تو ابھی زوال نہیں ہوا تھا۔ان کو نماز سے روکا گیا۔چونکہ اس دن وہاں پر چند بڑے بڑے مولوی صاحبان ،سرحدی بھی اور یاغستانی بھی اتفاقاً جمع تھے۔ان میں سے یہ آلہ دیکھ کر ایک دو مولوی صاحبان نے پشتو

---

۳ حضرت امیر ملت قدس سرہ،کا شائد یہ واحد خط ہے جس پر دستخط موجود ہیں اور نہ تاریخ تحریر۔ مکتوب گرامی میں تاریخ تحریر سے سات دن بعد سرہند شریف جانے کا ارادہ درج ہے اور اس خط کیساتھ مدیر''الاحسان'' کا خط محررہ ۲۹/محرم الحرام ۱۳۲۲ھ بھی منسلک ہے۔جس سے ظاہر ہے کہ یہ مکتوب گرامی اس کے بعد ماہ صفر میں ہی لکھا گیا ہے اور ۲۸/صفر المظفر کو امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی کا عرس شریف ہوتا ہے۔اس حساب سے یہ مکتوب گرامی صفر کے دوسرے ہفتہ میں لکھا گیا ہے جو اپریل ۱۹۰۴ء میں واقع ہوتا ہے۔(قصوری)

۴ یعنی چورہ شریف ضلع اٹک میں اپنے پیرو مرشد حضرت باباجی فقیر محمدؒ (ف ۱۸۹۷ء) کے عرس شریف پر تشریف لے گئے تھے،جو ۲۹/محرم الحرام کو ہوتا ہے۔(قصوری)

زبان میں کہا، یہ کچھ نہیں۔ ان میں بعض مولوی صاحبان ہیئت دان بھی تھے۔ جب ان کو لیول وقطب نما وسایہ ءاصلی وعود و مثل ومثلین وعرض بلد وخط استوا سے بعد ہر ایک شہر کا واقدام کی پیمائش دکھا کر سمجھائی گئی تو وہ عش عش کر اٹھے۔ یہاں تک کہ ان کی عقل چکر کھا گئی اور ایسے خوش ہوئے کہ ان کی زبان سے سبحان اللہ کے سوا کچھ نہ نکلا کیونکہ وہ علم ہیئت وکرۂ ارض کے علم کے خوب ماہر تھے۔

الغرض ان سب کو دوبارہ ایک بجے کے بعد نماز پڑھائی گئی اور ان کو تنبیہہ کی گئی کہ آئندہ یہاں ایک بجے سے پہلے کسی صورت میں نماز جائز نہیں۔ چونکہ ان سب نے مشاہدہ کر لیا تھا، وہ سب مان گئے اور سب نے نماز دوبارہ ادا کی، نماز کے بعد کھڑے ہو کر فقیر نے یہ مسئلہ بالتفصیل واضح کر کے سنا دیا۔

جناب حافظ صاحب! یہ سب آپ کا فیض ہے ورنہ وہ سب اپنی نمازوں کو قبل از وقت ادا کر کے خراب کر چکے تھے۔ جزاکم اللہ فی الدارین خیراً۔ اب فقیر آپ کی درازی عمر وسعادت دارین و ترقی مدارج اخروی کے واسطے دعا کرتا ہے۔ ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد۔

پشاور میں بھی اکثر اہل علم اور یاروں کو یہ "عصر گھڑی" دکھائی گئی، سب نے پسند کی اور ایک شخص نے لالہ موسیٰ اسٹیشن (ضلع گجرات) میں اخبار میں فقیر کا مضمون پڑھ کر گھڑی خریدنے کے واسطے خط لکھا تھا، فقیر نے اس کو آپ کا پتہ دے دیا تھا، معلوم نہیں کہ اس نے آپ سے گھڑی منگوائی ہے یا نہیں۔

کل مولوی رکن الدین صاحب ایم اے ایکسٹرا کمشنر کرنال کے خط سے معلوم ہوا کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری ۵ نے فقیر کے گھڑی والے مضمون پر جو "وکیل" (امرتسر) میں چھپا تھا، مثل اور مثلین پر اعتراض کیا ہے کہ یہ مثلین کی حدیث صحیح نہیں۔ اب آپ یہ تحریر فرمائیں کہ حدیث صحیح ہونے کے بارے میں فقیر ان کو جواب دے یا کسی اور سے جواب دلوانا چاہیے یا سکوت ہی کیا جاوے۔ جو کچھ آپ کی رائے مبارک میں آوے وہ تحریر فرمائیں۔

جو مضامین آپ نے چھپنے کے واسطے ارسال فرمائے تھے وہ میں نے احد شاہ صاحب ۶ کو امرتسر [illegible] تھے خدا جانے انہوں نے اخبار کو نہیں بھیجا یا اخبار والوں نے طبع نہیں کیے۔ مگر

صاحب رسالہ الاحسان لکھتے ہیں کہ میں نے وہ مضمون اکثر اخبار میں پڑھا ہے۔انہوں نے اخباروں کی تشریح نہیں کی۔ نیز صاحب رسالہ الاحسان لکھتے ہیں کہ آپ کے رسالہ انوار الصوفیہ کے نکلنے سے میرے رسالہ کی اشاعت کم ہو کر بے قدری کا باعث بن جاوے گی۔ وہ بے چارہ بہت عاجزی کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ میں نے اس رسالہ میں ایک جزو ''انجمن خدام الصوفیہ'' کے واسطے خاص (وقف) کر دیتا ہوں۔ چنانچہ ان کا وہ خط بعینہ ۷ ارسال خدمت ہے۔ اسمیں آپ کی جو رائے مبارک ہو، بیان فرماویں۔

ہمارے گاؤں میں بہت طاعون رہی ہے۔ یہاں تک کہ ایک دن میں اس چھوٹے سے گاؤں میں سات سات آٹھ آٹھ آدمی مرتے رہے ہیں۔ اور تیس تیس چالیس چالیس آدمیوں کو طاعون نمودار ہوتا رہا ہے۔ ایسے اضطراب کی حالت میں فقیر سب تعلقات دنیاوی چھوڑ کر محض ملک الموت کے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا۔ مگر الحمد للہ، اس مرتبہ اس کے حملے سے بچ گیا۔ اب دوسری تاریخ ۸ پڑ گئی ہے۔ اس لیئے رسالہ انوار الصوفیہ کی چھپوائی وغیرہ کی بابت کچھ نہ کر سکا۔ اب چونکہ میرے والد صاحب جناب شاہ صاحبؒ ۹ کا اس جگہ چھ دن بعد عرس شریف ہے۔ اس پر سب یار امرتسر، لاہور، جموں، سیال کوٹ وغیرہ مختلف شہروں اور دیہات سے اس جگہ جمع ہوں گے، اس موقعہ پر آپ کے جواب طلب مستفسرہ خط کا فیصلہ کر کے آپ کی خدمت میں گزارش کی جاویگی۔ آپ اطمینان رکھیں۔ فقیر کو دعا سے فراموش نہ فرمایا کریں۔ فقیر کو ان دنوں آپ سے ایک ایسا روحانی تعلق پیدا ہو گیا ہو جو حد بیان سے باہر ہے

---

۵ اہلحدیث مکتبہ فکر کے مشہور عالم جو اکثر و بیشتر حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے خلاف مضمون بازی کرتے رہتے تھے (قصوری)

۶ حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے خلیفہ تھے۔ امرتسر میں اپیل نویسی و کتب فروشی کا شغل رکھتے تھے۔ تفصیلی حالات کے لیے .... کتاب ''امیر ملت اور ان کے خلفاء'' دیکھی جا سکتی ہے۔ (قصوری)

فقیر اگرچہ بظاہر آپ سے دور ہے مگر دل سے بہت نزدیک ہے۔

۷۔ ایڈیٹر ''الاحسان'' کا مکمل خط تو ہمیں دستیاب نہیں ہو سکا۔ البتہ یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ خط ۲۹ محرم الحرام ۱۳۲۲ھ کا لکھا ہوا ہے۔ لکھنے والے نہال احمد علوی حمیدی ہیں۔ جنہوں نے قصبہ کڑا ضلع الہ آباد (انڈیا) سے صوفیانہ رسالہ ''الاحسان'' غالباً اسی زمانے میں جاری کیا تھا اور حضرت امیر ملت قدس سرہ کی خدمت میں بھیجتے تھے۔ انکے نہایت نیاز مندانہ خط کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو:۔

''انجمن خدام الصوفیہ'' کی خبریں میں نے اخبارات میں دیکھی تھی لیکن مفصل حالات معلوم نہ ہوئے۔ اسکے ناظم، دفتر اور ضوابط سے آگاہی ہونی چاہیے۔ کیا یہ خادم روسیاہ بھی اس آستانہ پر جگہ پا سکے گا۔

مور مسکیں ہوسے داشت کہ در کعبہ رسد

پنجہ بر پائے کبوتر زد و ناگاہ رسید

اس جلسہ کی روئداد جس قدر ممکن ہو مرحمت ہو، الاحسان سے زیادہ کسی کو اس کے ساتھ تعلق نہیں ہو سکتا وہ بسر وچشم اسے اپنے صفحات پہ جگہ دیکر شرف و عزت حاصل کرے گا۔ حضرت کا مضمون اب جلد آنا چاہیے۔

اس کے بعد وہی مضمون ہے کہ ایک ''جزو'' کا اضافہ کر دیا جائیگا جو ''انجمن خدام الصوفیہ'' کے لیئے مخصوص ہو''۔ (قصوری)

دررہ عشق مرحلہء قرب و بعد نیست

می بینمت عیاں و دعا می فرستمت

فقیر نے اپنا مضمون "ضرورت شیخ" قلم بند کر لیا ہوا ہے، اسمیں آپ کی نظر ڈالنے کی ضرورت ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ عنقریب ارسال خدمت کیا جاوئے گا۔ نیز دوسرا مضموٗن شعر کے معنی اور تشریح" فقیر نے لکھے ہیں۔ وہ بھی تصحیح کے واسطے حاضر خدمت ہوگا اور مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی ۱۰ کی خدمت میں مضمون بھیجنے کے لیے لکھا ہوا ہے۔ انشاءاللہ عنقریب وہ ارسال کر دیں گے۔

آپ اپنا دوسرا مضمون "تصوف اور صوفی" میر حبیب اللہ صاحب ۱۱ کے پاس امرتسر میں ارسال کو دیں، فقیر ان سے وصول کرلے گا۔ اور انشاءاللہ تعالیٰ سرہند شریف کے عرس مبارک پر بھی فقیر گھڑی کی نمائش کرئے گا، آپ تسلی رکھیں۔ میرا ارادہ ہے کہ اور بھی ایک دو معزز اخباروں میں گھڑی کا مضمون شائع ہو جائے تو بہتر ہے۔

باقی آپ مولوی محمد حسین صاحب (گذشتہ خطوط میں ذکر آچکا ہے۔ قصوری) کو اپنا مضمون قلمبند کرنے کے لیے تاکید فرماویں تا کہ وہ بہت جلدی لکھ کر فقیر کے پاس بھیج دیں۔

انشاءاللہ آج سے سات دن بعد فقیر لاہور سے ہوتا ہوا سرہند شریف حضرت مجدد صاحبؒ کے عرس شریف پر جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ وہاں سے واپسی پر میرا ارادہ ہے کہ میں خود لاہور میں اپنے سامنے کاپی لکھوا کر اس رسالہ کو چھپوا کر شائع کروں۔

---

۸ اس جملہ میں کس قدر لطیف مزاح ہے! حضرت امیر ملت نہایت خوش مزاج اور خوش مذاق تھے۔ (قصوری)

۹ حضرت امیر ملتؒ کے والد گرامی کا اسم مبارک سیدّ کریم شاہؒ تھا۔ جو ولئی کامل، سیف زبان اور جنید زماں تھے۔ ان کی رحلت ۴/صفر ۱۳۲۰ھ/۱۳/مئی ۱۹۰۲ء کو ہوئی۔ مزار مقدس علی پور سیداں میں مرجع خلائق ہے۔ (قصوری)

۱۰ حضرت مولانا مولوی مفتی محمد عبداللہ ٹونکیؒ، حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے استاد تھے۔ مفتی صاحب عرصہء دراز تک اورنٹیل کالج لاہور میں پروفیسر رہے۔ حضرت امیر ملت نے بھی آپ سے اکتساب علم

صاحبزادگان وحاجی صاحب ومولوی محمد حسین صاحب اور سب یاران اور پرسان حال کو السلام علیکم۔

آپ شہد کا استعمال کریں، انشاءاللہ تعالیٰ صحت ہو جائے گی۔ (دستخط اور تاریخ درج نہیں ہے۔)

نوٹ! حضرت امیر ملت قدس سرہ، کا شائد یہ واحد خط ہے۔ جس پر دستخط موجود ہیں اور نہ تاریخ تحریر۔ مکتوب گرامی میں تاریخ تحریر سے سات دن بعد سرہند شریف جانے کا ارادہ درج ہے اور اس خط کے ساتھ مدیر "الاحسان" کا خط محررہ ۲۹/محرم الحرام ۱۳۲۲ھ بھی منسلک ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ یہ مکتوب گرامی اس کے بعد ماہ صفر میں ہی لکھا گیا ہے۔ اور ۲۸/صفر کو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی کا عرس شریف ہوتا ہے جو اپریل ۱۹۰۴ء میں واقع ہوگا۔ (قصوری)

کیا۔ مفتی صاحب کی رحلت ۷/نومبر ۱۹۲۰ء کو بھوپال میں ہوئی۔ تفصیلی حالات کے لیے احقر کی کتاب "اساتذہء امیر ملت" ملاحظہ ہو۔ (قصوری)

اا۔ میر حبیب اللہ امرتسری معروف رئیس، تاجر اور مخیر تھے۔ آپ حضرت امیر ملت کے خصوصی مریدوں میں سے تھے۔ آپ کے ایک بھائی میر ہدایت اللہ امرتسری تو امیر ملت سے خلافت یافتہ تھے۔ چھوٹے بھائی میر سعید اللہ بھی امیر ملت کے حلقہ بگوش اور عاشق زار تھے۔ غرض میر صاحب کا تمام خاندان حضرت امیر ملتؒ کے دامن عقیدت سے وابستہ تھا۔ میر صاحب نے ۱۹۲۰ء میں رحلت فرمائی۔ (قصوری)

---

(۴)

علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ

۴/جون ۱۹۰۴ء مجمع مکارم اخلاق مخلصم جناب حافظ صاحب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ طالب خیریت بخیریت۔

قبل ازیں ایک نیاز نامہ خدمت جناب میں بھیجا گیا تھا، تاحال اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ مانعش بخیر۔ دوبارہ مکلف ہو کر امیدوار ہوں کہ جناب بہت جلد جواب سے سرفراز فرمادیں۔ تاکہ اطمینان ہو۔ اپنی صحت چگونگی مزاج مبارک کی بابت ضرور اطلاع بخشیں تاکہ باعث تسکین خاطر ہو۔ جناب نے جیسا ارشاد فرمایا تھا، "احسان" میں مضمون درج نہ ہوگا بلکہ اپنا رسالہ حسب

منشائے جناب اسی ماہ میں نکالا جائے گا۔ نام اس کا ''انوار الصوفیہ'' قرار پایا ہے۔ سردست ''جلسہ خدام الصوفیہ'' کر کے چند ایک مقاصد اور اغراض رسالہ مرتب کیئے گئے ہیں، جو بعد میں جناب کے ملاحظہ کیواسطے ارسال کیئے جائیں گے۔

مفصلہ ذیل یاروں نے وعدہ کیا ہے کہ ایک ایک ماہ کا رسالہ اپنے اپنے خرچ پر چھپوا کر مشتہر کریں گے۔ (۱) فقیر (۲) میر حبیب اللہ صاحب آنریری مجسٹریٹ امرتسر (۳) شیخ حسین بخش صاحب سوداگر سیالکوٹ (۴) ڈاکٹر میر ہدایت اللہ صاحب سرجن جہلم (۵) حسن الدین (۶) خان صاحب غلام نبی بی اے (۷) میر عبدالعزیز صاحب امرتسر (۸) میاں غلام محی الدین سوداگر امرتسر) (۹) بڈھے شاہ صاحب سوداگر (۱۰) میاں محمد الدین صاحب ٹھیکیدار (۱۱) بابو محمد امین کلرک، کوہاٹ (۱۲) مولوی خورشید احمد بی اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر، ڈیرہ غازی خاں۔

غرضیکہ اور بہت سے اصحاب بھی آمادہ ہیں جو رسالہ اپنے خرچ سے مشتہر کریں گے۔ مولوی محمد حسین صاحب کو بھی فرمادیں کہ وہ بھی خوشی سے ان لوگوں میں شامل ہوں جو اپنے خرچ سے ایک ماہ کا رسالہ چھپوانا اور مشتہر کرنا اپنا فخر جانتے ہیں۔

جو مضمون آپ نے پہلے اجلاس خدام الصوفیہ منعقدہ شاہی مسجد لاہور میں پڑھا تھا۔ وہ خوش نویس کو بغرض کاپی دے دیا گیا ہے۔ مگر ۳۲ یا ۴۰ صفحہ کے رسالہ کے واسطے جو رسالہ ''احسان'' کی تقطیع کے برابر ہوگا، آپ کا وہ مضمون کافی نہ ہوگا۔ اس واسطے مضمون ''صوفی و تصوف'' جو آپ نے لکھا ہے وہ بھی ارسال کر دیں۔ جتنا تیار ہوا اتنا ہی ارسال فرمادیں۔ باقی حصہ دوسرے نمبر میں درج کیا جائے گا۔ فقیر نے مضمون لکھ کر تیار کیا ہوا ہے۔ مگر پہلے آپ کی نظر سے گزارنا ضروری ہے۔ جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی ادام اللہ فیوضہم کی خدمت میں مضمون لکھنے کیواسطے درخواست کی گئی ہے۔ اور مولوی محمد حسین صاحب کو بھی تاکید کریں کہ وہ مضمون لکھیں۔

مضمون وغیرہ مولوی محمد عظیم صاحب ۱۲ مدرس اسلامیہ ہائی سکول (بھاٹی گیٹ) لاہور کے پاس بروقت پہنچ جایا کریں۔ بالفعل یہ قرار پایا ہے۔ کہ آپ کے ہر دو مضامین پہلے نکلیں۔ بعدہٗ

مولوی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی اور مولوی محمد حسین صاحب کا مضمون نکلے گا۔ (مضمون سے) پہلے رسالہ کا ٹائیٹل پیج، تمہید اور دیباچہ وغیرہ کا نمونہ لکھ کر بھیج دیں۔ تاکہ وہی عبارت اور عنوان رسالہ کے ٹائیٹل پیج میں درج ہو۔

فقیر کا ارادہ ہے کہ ہندوستان کے گدی نشین صوفیائے کرام اور تمام خواندہ یاروں کو رسالہ مفت ارسال کیا جائے۔ اس واسطے التماس ہے کہ آپ بھی اس بارے میں اپنی رائے دیکر اطلاع دیں کہ کتنی جلدیں رسالہ کی کافی ہوں گی۔ غرض مفصل ہدایات سے اس بارے میں مشکور فرمائیں۔

اگر ضرورت ہو تو حافظ ظفر علی صاحب (پسروری خلیفہ امیر ملت ؒ) کو آپ کی خدمت میں مضمون صاف لکھنے اور ہر طرح امداد دینے کے واسطے بھیج دیا جائے۔ کیونکہ جناب کے مضمون کو صاف کر کے لکھنے اور اس کے متعلق ہر طرح کا کام کاج کرنے کے واسطے ایک لائق منشی کی ضرورت ہوگی۔

اپنا لکھا ہوا مضمون اور مولوی محمد حسین کا تحریر کیا ہوا مضمون تو مولوی محمد عظیم صاحب مدرس اسلامیہ ہائی سکول (بھاٹی گیٹ) لاہور کے پتہ پر ارسال فرمادیں اور جواب اس نیاز نامہ کا علی پور سیداں میں فقیر کے نام ارسال فرمادیں۔ یہ بھی تحریر فرمادیں کہ آپ کی خدمت میں کتنی جلدیں روانہ کی جاویں اور ہر طرح کی ہدایت متعلق رسالہ مفصل طور سے لکھ بھیجیں۔ فقط والسلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ،

حاجی صاحب، مولوی محمد حسین صاحب اور منشی نبی بخش صاحب اور صاحبزادگان کو السلام علیکم بصد اشتیاق۔

راقم: فقیر جماعت علی عفی عنہ

۱۲؎ مولوی محمد عظیم فیروز پوریؒ، حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے خصوصی مرید وخلیفہ تھے۔ آپ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' کے ایڈیٹر، ممتاز ادیب اور جادو بیاں خطیب تھے۔ آپ کی رحلت ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۶۱ء کو لاہور میں ہوئی اور قبرستان میانی صاحب میں تدفین ہوئی۔ (قصوری)

(۵)

مہاراج گنج، سری نگر (کشمیر)

۱۰/ جولائی ۱۹۶۴ء

مجمع مکارم اخلاق و منبع فیوض و برکات جناب حافظ صاحب۔ ادام اللہ فیوضکم۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ، ۔ الحمد اللہ کہ جناب کا نوازش نامہ ملا مگر مطالعہ سے ناسازیٔ طبیعت گرامی کا حال معلوم ہوا جو باعث رنج وملال ہے۔ خداوند کریم آپ جیسے صاحب کمالات ظاہری و باطنی کا فیض جاری رکھے اور صحت جسمانی عطا فرما کر کافتہ الناس کو عموماً اور اصحاب طریقت کو خصوصاً آپ کے فیض لا متناہی سے مستفیض کرے۔ میری دعا ہے کہ آپ جیسے خضر صورت مبارک بزرگوار کا سایہ مدت مدید تک نیاز مندوں کے سر پر قائم رکھے تا کہ آپ کی زندہ مثال اور ملفوظات سے عقید تمندوں کو دوبالا لطف حاصل ہو۔ آمین۔

ہندوستان خاص ساکنین تو پیشتر ہی سے آپ کے پاک اثر سے آگاہ ہیں۔ مگر اہل پنجاب بھی اپنی خوش نصیبی سے آپ کے شیریں مقال اور عالمانہ تحریر کے شیدا ہو رہے ہیں۔ خداوند کریم رحمت عطا فرما کر آرزومند کی آرزو آپ کے ذریعے برلائے۔ آمین۔

میرے خیال میں اگر آپ معجون فنجوش کا استعمال فرماویں تو مفید ہوگا۔ اگر یہ معجون مفید ہو اور وہاں سے دستیاب نہ ہو سکے تو میری طرف لکھیں آپ کے پاس پہنچ جاوے گی۔ آپ کا خط مجھے کشمیر میں ملا، میں اگرچہ بظاہر آپ سے بہت دور ہوں مگر دل سے بہت قریب ہوں ۔

در راہ عشق مرحلہء قرب و بعد نیست می بنیمت عیاں و دعا می فرستمت

پہلا رسالہ چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔ امید ہے کہ آپکی خدمت میں پہنچا ہوگا۔ اور ملاحظہ میں آیا ہوگا۔ بجائے ۴۰ صفحات کے ۲۳ صفحات، ۱۳ پر ختم ہوا اور یہ بظاہر آپ کے ارشاد کی تعمیل ہے کہ مضمون مکمل ہر رسالہ میں نکلے، نامکمل نہ ہو۔ اور چونکہ یہ مضامین اتنے صفحات کے لیے کافی تھے، اس لیے اور کوئی مضمون جزوی طور پر اضافہ نہ کیا گیا۔

فقیر کا ارادہ ہے کہ اگلے رسالہ نمبر۲ ے ۱۴ میں آپ کا کلی مضمون '' قانون تصوف '' نکلے۔ اس لیے اطلاعاً گزارش ہے کہ اگر اس مضمون کا کوئی حصہ کسی پہلو سے باقی ہو تو پورا کر کے سیکرٹری خدام الصوفیہ کے پاس لاہور بھیج دیں تا کہ سارا مضمون مکمل طور پر اسی رسالہ میں شائع ہو اور لکھائی، صحت، کاغذ اور تقطیع کے بارے میں جو نقص پہلے رسالے میں پائے جاویں، ان کی نسبت سیکرٹری کو ہدایت کی جاوے کہ دور کرے۔ اور اگلے رسالہ نمبر۲ میں ان کو دور کرنے کا خیال کرے ''ضرورت شیخ'' پر میں نے چند اوراق لکھے ہیں۔ وہ آپ کے مطالعہ میں آئے ہوں گے۔ مگر خیال ہے کہ اگر آپ قلم اٹھاویں تو ہر پہلو سے اسی مضمون پر قلم فرسائی کر کے جامع مضمون لکھیں تا کہ یہ مضمون بھی مکمل حیثیت سے ایک ہی رسالہ نمبر۳ میں چھپ جاوے۔ کشمیر میں ان قلمی نایاب کتب کا ذخیرہ جمع کرنے کا مجھے خیال ہے۔ جو لائبریری مجوزہ کے واسطے مفید ہے۔ کتاب ''لوائح جامی'' ہر دو حصص ایک ساتھ میرے خیال میں چھپنے چاہیں۔ ملفوظات حضرت خواجہ نقشبندؒ کا ترجمہ کر کے چھپوانا ضروری ہے۔ اگر فرصت ملے تو ترجمہ کا اہتمام میں خود کروں گا۔ اس ترجمہ کو کتاب کی صورت چھپوایا جاوے یا اس ترجمہ کو ایک کالم میں اور اصل کو کالم میں ترتیب دے کر رسالہ کا ایک نمبر بنایا جاوے۔ اس غرض سے کہ سیکرٹری کے پاس مضامین کا ذخیرہ رہے، مناسب ہو گا کہ آپ کے تحریر شدہ مضامین اگلے نمبروں کے واسطے اس کے پاس پہنچ جاویں۔ اللہ تعالیٰ نے صحت بخشی ہو اور جسمانی توانائی عطا فرمادی ہو تو اطلاع بخشیں تا کہ حافظ ظفر علی پسروری کو کتابت کے واسطے اور مسودہ مضامین کو صاف

ے ۱۳ ۲۳ صفحات والی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ میرا خیال ہے کہ ۴۰ صفحات کی بجائے ۳۲ صفحات ہوں گے۔ مکتوب ہذا کی کتابت کے وقت ممکن ہے کہ کاتب نے غلطی سے ۳۲ کے بجائے ۲۳ لکھ دیا ہو۔ کیونکہ ۲۳ صفحات کی تو کاپی ہی نہیں بنتی۔ واللہ اعلم ورسولہ۔ (قصوری)

ے ۱۴ یہ مکتوب شریف ۱۰ جولائی ۱۹۰۴ء کو لکھا گیا جس میں پہلے رسالے کی اطلاع ہے۔ اس حساب سے ''انوار الصوفیہ'' کا پہلا پرچہ جون ۱۹۰۴ء کے آخیر میں شائع ہوا ہو گا۔ (قصوری)

کرنے کی غرض سے رہتک بھیج دوں۔ مجھے آپ کی رنجوری طبع کا از حد فکر ہے۔ اطلاع فرماویں کہ اب مزاج کیسا ہے تا کہ اطمینان ہو۔

پنجاب میں شدت گرمی سے اختلاج قلب کا عارضہ تکلیف دیتا تھا۔ اس لیے کشمیر کی سرد آب وہوا میں آنا ضروری ہوا۔ مگر یہاں آکر دوبارہ تکلیف ہوگئی۔ اب آرام ہے۔

ساخت کشمیری کی جو چیز مطلوب ہو بر وقت اطلاع پہنچنے پر آپ کی خدمت میں بھیج سکتا ہوں یا بروقت واپس ہمراہ لا کر پیش کر سکتا ہوں۔ امید ہے ضرور کوئی نہ کوئی چیز یہاں کی آپ کو پسند ہو گی۔ اور ضرور مطلع فرمائیں گے۔ نیز دیگر کار لائقہ سے یاد فرماتے رہا کریں گے۔

مولوی محمد حسین صاحب کو بھی مضامین نویسی کے واسطے تاکید کریں۔ اگر اجازت اور مرضی مبارکہ کے موافق ہو تو "کلام المفید" میں سے "آداب الشیخ والمرید" ترجمہ کر کے ایک رسالہ مرتب کیا جاوے۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ آپ کے مضمون "قانون تصوف" پر نظر ثانی کروں۔ میں تو آپ جیسے بزرگوار کے لکھے ہوئے مضمون کو بے عیب سمجھتا ہوں۔ اور ان پر کسی قسم کی جزات کرنا داخل بے ادبی ــــ "ہر چہ خوباں کنند خوب آید"۔ جو آپ کے قلم سے نکلے گا اس میں کلام کرنا بے ادبی ۱۵ سمجھتا ہوں۔

الراقم: جماعت علی عفی اللہ عنہ

---

۱۵ ان مکتوبات شریف سے اندازہ ہوتا ہے۔ کہ حضرت امیر ملت اور حضرت حافظ انور علی صاحب ایک دوسرے کا کس قدر ادب واحترام ملحوظ رکھتے تھے اور ایک دوسرے کو کیا کچھ سمجھتے تھے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ، آپنے مضمون "ضرورت شیخ" پر حضرت حافظ صاحب کی نظر ثانی کو ضروری سمجھتے ہیں جیسا کہ مکتوب شریف نمبر ۶ میں تحریر فرمایا ہے۔ اور حضرت حافظ صاحب اپنے مضمون "قانون تصوف" پر نظر ثانی کی حضرت امیر ملت سے فرمائش کرتے ہیں۔ مولانا روم نے خوب فرمایا ہے۔

متحد جان اند مردانِ خدا
جان گرگاں وسگاں باشد جدا

(قصوری)

(۶)

مکان خواجہ نورالدین بچہ سوداگر

محلّہ بچہ، مہاراج گنج۔سری نگر (کشمیر)

۱۶/اگست ۱۹۰۴ء

(اس مکتوب شریف کا پہلا ورق ضائع ہو گیا، اس لیئے شروع سے نا تمام ہے۔لیکن اپنی اہمیت، افادیت اور تاریخی اعتبار سے دوسرے مکاتیب سے کم نہیں بلکہ زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔قصوری)

------------ اور جن جن اصحاب کے نام یہ اشتہارات ارسال فرماویں اس میں ایک خط اس مضمون کا لکھ کر ڈال دیویں کہ ان اشتہارات کے نیچے موٹا کاغذ چسپاں کر کے بڑی بڑی مسجدوں میں آویزاں کر دیں تا کہ تمام اھل اسلام کو نفع پہنچے۔آپ نے ان اشتہارات میں کمال درجے کی محنت و جانفشانی کی ہے۔خدا تعالیٰ آپ کی سعی مشکور فرما کر آپ کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔آمین ثم آمین۔

انجمن ''عصر گھڑی'' کی اشاعت کے بارے میں پہلے بھی موجود تھی مگر اب اس بارے میں زیادہ سعی کی جاوے گی۔لاہور سے ایک گھڑی کی قیمت تو آپ کے پاس غالباً پہنچ گئی ہو گی اور انشاء اللہ تعالیٰ ایک مہینہ تک فقیر واپس آ کر زیادہ کوشش کرے گا۔آپ تسلی رکھیں۔میری سفر گھڑی کا لیبل دھوپ میں رکھنے کے باعث علی پور میں ٹوٹ گیا تھا، اس واسطے فقیر، کشمیر میں ہمراہ نہیں لایا۔اس جگہ بھی اس کی بہت ضرورت ہے۔

آپ اس مضمون کو بمعہ نقشہ مثل و مثلین کے سب اخبارات اسلامی کے پاس بھیج دیویں تا کہ وہ بھی اس اشتہار کو اپنے اپنے اخباروں میں درج کریں۔دوسرے رسالے کے واسطے دیباچہ تحریر فرما کر اور اغراض انجمن تحریر فرما کر مولوی محمد عظیم صاحب خوش نویس موتی بازار (لاہور) کے پاس بھیج دیں تا کہ رسالہ جلدی چھپ جاوے۔اور جو امور اصلاح طلب آپ خیال فرمائیں ----

(کاغذ پھٹا ہوا ہے۔)

علی گڑھ کالج و دیگر سب کالجوں کے طلباء کے نام رسالے ارسال کیے گئے ہیں۔امید ہے

ان کو بہت فائدہ پہنچے گا۔صوفیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین یا علم تصوف کی طرف سے جو نیو فیشن والوں کو نفرت ہے، وہ اس پہلے ہی رسالے کے مطالعے سے جاتی رہے گی۔ان کو یہ بات آپ کے مضمون سے ثابت ہو جائے گی کہ انگریزی خواں بی اے بھی صوفی موجود ہیں۔ان کے دلوں میں جو شبہ واقع ہو رہا تھا کہ صوفی لوگ نکمے یا ناکارہ ہوتے ہیں۔یہ دنیا کے کسی کام کے نہیں ہوتے بلکہ ان کا وجود لوگوں پر بوجھ ہوتا ہے، یہ مخلوق کو خراب اور نالائق بناتے ہیں۔کم از کم ان کا یہ خیال تو رفع ہو جائے گا۔ الحمد اللہ علیٰ ذالک۔اور یہ سب آپکی برکت ہے۔

مولوی محمد حسین صاحب بی اے کی حالت پر سخت افسوس ہے۔آپ ان کو بلوا کر مضمون مذکور لکھنے کے واسطے بہت تاکید فرمادیں۔نیز انگریزی ترجمہ کی خدمت ان کے سپرد کر دیویں۔خصوصاً پہلے رسالہ میں سے آپ کی اور میر حبیب اللہ صاحب امرتسری کی تقریر کا خلاصہ کر کے انگریزی اخباروں میں بھیج دیں خصوصاً انگریزی خواں بی اے صاحبان کے نام اس مضمون میں ضرور لکھنے چاہیں تاکہ ان کے نام دیکھ کر انگریزی خوانوں کو بھی تصوف کی طرف ترغیب و تحریص ہو۔اور ان کا تنفر جو صوفیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ہے وہ دور ہو جاوے۔

''سول اینڈ ملٹری گزٹ'' لاہور، ''پانیر'' الہ آباد، ''پنجاب آبزرور'' لاہور کے دفتروں میں تو ضرور بھیج دیویں تا کہ جلدی چھپ کر شائع ہو جاوے۔اور ایک مضمون امریکہ کے کسی اخبار اور لندن کے کسی اخبار میں بھیج دیویں یا شیخ عبدالقادر صاحب بی اے [16] کے پاس ولائیت میں بھیجدیویں۔ وہ خود وہاں کے اخباروں کو بھیج دیویں گے۔[17] مولوی محمد حسین صاحب کو السلام علیکم کہیں۔فہرست اسمائے لاہور میں جمع ہو جائیگی۔

---

[16] شیخ سر عبدالقادر (ف ۱۹۵۰ء) مدیر ''مخزن'' کی طرف اشارہ ہے۔(قصوری)

[17] تصوف کی اشاعت کا جس قدر اہتمام و انصرام حضرت امیر ملت قدس سرہ، کو مدنظر تھا۔وہ صوفیائے کرام میں عدیم النظیر ہے۔(قصوری)

فقیر بشرط زندگی انشاء اللہ تعالیٰ پنجاب پہنچ کر آپ کی زیارت وعیادت کیواسطے روہتک میں حاضر ہوگا۔ آپ تسلی رکھیں۔ شہد خالص الور سے منگوا کر اس کا استعمال فرماویں، انشاء اللہ تعالیٰ بہت مفید ہوگا۔

بہاولپور میں آج کل محمد الدین بی اے وزیر ہے جو طالبعلمی کے زمانے میں آپکی خدمت شریف میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اور جس نے ''چہل حدیث'' کا انگریزی میں ترجمہ بھی کیا تھا۔ آپ اسکی طرف بھی خط لکھیں۔ رسالہ تو اس کے نام اور نواب صاحب ۱۸ کے نام بھیجا گیا ہے۔

''دو عصر گھڑیاں'' سنگ مرمر پر امرتسر کے میر حبیب اللہ صاحب کے واسطے اور ایک گھڑی سرہند شریف کیلئے تیار کرادیں۔ قیمت آپ کی خدمت شریف میں پہنچ جاوے گی۔

اس ملک (کشمیر) میں بارش بہت ہوئی ہے۔ آپ اس طرف کا احوال بھی تحریر فرماویں۔

رباعیات حضرت خواجہ نقشبند صاحبؒ ارسال خدمت ہیں۔ رسید سے مطلع فرماویں۔ آپ کا پمفلٹ پہنچ گیا تھا۔ اس (خط) کے جواب سے امید ہے کہ بہت جلدی مشرف فرماویں گے۔

حاجی صاحب، صاحبزادگان، ڈاکٹر محمد بخش صاحب وجمیع یاران و پرسان حال کو السلام علیکم بصد اشتیاق۔ فقیر مضافات کشمیر میں چندروز سے آیا ہوا تھا، آج شہر سری نگر کو جاتا ہوں، آپ وہاں پر اس کا جواب تحریر فرماویں۔ (باقی آئندہ)

الراقم: جماعت علی عفی اللہ عنہ،

(جواب طلب)

۱۸۔ نواب محمد بہاول خاں خامس ۱۸۸۳ء میں پیدا ہوئے۔ بڑے دیندار اور صاحب علم وفضل تھے۔ میلاد شریف کی محفلیں بڑی عقیدت اور احترام کے ساتھ منعقد کرتے تھے۔ آپ نے ریاست کی ترقی کیلئے بے شمار کارنامے سرانجام دئے۔ ۱۵/ فروری ۱۹۰۷ء کو حج سے واپسی پر اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ (قصوری)

(۷)

مکان خواجہ نورالدین بچہ
مہاراج گنج
سری نگر (حال مقبوضہ کشمیر)
۱۱/ستمبر ۱۹۰۴ء

مجمع مکارم اخلاق مخلصم جناب حافظ جی صاحب زاد محبتکم!

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ۔ طالب خیریت بخیریت۔ آپ کا عنایت نامہ نہایت انتظار کے بعد شرف صدور فرماہوا۔ الحمدللہ کہ اس شافعی مطلق نے آپ کی ذات منبع الفیوض والبرکات کو صحت بخشی ہے۔ الھم زدفزد۔ ؎ ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد۔

آپ کی برکت سے اس ہفتہ میں جو قلمی نایاب کتابیں دستیاب ہوئیں ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

از تصنیفات حضرت امیر کبیر علی ہمدانی" پچیس رسالہ جات منجملہ ان کے یہ ہیں۔ رسالہ عقلیہ، رسالہ درویشیہ، رسالہ فقیریہ، رسالہ ہمدانیہ، رسالہ مشارب الاذواق، رسالہ سیر الطالبین، رسالہ قدوسیہ، رسالہ حل مشکل، رسالہ اعتقادیہ، رسالہ نوریہ، رسالہ صفریہ، رسالہ معرفت زہد، رسالہ شرح قصیدہ میمیہ ابن فارض"، مکتوبات امیریہ، واردات امیریہ، وغیرہم ہیں۔ اور مکتوبات شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔

سب سے زیادہ خوشی جن کتابوں کے حصول سے ہوئی ہے وہ مقامات حضرت امیر کلال صاحب قدس اللہ سرہ العزیز از تصنیفات حضرت خواجہ نقشبند صاحب مشکل کشا قدس اللہ سرہ العزیز و مقامات نقشبندیہ از تصنیف خواجہ عبیداللہ احرار قدس اللہ سرہ العزیز۔ ان دونوں نایاب کتابوں کے حصول کی آپ کو بھی مبارک باد دیتا ہوں۔ الحمدللہ علی ذالک۔

جمادے چند دادم جان خریدم
بحمداللہ عجب ارزاں خریدم

میرے سرکشیر کا مقصد وعلت نمائی وما حصل گویا یہ نایاب کتابیں ہیں۔ نیز ایک مرد کامل

صوفی، مجذوب کی زیارت ہے۔ وہ صاحب فی الحقیقت فنافی اللہ ہیں۔ اور رسالہ حضرت روز بہان بقلیؒ وغایت الامکان وذکر الصالحین وغیرہ چالیس کتابیں دستیاب ہو جاویں گی۔

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطری خواست ۔ آخر آمد زپس پردہ تقدیر پدید ۱۹

ایک ہفتہ تک فقیر کشمیر میں مقیم ہے۔ انشاء اللہ اس ہفتہ میں چند اور کتابیں تصوف کی دستیاب ہو جاویں گے۔ یہ سب آپ کی برکت و توجہ کا نتیجہ ہے۔

آج مولوی خیر شاہ ۲۰ (پیر خیر شاہ امرتسری خلیفہ امیر ملت، قصوریؔ) صاحب کی طرف خط لکھوں گا۔ وہ اگر فارغ ہوئے تو حاضر خدمت ہو جاویں گے۔ مولوی محمد حسین صاحب (قصوری) بی اے کو بھی ترجمہ رسالہ کے واسطے تاکید فرماویں۔ آج کل تعطیلات ہیں پھر ان کو فرصت نہ ہو گی۔

ان کتابوں کا دستیاب ہونا امداد غیبی ہے۔ لوگ خود بخود لا کر دے رہے ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انجمن خدام الصوفیہ کے واسطے یہ فال مبارک ہے۔ اور انجمن موصوف کا بااخلاص ہونا ثابت ہوتا ہے۔ مجھے امید نہیں بلکہ یقین کامل ہے کہ یہ انجمن تمام ہندوستان کی انجمنوں سے طالبان حق

۱۹۔ حضرت قبلہ عالم امیر ملت قدس سرہ، کو کتب تصوف کے مطالعہ اور جمع کرنے کا جس قدر شوق تھا ان تحریروں سے روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ چنانچہ آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف میں حضور والا کے ذاتی کتب خانہ میں جس کثرت سے کتب تصوف، کتب فقہ، کتب تفسیر و احادیث وغیرہم جمع ہیں مشکل سے کسی خانقاہ میں ہوں گی۔ اسی طرح سے حافظ انور علی روہتکیؒ اس ذوق و شوق میں ڈوبے ہوئے تھے۔ بے شمار اعلیٰ نایاب کتابیں جمع فرمائی تھیں۔ جو تقسیم ہند کے وقت روہتک میں رہ گئیں۔ خود حافظ صاحب کی تصانیف میں سے پچاس سے زیادہ کتابیں مطبوعات و مسودات کی صورت میں تھیں۔ جو ضائع ہو گئیں۔ صرف ان میں سے چند کے نام اس مضمون میں رہ گئے جو مولانا عبدالمجید خاں صاحبؒ خلیفہ امیر ملت نے حافظ صاحب کی تصنیف (قانون تصوف) کے مقدمہ کے طور پر تحریر فرمایا تھا۔ صرف چند کتابیں حافظ صاحب کی صاحبزادی صوفیہ باندی صاحبہ (ف ۱۹۷۲ء سرگودھا) اور فرزند ارجمند حضرت حاجی ذاکر علی (خلیفہ امیر ملت ف ۱۹۷۹ء کراچی) پاکستان لاسکے۔ (قصوری)

کے واسطے زیادہ تر مفید و مستفیض ہو گی۔

رسالہ نمبر اول کی خوشنودی و اظہار مسرت کی نسبت ہر ایک جوانب و اطراف سے خطوط بکثرت آرہے ہیں اور سب یاران طریقت آپ کے مداح، ثناء خواں و شکر گزار ہو رہے ہیں اور آپ کا مضمون پڑھ کر آپ کے حق میں دعائیں کر رہے ہیں۔ چنانچہ آج رات کو کوہاٹ سے بابو محمد امین صاحب ملازم بارک ماسٹری کا اسی مضمون کا خط آیا ہے۔ جس میں آپ کے مضمون کی تعریف کے علاوہ آپ کی کمال درجہ کی شکر گزاری کا اظہار کرتے ہیں۔

اس جگہ سری نگر محلہ مہاراج گنج میں مولوی غلام رسول صاحب میر واعظ نے عصر گھڑی کی نسبت خواہش ظاہر کی ہے۔ آپ ان سے بذریعہ خط و کتابت فیصلہ کر لیویں۔ اور سرہند شریف کے واسطے بھی ضرور دو گھڑیاں سنگ مرمر کی تیار کرادیں۔ اور امرتسر کے واسطے بھی دو گھڑیاں سنگ مرمر کی تیار کرادیں۔ قیمت کا فقیر ذمہ دار ہے۔ رسالہ نمبر۲ کی تعداد اشاعت سات سو ۷۰۰ کی گئی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہزار تک پہنچ جائے گی۔ (رسالہ سے مراد ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' ہے قصوری) اور رسالہ ''الاحسان'' کا جاری رہنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ ایڈیٹر لکھتا ہے کہ ستر خریداروں نے انکار کر دیا ہے اور روز بروز انکار کرتے جاتے ہیں اور ویلیو پارسل (V-P) واپس آرہے ہیں۔ فقیر نے دو سو سے زیادہ خریدار اس کو دئے ہیں بلکہ تین سو خریداروں کے نام ان کے پاس بھیج چکا ہوں مگر میری کوشش سے کیا ہو سکتا ہے جب ایڈیٹر خود ہی کچھ نہ کرے بلکہ صوفیہ کرام کے نام کو دھبہ لگا کر بدنام کرے، تو فقیر کیا کرے۔ اکثر یاران طریقت اس کی شکایت کے خطوط میرے پاس بھیجتے ہیں اور کہتے ہیں کہ محض آپ

۲۰۔ پیر خیر شاہ امرتسریؒ، حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے مرید باصفا خلیفہ خاص تھے۔ موصوف جادو بیاں مقرر، مناظر بے بدل اور عظیم شیخ طریقت تھے۔ علم و ادب سے خصوصی دلچسپی تھی۔ آپ کی کتاب ''برکات علی پور شریف'' شہرت عام بقائے دوام کی حامل ہے۔ ۲۷ مئی ۱۹۲۰ء کو امرتسر میں رحلت ہوئی اور وہیں دفن ہوئے۔ (قصوری)

کے فرمان کی تعمیل کر کے ہم اس رسالہ کو خرید رہے ہیں ورنہ وہ خریداری کے لائق نہیں۔ درحقیقت بات بھی سچ ہے۔ فقیر خود اس معاملہ میں حیران ہے۔

نہادم نخل خرما خار بردار! یا خود غلط بود آنچہ پنداشتیم!

مولوی محمد حسین صاحب و حاجی صاحب و صاحبزادگان کو اسلام علیکم کہیں۔ اور سب یاران و پرسان حال کو السلام علیکم۔

الراقم جماعت علی عفی اللہ عنہ

مکان خواجہ نور الدین صاحب بچہ

مہاراج گنج سری نگر۔ کشمیر

(بنام قائداعظم محمد علی جناحؒ صدر آل انڈیا مسلم لیگ)

(۱)

حیدر آباد دکن

۲۷/ جولائی ۱۹۴۳ء

قائداعظم صاحب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، ۔قوم نے مجھے امیر ملت مقرر کیا ہے، اور پاکستان کے لیے جو کوششیں آپ کر رہے ہیں وہ میرا کام ہے۔ لیکن میں اب سو سال سے زائد عمر کا ضعیف وناتواں شخص ہوں۔ میرا بوجھ جو آپ پر پڑا ہے اس میں آپکی امداد کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ آپ مطمئن رہیں۔ نمرود کی دشمنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کی، فرعون کی دشمنی حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے دین کی، ابوجہل کی دشمنی ہمارے نبیء اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی ترقی کا باعث ہوئی ہے۔

اب یہ جو حملہ [1] آپ پر ہوا ہے۔ آپ کی کامیابی کے لیے نیک فال ہے۔ آپ کو میں مبارک باد دیتا ہوں کہ آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے۔ آپ کو حصول مقصد میں خواہ کتنی ہی دشواریوں کا سامنا ہو آپ بالکل پرواہ نہ کریں۔ اور پیچھے نہ ہٹیں ۔ جس شخص کو اللہ کامیاب فرمانا چاہتا ہے اس کے دشمن پیدا کر دیتا ہے۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپکے دشمنوں کو ذلیل وخوار کرے۔ میں اور میرے تمام یاران طریقت آپکے معاون ومددگار رہیں گے۔ آپ بھی عہد کریں کہ آپ اپنے مقصد سے ذرہ بھر نہیں ہٹیں گے۔

الراقم: سیّد جماعت علی عفی عنہ

---

[1] ۲۶/ جولائی ۱۹۴۳ء کو علامہ مشرقی کی ہدایت پر خاکسار کارکن رفیق صابر مزنگوی لاہوری نے حضرت قائداعظم پر قاتلانہ حملہ کیا تھا۔ اسی شام لسان الامت قائد ملت نواب بہادر یار جنگ ریڈیو سے یہ منحوس خبر سن کر حضرت امیر ملت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت امیر ملت "یہ خبر سن کر فوراً قائداعظم" کی صحت وتندرستی کیلئے دعا گو ہوئے اور پھر اگلے دن یہ خط لکھا۔ (قصوری)

(۲)

علی پور سیّداں ضلع سیالکوٹ

۱۰/ جولائی ۱۹۴۶ء

قائداعظم صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے آئندہ سال سفرحج پر جانے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ فقیر کو اس مژدہ سے دلی مسرت ہے۔ فقیر آپ کو یہ مشورہ دیتا ہے۔ کہ آپ بجائے سال آئندہ حج کرنے کے اسی سال حج وزیارت کا ارادہ کریں۔ اس سے ایک فائدہ یہ ہوگا۔ کہ آپ کے ذمے جو حج فرض ہے وہ ادا ہو جائے گا اور جو لوگ آپ کی طرف سے سوءظن رکھتے ہیں اور آپ کے عقائد واعمال اور دین ومذہب پر طعن کرتے ہیں، ان پر اور تمام عالم پر آپکی محبت جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔ برائ العین نظر آجائے گی اور آپ کا نور ایمان سب پر روشن ہو جائے گا۔ اور امید ہے کہ اس کے بعد ان مخالفین کی گردنیں بار ندامت سے نہ اٹھ سکیں گی۔ یہ غلط فہمی جس قدر جلد رفع ہو سکے بہتر ہے اور وہ آپ کے حج کو جانے سے رفع ہو جائے گی۔

دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ آپ ملک حجاز اور حرمین شریفین طیبین کی حالت کو اور بالخصوص حالات سفر حج بچشم خود معائنہ کر سکیں گے۔ سعودی حکومت نے ارکان حج وزیارت کا ادا کرنا عامۃ المسلمین کے لیے جس قدر دشوار کر رکھا ہے اس کا صحیح اندازہ دیکھنے سے ہی ہو سکتا ہے۔ موٹر لاریوں اور اونٹوں کا کرایہ، قسم قسم کے محصول اور ٹیکس اسقدر کثیر وگراں کر دیئے گئے ہیں کہ مسلمانوں کے لیئے فریضہ حج بجا لانا سخت دشوار ہو گیا ہے۔ ہمیشہ ہندوستان سے بڑی کثیر تعداد میں حجاج سفر کرتے ہیں۔ اور حکومت حجاز کو ہندوستان کے حاجیوں سے زر کثیر حاصل ہوتا ہے۔ جس سال ہندوستان سے حاجی نہ جاسکے حکومت حجاز کو سخت نقصان اٹھانا پڑا۔ لیکن باوجود اس کے حکام حجاز حاجیوں سے اچھا سلوک نہیں کرتے۔ ہندوستان والے بہت کچھ فریاد کرتے ہیں مگر کوئی نہیں سنتا۔ اب آپ خود حجاز میں حاضر ہو کر بچشم خود تمام حالات دیکھیں گے تو امید ہے کہ حکومت حجاز سے حاجیوں کیلیئے مراعات حاصل کر سکیں گے۔ آپ مسلمانان ہند کے قائداعظم ہیں۔ آپکی آواز ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کی متحدہ آواز ہے۔ آپکی شخصیت ایسی ہے کہ آپکی آواز ارض حجاز میں بھی رائیگاں اور بے اثر نہیں رہ سکتی۔ اگر آپ اس سال حج کو چلے جائیں تو امید ہے کہ اہل ہند کے لیئے جلد سہولت وآسانی کی راہ نکل آئیگی۔

نجدی حکومت کے مظالم کے متعلق مثال کے طور پر چند واقعات کا تذکرہ کرتا ہوں۔ جدہ شریف سے مکہ شریف کا فاصلہ ۴۵ میل کا ہے اور موٹر لاری میں ایک گھنٹے کا سفر ہے لیکن اس کا کرایہ

حاجیوں سے سوروپے فی کس لیا جاتا ہے۔ مکہ شریف سے عرفات شریف ۹ میل ہے۔ اس کا کرایہ پچاس روپے لیتے ہیں۔ مکہ شریف سے مدینہ شریف ۲۷۵ میل ہے۔ ڈیڑھ دن کا سفر ہے اس کا کرایہ چارسوروپے وصول کیا جاتا ہے۔ حج کے موقعہ پر جو حاجیوں سے چارسوروپیہ لیتے ہیں حاجیوں کے چلے آنے کے بعد صرف پندرہ روپے لیتے ہیں۔ یہ کس قدر صریح ظلم ہے۔ اس ظلم کی کوئی حد ہے؟ ترکوں کی سلطنت میں مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ جانے اور پھر مکہ شریف کا کرایہ ۱۵روپیہ تھا۔ اب اونٹ کا کرایہ چار سوروپیہ ہے اور اونٹ کی قیمت ۳۳ روپیہ اور ایکبار کا کرایہ چار سوروپیہ۔ اپنا اونٹ خرید کر یا اپنی موٹر سواری پر یا سڑک پر پاپیادہ کوئی نہیں جاسکتا۔

پانچ سال کا واقعہ ہے کہ سات سو آدمیوں کو جو رابغ سے پاپیادہ پہنچے تھے، حجاز کے اندر داخلے کی اجازت نہ دی گئی اور رابغ سے واپس کر دیا گیا۔

تیسرا فائدہ یہ ہوگا کہ آپ کے سفر حج کو سن کر ہندوستان کے ہزارہا مسلمان آپ کے ہمراہ جانے کے اشتیاق میں حج کو روانہ ہوں گے۔ اور اس خیر کثیر کے باعث آپ ہوں گے۔ ان سارے حاجیوں کو جس قدر ثواب ملے گا اتنا ہی تنہا آپ کو ملے گا۔ الدال علی الخیر کفاعلہ گویا آپ نے بیک وقت ہزارہا حج کر لیے۔ اب فقیر حج کے معنی بیان کرتا ہے کہ حج کسے کہتے ہیں۔ ایک پرندہ جال میں پھنس جاتا ہے۔ وہ بہتیرا پھڑپھڑاتا ہے، سر مارتا ہے مگر جال نہیں ٹوٹتا۔ اور وہ گرفتار کا گرفتار رہتا ہے۔ آخر ایک دن فرشتۂ اجل آتا ہے اور اس کی جان نکال لے جاتا ہے۔ اسی طرح انسان بھی علائق دنیا اور سلاسل مال وعیال میں گرفتار رہتا ہے۔ کوئی صورت اس جال سے نکلنے کی نہیں نکلتی۔ ادھر بیوی کا خیال ہے ادھر بچوں کی فکر، ادھر مال ہے ادھر زمین ہے۔ مرتے دم تک اسی غم میں مبتلا رہتا ہے۔ آخر ملک الموت اس پھندے سے اس کو چھڑاتا ہے۔ تو اس کا نام موت ہے اور اپنی خوشی سے اپنے ارادے سے اس جال کو توڑنا، اس کا نام حج ہے۔

حاجی اللہ تعالیٰ کا مہمان ہوتا ہے اور میزبان کو اپنے مہمان کی خاطر عزیز ہوتی ہے۔ جس وقت حاجی اپنے گھر سے نکلتا ہے۔ اس وقت سے جب وہ پھر واپس ہو کر گھر میں داخل ہوتا ہے۔ اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ حج کے زمانے میں حاجی کا ہر فعل عبادت ہے۔ اس کا کھانا، پینا سونا عبادت میں داخل ہے۔ حج سے مشرف ہو کر حاجی اسطرح پاک ہو جاتا ہے گویا ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہے۔ حاجی کے تمام گناہ بخشے جاتے ہیں اور اس کو انعام میں جنت نصیب ہوتی ہے۔ جس وقت حاجی کی پہلی نظر کعبہ شریف پر پڑتی ہے اسوقت جو دعا مانگے قبول ہوتی ہے۔ حضرت امام اعظم کو یہ حدیث

شریف یاد تھی۔ جس وقت پہلی مرتبہ ان کی نظر کعبہ شریف پر پڑی، انہوں نے دعا مانگی کہ یا اللہ پاک
! مجھ کو مستجاب الدعوات بنا۔ یعنی میں جو دعا مانگا کروں اس کو قبول فرمالیا کر۔

اگر آپ بجائے سال آئندہ کے اسی سال حج کا ارادہ کرلیں تو کراچی سے روانگی اور واپسی تک صرف دو مہینے صرف ہوں گے۔ ۲۵ دن مدینہ شریف کی حاضری ۱۵ دن مکہ شریف کی حاضری اور بیس روز جہاز کی آمدورفت میں۔ ۴/نومبر (۱۹۴۶) کو ۹ ذی الحجہ ہوگی۔ نومبر کے آخر تک آپ واپس پہنچ سکتے ہیں۔ فقیر نے بھی امسال مع اپنے پچیس رفیقوں کے پچیس ٹکٹ حاصل کر لیئے ہیں اور شوال میں جو دوسرا آگبوٹ جائیگا۔ اس کے ٹکٹ خریدے گئے ہیں۔ آپ بھی اگر اس میں سوار ہوں تو خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے حاجی دو۔ اور فقیر یہ بھی آپ کو معلوم کرانا ضروری سمجھتا ہے کہ آپ کو خدا تعالیٰ اسی سال جانا نصیب کرے تو آپ اپنا مطوف شیخ محسن صاحب سندھی جو بہترین مطوفین میں سے ہیں، قدیم سے فقیر کے مطوف ہیں اور بڑی جانفشانی سے حاجیوں کے خدمت گزار ہیں، آپ ان کو ہی اپنا مطوف بنائیں بلکہ باقی حاجیوں کو بھی فقیر سچے دل سے مشورہ دیتا ہے کہ شیخ محسن صاحب کو اپنا مطوف بنایا کریں۔ اور ساتھ ہی اس لکھنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ آپ کے سب خورد و نوش کا خرچ کراچی سے لیکر واپس کراچی آنے تک فقیر کے ذمے ہوگا۔ اور جس قسم کا پرہیزی کھانا آپ چاہیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ ویسا ہی تیار ہو جایا کرے گا۔ اور اگر آپ منظور فرمائیں تو آپ کا آگبوٹ کا کرایہ بھی فقیر ہی ادا کرے گا۔

نجدی کے مظالم اسقدر ہیں اس کے لکھنے کے لیے دفتر چاہیے۔ ادھر انگریزوں کے یہ مظالم ہیں کہ حاجیوں کو ایک سیر آٹا دانہ لیجانے کی بھی اجازت نہیں۔ حاجی لوگ وہاں جا کر کیا کھائیں گے۔ بھوکے مرجائیں گے۔ وہاں غلہ تو ملتا نہیں ہے۔ سنا گیا ہے کہ گزشتہ سال جو حاجی اپنے ہمراہ مٹھائی لے گئے تھے وہ بھی انہوں نے حاجیوں سے چھین لی تھی۔ خیر یہ تو انگریزی حکومت ہے، ان کا اختیار ہے جو کچھ چاہیں کریں مگر نجدی حکومت تو اپنے آپ کے مسلمان کہتی ہے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ حاجی لوگ اپنے گھر سے صرف ساٹھ روپیہ لے جاتے تھے اور حج کر کے واپس آجاتے تھے۔ لیکن اب حکومت انگریزی نے اخباروں میں تیسرے درجے کا کرایہ اٹھارہ سو روپے، دوسرے درجہ کا چار ہزار روپے مقرر کیا ہے۔ پنجاب کے غریب مسلمان اتنا روپیہ کہاں سے لائیں گے اور نجدی حکومت نے اسکو سمجھا ہی نہیں، اگر وہ ترکوں کے وقت کے کرایے مقرر کردیں تو فقیر دعوے سے کہتا ہے کہ نجدی حکومت کو اس آمدنی ... ہو اور غریب مسلمان بھی حج ... نعمت عظمیٰ ... مستفیض ہو کر نجدی

حکومت کے حق میں دل وجان سے دعا کریں۔

فقیر امید کرتا ہے کہ آپ جواب باصواب سے جلد مطلع فرمائیں گے تاکہ تسلی ہو۔ اگر آپ فقیر کی اس درخواست کو منظور فرما کر حوصلہ افزائی کریں گے تو فقیر کو آئندہ بھی شرعی امور میں مشورہ دینے کی جرات ہوگی اور اگر پہلی بار ہی خالی گئی تو فقیر کے دل کو بہت صدمہ پہنچے گا اور نہایت مایوسی ہو جائیگی۔ فقیر آپ کے سفر حج کے عزم بالجزم کی خوشخبری سننے کے لیے ٹیلیگرام کے انتظار میں ہے۔ اور فقیر کا تار گھر قلعہ سوبھا سنگھ ہے۔

الراقم سیّد جماعت علی شاہ عفا اللہ عنہ

علی پور سیّداں ضلع سیالکوٹ

(۳)

علی پور سیّداں ضلع سیالکوٹ

۱۷/ جولائی ۱۹۴۶ء

قائداعظم صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

گزشتہ ہفتہ میں ایک پیغام عزم حج کی مبارکبادی پر بھیج چکا ہوں، اب دوسری مرتبہ آپکو مسلم لیگ کی کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں کیونکہ مسلم لیگ کی کامیابی کا سہرا ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں میں سے خداوند کریم نے آپ ہی کو نصیب فرمایا ہے۔ اور باوجود پانچ گروہوں کی سخت مخالفت کے خداتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے محض آپ کو کامیابی بخشی حالانکہ مخالفین کو آپ کی مخالفت میں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں روپیہ صرف کرنے کے بعد بھی روسیاہی اور ذلّت نصیب ہوئی۔ انہوں نے کوشش کی کہ مسلمانوں کو آپ سے برگشتہ کر کے بقول کشمیریاں گاندھی کا ـ ـ ـ ـ ـ بنایا جائے مگر سوائے تین شخصوں کے اور کسی کو بھی وہ گاندھی کا ـ ـ ـ ـ ـ نہ بنا سکے۔

آفریں باد بریں ہمت مردانۂ تو ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

اس پیغام میں دوسری مبارکباد حضور نظام ۲ اور اہل حیدرآباد کو دیتا ہوں، جنہوں نے آپ کو سونے سے وزن کر کے دس کروڑ مسلمانوں کی لاج رکھ لی کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آج تک سونے وزن کرنے کی عزت سوائے آغا خاں صاحب ۳ اور آپ کے، کسی بادشاہ کو بھی نصیب نہیں ہوئی کیونکہ خدا تعالیٰ نے ساری دنیا کے مسلمانوں سے برگزیدہ کر کے آپ کو یہ مرتبہ نصیب فرمایا ہے۔

اب آپ کا فرض ہے کہ ان ہزارہا اشغال کو چھوڑ کر اپنے وعدے کے مطابق اس بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو کر اور دربار شریف حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر اس کا شکریہ ادا کریں۔ اور فقیر کے پیغام کو معمولی نہ سمجھیں، عیدالفطر کے بعد ہوائی جہاز میں سوار ہو کر کراچی پہنچ کر دوسرے دن مکہ مکرمہ پہنچ جائیں اور پانچ دن مناسک حج ادا کر کے دو تین گھنٹے میں مدینہ حاضر ہو جائیں، وہاں ہفتہ عشرہ قیام فرما کر تیسرے دن کراچی پہنچ جائیں، اس میں آپ کے کل بیس دن کے قریب صرف ہوں گے۔ جس وقت یہ نیاز نامہ پہنچے اس وقت اپنے عزم بالجزم سے بذریعہ تار علی پور سیّداں، قلعہ سوبھا سنگھ (تار گھر) کے پتے پر فقیر کو مطلع فرمائیں۔

برکریماں کارہا دشوار نیست

آپ کے ٹیلی گرام کا سخت انتظار رہے گا۔

الراقم: سیّد جماعت علی عفی اللہ عنہ

(۴)

(۱۴/ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان معرض وجود میں آیا تو حضرت امیر ملت ؒ نے قائداعظم کو مبارکبادی کا تار ارسال فرمایا)

"ملک گیری آسان ہے، ملک داری بہت مشکل ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو ملک داری کی توفیق عطا فرمائیں"۔

---

۲ میر عثمان علی خاں نظام حیدرآباد دکن، ف ۱۹۶۷ء جو حضرت امیر ملت ؒ سے شرف بیعت رکھتے تھے۔ (قصوری)

۳ سر سلطان محمد شاہ آغا خاں سوم (ف ۱۹۵۷ء) مسلم لیگ کے بانیوں میں سے تھے۔ تحریک آزادی اور ملت اسلامیہ کی فلاح و بہبود کے سلسلہ میں انکی خدمات قابل قدر ہیں (قصوری)

(بنام الحاج بخشی مصطفیٰ علی خاں (مہاجر مدنی وخلیفہ مجاز) میسور (انڈیا))

(۱)

علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ

۹/شوال ۱۳۵۷ھ

۲/دسمبر ۱۹۳۸ء

کل نفس ذائقه الموت

؎ موت سے کس کو رستگاری ہے　　آج وہ کل ہماری باری ہے

؎ یہ چمن یونہی رہیگا اور ہزاروں عندلیب
اپنی اپنی بولیاں سب بول کراڑ جائیں گے

مجمع مکارم اخلاق مخلصم بخشی صاحب زاد محبتکم!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، ۔ طالب خیریت بخریت ۔ آپکی تار سے حاجی علیم اللہ خانصاحب کی وفات حسرت آیات کی خبر موجب صد حزن وملال ہوئی ۔ خدا متوفی کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے ۔ امین ۔

مرحوم کی جواناں مرگی اور موت ناگہانی کی خبر سنگ آمد سخت آمد ۔ ایسا صدمہ ہوا کہ کلیجہ پکڑ کر رہ گیا ۔ مرحوم جوان، صالح اور بہت نیک مزاج تھا ۔ اور فقیر کو اسی وجہ سے مرنے والے کے ساتھ بہت محبت اور تعلق خاطر تھا ۔ لیکن کیا کیا جائے مشیت ایزدی سے کوئی چارہ نہیں ۔ جو پیدا ہوا ہے، اس نے مرنا ہے ۔ مرنیوالے کی حسن نیت کا ثمرہ ہے کہ اسے وہ مرگ شہدا [1] نصیب ہوئی کہ زندے ایسی موت کے لیے دعائیں مانگتے ہیں ۔ فقیر اس کی مغفرت کے لیے دست بدعا ہے ۔ آپ مرحوم کی اہلیہ صاحبہ کے پاس جا کر میری طرف سے تعزیت کریں اور انکو تلقین صبر کریں ۔

---

[1] ماہ رمضان المبارک میں نماز مغرب میں بحالت سجدہ مرحوم کی روح نے قفس عنصری سے پرواز کی ۔ (قصوری)

ہر آنکہ زاد بناچار بائیدش نوشید   ز جام دہر مئے کل من علیھا فان

میرا مزاج اسوقت رُو براہ ہے اور چاہتا ہوں کہ مرحوم کی قبر پر پہنچکر فاتحہ کہوں مگر سردی زیادہ ہے اس لیے ذرا تامل ہے۔ موقع ملتا ہے تو پہنچ کر زیارت قبر سے دل کی آگ بجھاؤں گا۔ مرحوم کے بچوں کی نگہداشت کو اپنا فرض سمجھیں۔ آپ یہ کوشش کریں کہ مہاراجہ (سر سری کرشنا راجندر) ان یتیموں کی پرورش اور تعلیم کے لیے بچوں کے وظائف و ماہانے مقرر کرے۔ تاکہ ان کی پرورش باحسن طریق سے ہو۔ ورنہ موجودہ حالات میں سخت مشکل کا سامنا ہوگا۔ مرحوم کی اہلیہ کا بھی کوئی ایسا قریبی عزیز نہیں جس سے مرحوم کے پسماندگان کی کفالت کی امید ہو سکے۔ چشم امید صرف آپکی اور حیدر علی خاں کی طرف اٹھتی ہے۔ آپ ان کے ساتھ جس قدر ہمدردی کریں گے اسی قدر اجر بارگاہ باری تعالیٰ سے پاویں گے۔

آپ کا ایک تار اور دو خطوط پہنچے۔ آپ میرے عزم بیت اللہ شریف کی نسبت دریافت فرماتے ہیں اور تحریر فرماتے ہیں کہ بغداد شریف میں برفباری شروع ہو گئی ہے۔ یہ بجا ہے اور بغداد شریف کے راستے جانا کسی صورت میں مناسب نہیں مگر میں اپنی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ یہاں زادراہ صرف خدا کا نام ہے۔ اور میں اپنا بوجھ کسی کے سر پر ڈالنا پسند نہیں کرتا۔ آپ میرا انتظار نہ کریں تشریف لے جائیں۔ اگر میری قسمت نے یاوری کی تو میں بھی براہ بمبئی وجدہ دیار محبوبؐ میں حاضر ہو جاؤں گا۔

جس دن آپ کی تار مشعر بر خبر مرگ پہنچی اسی دن جواب دیتا مگر خود انگریزی نہیں جانتا اور کوئی انگریزی داں موجود نہ تھا۔ اس لیے مجبوراً جواب نہ دے سکا۔ باقی رہا خط، دن بھر تقریر[۲] میں گزر جاتا ہے اور لکھنے کی مہلت نہیں ملتی۔ آج موقع مل گیا تو میں نے آپ کو بھی لکھ دیا اور حیدر علی خاں کو بھی لکھ دیا۔

الحمد للہ کہ اب میری صحت بفضلہٖ بہت اچھی ہے۔ رمضان شریف کے کل روزے رکھنے نصیب ہو گئے اور ختم قران شریف اور شرکت تراویح کی توفیق بھی حال رہی۔ الحمد للہ آپ تردد نہ

---

۲ یعنی زیارت کے لیے آنیوالوں کے ساتھ گفتگو، انکو پند و نصائح، ان کے مسائل سننا اور ان کا حل فرمانا۔ (قصوری)

فرمائیں۔شوال کے چھ روزے سنت موکدہ ہیں آپ بھی یہ روزے ضرور رکھیں اور دیگر یاران طریقت کو بھی تاکید کریں۔

سال گزشتہ آغا خلیل صاحب" (کلید بردار روضہء رسول ﷺ) اور سید حمزہ رفاعی مدنی صاحب" (مدینہ منورہ کے نامور بزرگ، ولی کامل) فیوضہم نے فرمایا تھا کہ تم اگلے سال پھر آؤ گے۔ میرا ایمان ہے کہ خدائے تعالیٰ ان کے قول کو ضرور سچا ۳ کر کے رہیں گے۔ اس لیے مجھے یقین ہے کہ میں بھی پہنچ جاؤں گا۔ آپ میرا انتظار نہ فرمائیں اور سفر کی فکر کریں۔ ذکر، فکر، مراقبہ اور سحر خیزی میں سعی کرتے رہیں۔ ان اشغال کی برکت سے تمام دینی و دنیاوی مشکلات آسان ہو جاویں گی۔

سب یاران و پرسان حال کو السلام علیکم، گھر میں سب کو السلام علیکم۔ برخودار مقبول مصطفیٰ کو دیدہ بوسی و دعا۔

ہر کہ باشد ز حال ما پرساں — یک بہ یک را سلام ما برساں

الراقم: (امیر ملت) سید جماعت علی عفا اللہ عنہ

(۲)

علی پور سیّداں ضلع سیال کوٹ

۱۴/ جولائی ۱۹۳۹ء

۲۶/ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ

؎ یادم نمی کنی وز یادم نمی روی
عمرت دراز باد فراموش گار من

یہ شعر حضرت آزاد صاحب ۱ اور باقی یاروں کو بھی سنادیں۔

مجمع مکارم اخلاق مخلصم بخشی صاحب زاد محبتکم۔

---

۳ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آپ نے ۱۳۵۷ھ کا حج ادا فرمایا۔ (قصوری)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،۔آپ کی دو تاریں اور ایک محبت نامہ پہنچا۔ایک تار کا جواب تو اسی وقت لکھ دیا تھا۔اور دوسری کا آج لکھ دیا ہے اور آپ کے محبت نامہ کا جواب لکھنے میں اس واسطے تاخیر ہوئی کہ فقیر کی طبیعت اعتدال پر نہیں تھی۔ چنانچہ آج بھی ایک دوسرے صاحب سے لکھوا رہا ہوں۔آپ جس دن سے تشریف لے گئے ہیں اس دن سے فقیر کی طبیعت پورے اعتدال پر نہیں آئی۔ اختلاج القلب کا دورہ مغرب کے بعد ہو جاتا ہے۔ضعف بیحد ہے۔نماز بیٹھ کر پڑتا ہوں۔ جماعت پیچھے کھڑے ہوتی ہے۔ مجھے شرم آتی ہے کہ پیچھے ساری جماعت تو کھڑی ہوتی ہے اور میں بیٹھا ہوا ہوتا ہوں۔اس وقت میرے دل کی جو حالت ہوتی ہے اس کو میں جانتا ہوں یا میرا خدا۔ جب سے عرس شریف گزرا ہے، تب سے فقیر مختلف امراض میں مبتلا رہا۔

اک نہ اک عارضہ رہا مجھ کو گر تھمے دست تو بخار آیا

پچھلے ہفتے ڈاکٹر میر ہدایت اللہ صاحب سول سرجن، امرتسر سے میری عیادت کو آئے تھے، وہ اس بات پر زور دے رہے تھے کہ تم کسی ٹھنڈی جگہ پہاڑ پر یا کشمیر جلدی چلے جاؤ۔ حکیم آزاد صاحب[1] والی دوائی دو دن کھائی تھی، اس نے سخت گرمی کی۔اب اس انتظار میں ہوں کہ خدا بارش کرے اور ٹھنڈ ہو جائے، پھر اس کو شروع کرونگا۔کیونکہ اس میں بہت سے اجزا گرم معلوم ہوتے ہیں۔

آپ بار بار یہ لکھ رہے ہیں کہ میسور بنگلور والے ہزار ہا کی تعداد میں انتظار میں ہیں۔فقیر کا اس مسئلے میں یہ اعتقاد ہے کہ جتنی فقیر کو اپنے یاران طریقت سے محبت ہے، ان کو اگر فقیر کے ساتھ اس سے دسواں حصہ بھی ہوتی تو اب تک کئی اعلیٰ درجے پر پہنچ گئے ہوتے۔ فقیر نے تو ساری عمر یاران طریقت کی خدمت میں گزار دی اور علاوہ ازیں دنیا میں کوئی اور کام کر ہی نہیں سکا۔نیل گڑھی سے لیکر قندھار اور کابل تک اور دار جیلنگ سے لیکر کشمیر کے پرلے سرے تک اسی خدمت کے واسطے تمام عمر فقیر

---

[1] مولانا حکیم محمد علی آزاد میسوری ثم بنگلوریؒ، حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے خصوصی مریدوں میں سے تھے۔طب اور شاعری پر یکساں عبور حاصل تھا۔حضرت امیر ملتؒ کی شان میں بے شمار قصیدے لکھے آپکی رحلت ۱۹ء کو ہوئی۔ (قصوری)

دورے کرتا رہا۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم، (اے رب ہمارے ہم سے قبول فرما، بے شک تو سننے والا جاننے والا ہے۔ پارہ ۱ سورہ بقرہ:۱۲۷) اب وہ ساری قوتیں، سفر کی طاقت سب سلب ہو چکی ہیں۔

پیری وصد عیب چنین گفتہ اند

ساری جسمانی قوتیں جواب دے چکی ہیں۔ ضعف بے حد بڑھ گیا ہے۔ فقیر سوچتا ہے کہ اگر سفر پر جاؤں اور وہاں جا کر فرض منصبی یعنی خدمت خلق نہ کر سکوں تو جانے کا کیا فائدہ۔ سفر حج پر جانے کے وقت سے لے کر عرس شریف تک میری تمام قوتیں قائم رہیں۔ اور جتنی رب نے توفیق دی، اس زمانے میں فقیر نے اپنا فرض منصبی ادا کرنے میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔ آئندہ بھی یہی نیت ہے کہ اگر خدا تعالیٰ توفیق دیں اور قوتیں بحال ہو جائیں تو باقی زندگی کے ایام میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ اس فرض منصبی کے ادا کرنے میں کبھی کوتاہی نہ کروں گا۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

آپ ان سب سے کہیں کہ وہ سب بارگاہ الٰہی میں دعا کریں کہ خداوند کریم مجھے صحت کاملہ عطا فرمادیں تو میں وہاں پہنچ کر ان کی خدمت کر سکوں۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ ''فوائد الفواد'' میں فرماتے ہیں:۔

''اگر خدائے پرسد کہ نظام الدین چہ آوردی، امیر خسرو را گرفتہ پیش خواہم کرد کہ یک کس را از مخلوق تو بندہ ساختہ آوردہ ام''

یعنی قیامت کے دن خدا تعالیٰ مجھ سے پوچھیں گے کہ تم کو دنیا میں بھیجا تھا، کیا کمائی کر کے لایا اور کیا عمل کیئے۔ تو میں اپنے ایک خادم حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ کو پکڑ کر پیش کر دونگا کہ اے مولیٰ! اور تو کوئی عمل نہیں کر سکا۔ دنیا میں جا کر صرف عمل کیا ہے تو ایک یہ کیا ہے کہ تیری مخلوق میں ایک تیرا بندہ بنا کر لایا ہوں''۔

اگر ایک آدمی بندہ، خدا بن جائے تو اس سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں ہو سکتی۔ فقیر نے تو اپنا سرمایہ، حیات صرف ایک یہی مقصد عظمیٰ، یہی خدمت خلق خدا رکھا ہوا ہے۔

اب میں آپ کی توجہ ایک دوسری طرف منعطف کراتا ہوں۔ اسے غور سے پڑھیں اوروں کو بھی اس مسئلے سے آگاہ کریں۔ مسئلہ یہ ہے کہ کنواں ایک جگہ قائم رہتا ہے، پانی پینے والے پیاسے دور دور سے وہاں آکر پانی پیتے ہیں۔ کنواں دور دور گھر گھر نہیں پھرتا۔ اس کے معنی ہیں کہ آپ لوگوں کا فرض ہے کہ آپ سب علی پور آئیں اور پانی پیئں اور سیراب ہوں۔ میرا فرض نہیں کہ گھر بہ گھر تمام ملک میں جاؤں ۔؎۲۔ چھیاسی برس کی عمر تو اس خدمت خلق میں گزار دی۔ اب بالکل رہ گیا ہوں اور معذور ہو گیا ہوں۔ مجبور ہو کر آپ کو یہ لکھ رہا ہوں ورنہ فقیر اپنے یاران طریقت کو نہ بھولا ہے اور نہ انشاء اللہ تعالیٰ بھولے گا۔ اور نہ ان کی جدائی منظور ہے بقول شخصے ۔

جدائی تری کس کو منظور ہے زمیں سخت ہے آسماں دور ہے

آپکے چلے جانے کے بعد حضور نظام (میر عثمان علی خاں والئ دکن) کا ایک تار فقیر کی طلبی کی نسبت اور آموں کا ایک ٹوکرا آیا تھا۔ فقیر نے جواب میں لکھ دیا، بیمار ہوں پھر ان کا جواب آیا۔ ''آرام کرو، جب اللہ تعالیٰ صحت بخشیں تب آجانا۔''

اس جگہ گرمی کی وہی حالت ہے جو آپ دیکھ گئے تھے اور عدن والے سید صاحب تا حال اسی جگہ مقیم ہیں اور آج کل سیالکوٹ جانے کے واسطے فقیر کو مجبور کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلدی فقیر ان کو ہمراہ لے کر سیالکوٹ جائے گا۔ اس سال جس ملک میں فقیر کا آب و دانہ ہے، تا حال کوئی مستقل فیصلہ نہیں ہوا۔ عدن والے سید صاحب کے بچے کے گلے کا وہی حال ہے۔ دوا کی گئی لیکن تا حال کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ خدا تعالیٰ اسکو شفا نصیب فرمائے۔

؎۲ حضرت مولانا پروفیسر حامد حسن قادریؒ (مصنف ''داستان اردو'' و خلیفہ امیر ملتؒ) فرماتے ہیں کہ بخشی صاحبؒ نے حضرت اقدس قدس سرہ، کے اس ارشاد گرامی پر جواباً یوں عرض کیا تھا کہ '' آنجناب اقدس کی مثال کنویں کی سی نہیں ہے بلکہ ایک وسیع دریا کی ہے جو ہر طرف بہتا ہے اور جس کی نہریں ہر طرف

چاول جو آپ یہاں سے لے گئے تھے وہ خود استعمال کریں، حیدر آباد (دکن) نہ بھیجیں۔ ان کو یہاں سے اور بھیج دیں گے۔ جدہ شریف والے مصطفیٰ صاحب وکیل حجاج آپ کے پاس آدیں تو فقیر کی طرف سے ان کے پاس بڑے افسوس سے ظاہر کریں کہ وہ جانے کے وقت مجھے مل کر نہیں گئے بلکہ چوری چلے گئے اور انکی جو خدمت میں کرنا چاہتا تھا وہ نہ کر سکا۔

دل کی دل ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی

ہائے اس گل سے ملاقات نہ ہونے پائی

ان کو تاکید کریں کہ وہ بخلوص قلب بارگاہ الٰہی میں دعا کریں کہ اس وقت تک خدا تعالیٰ فقیر کو زندہ رکھے اور اپنی بارگاہ اور اپنے پیارے حبیب ﷺ کی بارگاہ میں حاضری نصیب فرمائے تو انشاء اللہ تعالیٰ ان کی تلافی مافات کر دوں گا۔

آپ میرے وہاں آنے پر بار بار زور دے رہے ہیں۔ میرے اپنے کئی یار طریقت فوت ہو چکے ہیں، جن کے مزار شریف پر حاضر ہونا میرا اپنا فرض تھا۔

بہ جنازہ گر نیائی بر مزار خواہی آمد

کہ حاضر ہو کر ان کے لیے دعائے مغفرت کرتا دعائے مغفرت تو اب بھی کر رہا ہوں۔ خدا تعالیٰ قبول فرمائے۔ جن میں سے عزیزم حاجی علیم اللہ خان صاحب مرحوم، میاں حاجی محمد حسین صاحب مرحوم کافی پلاسٹر اور مخلصم عباس خاں صاحب کی زوجہ محترمہ جو بڑی عابدہ زاہدہ تھیں، جا کر ان کی فاتحہ خوانی کرنا بہت ضروری تھا۔ جس سے فقیر اپنے ضعف کی وجہ سے قاصر رہا۔ خدا تعالیٰ صحت اور توفیق بخشیں گے تو ضرور حاضر ہوں گا۔

رواں ہیں۔ اسلامی بلاد کے ہر حصہ کے لوگ اس دریا کو اپنی طرف بہتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں کہ اس سے مستفید و مستفیض ہوں۔ غریب برادران طریقت کا اور دنیا کے دھندوں میں پھنسے ہوئے لوگوں کا میسور و بنگلور جیسے دو ہزار میل دور دراز مقام سے خدمت اقدس میں حاضر ہونا دشوار ہے۔ اعلیٰ حضرت کی تشریف آوری ہو تو ہزاروں لاکھوں آسانی سے فیضیاب ہو سکتے ہیں۔" (قصوری)

آپ ذکر، فکر، مراقبہ، سحر خیزی اور اتباع شریعت میں کوشش کرتے رہا کریں۔اس کی برکت سے سب امورات دینی ودنیاوی آسان ہو جائیں گے۔ مخلصم میاں محمد شریف صاحب کلاتھ مرچنٹ کا محبت نامہ کل پہنچا ہے۔انشاء اللہ تعالیٰ کل جواب لکھ دوں گا۔ان کو بعد از السلام علیکم بصد اشتیاق کہہ دیں۔اور حضرت آزاد صاحب کو بعد از السلام علیکم بصد اشتیاق کہہ دیں کہ انہوں نے تو فقیر کو بالکل فراموش کر دیا ہے۔خدا تعالیٰ فقیر کو وہ دن نصیب نہ کرے کہ فقیر ان کو فراموش کرے، مخلصم بخشی حیدر علی خاں صاحب کے بچے کی علالت کا خط آیا تھا۔اس کے بعد انہوں نے کچھ اطلاع نہ دی اس کا کیا حال ہے۔دن رات فکر دامن گیر ہے۔خدا تعالیٰ اس کو صحت بخشے! بخشی علیم اللہ خان صاحب مرحوم کے بچوں کی خبر گیری آپ کے اور بخشی حیدر علی خاں صاحب کے ذمے فرض ہے۔گورنمنٹ میسور اگر ان کو کوئی پنشن نہ دے تو آپ کوشش کر کے ان کے بچوں کا وظیفہ ہی مقرر کروا دیں جب تک وہ تعلیم پاتے ہیں۔اور کوئی نیک بخت دیندار لڑکا مل جاوے تو ان کی بچیوں کی شادی بھی کرا دیں کیونکہ ان کی وفات کے بعد ان کے بچوں کے متولی پہلے بخشی حیدر علی خاں صاحب اور بعد میں آپ ہیں۔

اپنے گھر میں سب کو اسلام علیکم بصد اشتیاق، برخودار مقبول احمد کو دیدہ بوسی اور دعائے ترقی مدارج دارین۔سب یاران و پرسان حال کو السلام علیکم۔

ہر کہ باشد ز حال ما پرساں یک بیک را سلام ما برساں

سب یاران کو اکٹھا کر کے ہفتہ وار حلقۂ ذکر کا بندوبست کریں اور جاری کریں اور یاران طریقت کی فہرست مرتب کر کے ان کی حاضری حلقۂ ذکر سے ہفتہ وار فقیر کو اطلاع دیا کریں تا کہ تسلی ہوا کرے۔کیونکہ اس گمراہی کے زمانے میں طریقت کی خدمت انجام دینا افضل عبادت ہے۔

اگر در خانہ کس است
یک حرف سعدیش بس است
اندک پیش تو گفتم زغم دل ترسیدم
کہ دل آزدہ شوی ورنہ سخن بسیار است

الراقم خادم الملت والدین سید جماعت علی شاہ عفا اللہ عنہ

بنام حضرت الحاج صاحبزادہ سید حافظ بشیر حسین شاہ صاحب علی پوریؒ

(۱)

مدینہ منورہ

۵ نومبر ۱۹۴۹/۱۳ محرم الحرام ۱۳۶۹ یوم جمعہ

عزیزم سلمکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ طالب خیریت بخیریت۔ فقیر آپ سے جدا ہوکر مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۴۹ء کو کراچی پہنچا اور ۱۸ ستمبر کو کراچی سے بذریعہ ہوائی جہاز صبح سوار ہوکر دوپہر کو جدہ شریف پہنچا۔ یعنی فجر کی نماز کراچی میں پڑھی اور ظہر کی جدہ شریف میں۔ وہاں سے مکہ شریف میں ۲۱ روز گزارے جن میں حج وعمرہ کے سارے فرض ادا کیئے اور مکہ شریف سے بسواری موٹر جدہ شریف پہنچا اور جدہ شریف میں تین دن گزار کر بسواری ہوائی جہاز سوا گھنٹہ میں مدینہ شریف پہنچ گیا۔ الحمد اللہ علیٰ ذلک۔

سب لوگ کہتے تھے کہ یہ اس قدر کمزور ہے کہ بیٹھا اٹھ نہیں سکتا، کس طرح جائے گا۔ فقیر ان کو جواب دیتا تھا کہ جو لے جائے گا وہ طاقت بھی دے گا۔ الحمد اللہ کہ وہ اپنے فضل وکرم ورحمت سے لایا اور اسی نے قوت وطاقت بھی بخش دی۔

؎ بریں مژدہ گرجاں فشانم رواست!

اب اکیس دن سے مدینہ منورہ دربار حضرت محمد ﷺ میں مقیم ہے۔ الحمد اللہ علیٰ ذلک۔

؎ سب کچھ ملا جو مل گئی اس در کی حاضری — گو ملک مال، خویش ووطن سے جدا ہوا

؎ قابل تھا نار کے مجھے جنت ہوئی نصیب — اس در کی حاضری سے میری قسمت بدل گئی

اس دربارِ گوہر میں جہنمی صدق دل سے حاضر ہو جاوے تو وہ بھی جنتی بن جاتا ہے۔ آج ہم اپنے بخت پر جتنا فخر کریں اتنا تھوڑا ہے۔ کیونکہ حضرت محمد ﷺ کے در پر حاضر ہیں اور ان کے مہمان ہیں۔ خداتعالیٰ اس دربار گہربار کی حاضری ہم کو پھر نصیب فرماوے۔

قدم رکھتا نہیں وہ ناز سے تخت سلیمان پر
ترے کوچے میں جس درویش نے بستر لگایا ہے

آپ ذکر، فکر، مراقبہ، سحر خیزی اور اتباع شریعت میں کوشش کرتے رہا کریں۔ اس کی برکت سے سب امورات دینی و دنیاوی آسان ہو جائیں گے۔ مخلصم میاں محمد شریف صاحب کلاتھ مرچنٹ کا محبت نامہ کل پہنچا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کل جواب لکھ دوں گا۔ ان کو بعد از السلام علیکم بصد اشتیاق کہہ دیں۔ اور حضرت آزاد صاحب کو بعد از السلام علیکم بصد اشتیاق کہہ دیں کہ انہوں نے تو فقیر کو بالکل فراموش کر دیا ہے۔ خدا تعالیٰ فقیر کو وہ دن نصیب نہ کرے کہ فقیر ان کو فراموش کرے، مخلصم بخشی حیدر علی خاں صاحب کے بچے کی علالت کا خط آیا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے کچھ اطلاع نہ دی اس کا کیا حال ہے۔ دن رات فکر دامن گیر ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو صحت بخشے! بخشی علیم اللہ خان صاحب مرحوم کے بچوں کی خبر گیری آپ کے اور بخشی حیدر علی خاں صاحب کے ذمے فرض ہے۔ گورنمنٹ میسور اگر ان کو کوئی پنشن نہ دے تو آپ کوشش کر کے ان کے بچوں کا وظیفہ ہی مقرر کروا دیں جب تک وہ تعلیم پاتے ہیں۔ اور کوئی نیک بخت دیندار لڑکا مل جاوے تو ان کی بچیوں کی شادی بھی کرا دیں کیونکہ ان کی وفات کے بعد ان کے بچوں کے متولی پہلے بخشی حیدر علی خاں صاحب اور بعد میں آپ ہیں۔

اپنے گھر میں سب کو اسلام علیکم بصد اشتیاق، برخوردار مقبول احمد کو دیدہ بوسی اور دعائے ترقی مدارج دارین۔ سب یاران و پرسان حال کو السلام علیکم۔

ہر کہ باشد ز حال ما پرساں — یک بیک را سلام ما برساں

سب یاران کو اکٹھا کر کے ہفتہ وار حلقۂ ذکر کا بندوبست کریں اور جاری کریں اور یاران طریقت کی فہرست مرتب کر کے ان کی حاضری حلقۂ ذکر سے ہفتہ وار فقیر کو اطلاع دیا کریں تا کہ تسلی ہوا کرے۔ کیونکہ اس گمراہی کے زمانے میں طریقت کی خدمت انجام دینا افضل عبادت ہے۔

؎ اگر در خانہ کس است
یک حرف سعدیش بس است
اندک پیش تو گفتم زغم دل ترسیدم
کہ دل آزدہ شوی ورنہ سخن بسیار است

الراقم خادم الملت والدین سید جماعت علی شاہؒ عفا اللہ عنہ

بنام سید حبیب صاحب مدیر روزنامہ "سیاست" لاہور

(۱)

کوہاٹ

۱۵۔نومبر۱۹۳۲ء

مجمع مکارم اخلاق مخلصم حبیب صاحب زادعنا تیکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، طالب خیریت بخیریت۔ فقیر قندھار، غزنی، کابل اور جلال آباد کی زیارات سے مشرف ہو کر بخیریت تمام پشاور پہنچا۔ دس دن پشاور میں گزار کر، کامل پور دربار شریف میں ایک دن گزار کر اب واردِ کوہاٹ ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ جمعۃ المبارک کے روز صبح چھ بجے والی گاڑی پر لاہور پہنچکر حزب الاحناف[۱] کے جلسہ میں شامل ہوں گا۔ والباقی عند التلاقی

انشاء اللہ تعالیٰ جمعہ، ہفتہ و اتوار تین دن لاہور میں گزاروں گا۔ نماز جمعہ وزیر خاں کی مسجد میں پڑھنے کا ارادہ ہے۔ آئندہ اختیار بدست مختار قادر جہاں کردگار ہست۔ سب یاران و پرسان حال کو السلام علیکم بصد اشتیاق۔ بھائی صاحب[۲] کو السلام علیکم

الراقم: سید جماعت علی شاہ عفی اللہ عنہ

۱۔ دار العلوم حزب الاحناف لاہور کا سالانہ جلسہ مسجد وزیر خاں ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰ نومبر ۱۹۳۲ء لاہور میں بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار قرار پایا تھا۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ نے کابل سے ہی تار ارسال فرمادیا تھا کہ ہم جمعہ مسجد وزیر خاں میں ادا کریں گے۔ چنانچہ آپ نے تشریف لا کر جلسہ کی رونق کو دوبالا کیا۔ (قصوری)

۲۔ سید حبیبؒ کے برادر سید عنایت شاہ جن کی وفات ۵۔ دسمبر ۱۹۴۵ کو ہوئی۔ (قصوری)

(۲)

مدینہ منورہ

۱۹/ زی قعدہ۔ ۱۳۵۱ھ

۱۶/ مارچ ۱۹۳۳ء

مجمع مکام اخلاق مخلصم حبیب صاحب زاد محبتکم

اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ طالب خیریت وبخیریت۔ فقیر کو بروز روانگی لاہور اپنے یاران طریقت سے آخری ملاقات نہ ہونے کا جو صدمہ پہنچا وہ احاطہ تحریر وتقریر سے خارج ہے۔

خار حسرت قبر تک دل میں کھٹکتا جائے گا

اس روز وجہ یہ ہوئی کہ فقیر ایک قریب المرگ بیمار کو اسکے الحاح کرنے پر میو ہسپتال (لاہور) میں دیکھنے چلا گیا تھا۔ جب اسٹیشن پر پہنچے تو موٹر ڈرائیور نے کہا کہ گاڑی چلنے میں پندرہ منٹ باقی ہیں۔ ادھر ایک شخص نے پکارا کہ میاں میر (چھاؤنی) جاؤ، گاڑی چلی گئی ہے۔ پھر دوسری آواز آئی کہ گاڑی ٹھہر گئی ہے۔ واپس لوٹے تو گاڑی آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔ ہم نے پھر میاں میر (چھاؤنی ریلوے اسٹیشن) کا قصد کیا۔ میاں میر پہنچ کر ہم گاڑی کا دس منٹ تک انتظار کرتے رہے۔ مرضیٰ مولیٰ از ہمہ اولیٰ چنانچہ گاڑی پہنچنے پر چند خوش نصیب یار اس میں موجود تھے جن سے آخری ملاقات ہوگئی۔ الحمد اللہ علیٰ ذلک۔

کشمیر، کوہاٹ، راولپنڈی، پشاور، سیال کوٹ، گوجرانوالہ، علی پور (سیّداں) کے جو یاران طریقت محض ملاقات کی خاطر لاہور ریلوے اسٹیشن پر آئے ہوئے تھے۔ اور جن کی تعداد ہزاروں سنی گئی ہے۔ ان سے ملاقات نہ ہونے کا صدمہ اب تک میرے دل پر ہے۔

جدا کسی سے کسی کا غرض حبیب نہ ہو یہ درد وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہ ہو

حدیثِ حسنِ یوسفؑ را چہ می داند اخوانش زلیخا را بپرس از وئے کہ صد شرح دبیاں دارد

ہندوستان چھوٹ گیا مگر اپنے یاروں کی محبت اب تک میرے دل سے نہیں چھوٹی۔ بقول

استاذی حضرت مولانا فیض الحسن صاحب سہارنپوری[1] رحمتہ اللہ علیہ ؎

؎ کعبہ بھی گئے پر نہ گیا عشق بتوں کا
زمزم بھی پیا پر نہ بجھی پیاس جگر کی

اب تو جاتے ہیں میکدے کو میر
پھر ملیں گے اگر خدا لایا

چونکہ ہمارا حقیقی وطن اور میکدہ مدینہ منورہ ہے۔ جہاں سے ہمارے بزرگ ہجرت کر کے ہندوستان کو تشریف لے گئے۔ **حب الوطن من الایمان** حدیث شریف ہے کہ

یا خدا آ کر یہاں جانے کی پھر ہمت نہ دے

اگر اپنے یارانِ طریقت کی محبت و کشش فقیر کے دل میں نہ ہوتی تو فقیر کبھی ہندوستان کی طرف منہ نہ کرتا۔ باقی رہا میرا اصل فرض منصبی یعنی خدمتِ خلقِ خدا تو خلق تو یہاں بھی موجود ہے۔ فقیر آپ کو اور باقی یارانِ طریقت کو یہ مژدہ سناتا ہے کہ اگر خداوند تعالیٰ کی منظور ہوا تو انشاء اللہ حج و زیارت کے بعد بہت جلد تلافی مافات کر کے اپنے یاروں سے مل کر اپنے دل کو اور ان کے دلوں کو ٹھنڈا کروں گا۔ وہ اطمینان رکھیں۔ ہرگز ہرگز نہ گھبرائیں یار زندہ صحت باقی۔ تا زندہ از در بندہ ام مشہور مقولہ ہے۔

فقیر لاہور سے چل کر کراچی پہنچا۔ جہاز میں سوار ہوتے ہی بعارضہ بخار بیمار ہو گیا۔ آٹھ یوم کے بعد جدہ شریف پہنچے، وہاں سے پونے دو روز میں مدینہ منورہ پہنچے

؎ للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر می خواست
آمد آخر ز پس پردۂ تقدیر پدید

کوچہ جاناں میں جانا ہو گیا
مرنے جینے کا ٹھکانا ہو گیا

---

[1] مولانا فیض الحسن سہارنپوری کی ولادت ۱۸۱۶ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد مجاہد کبیر مولانا فضل حق خیر آبادیؒ سے معقولات، ادب اور فلسفہ کی تکمیل کی۔ مشق سخن مولانا امام بخش صہبائی دہلوی سے کی۔ آپ بہت بڑے عالم، فاضل، ادیب، شاعر اور مفکر تھے۔ برسوں اورنٹیل کالج لاہور میں پروفیسر رہے۔ یہیں حضرت امیر ملتؒ نے آپ سے "مولوی فاضل" کا نصاب پڑھا۔ ۶ فروری ۱۸۸۷ء کو لاہور میں انتقال ہوا اور سہارنپور (انڈیا) میں تدفین ہوئی۔ (قصوری)

مدینہ منورہ کے دربارِ اقدس کی حاضری ہر ایک مومن پر واجب ہے۔ مدینہ منورہ کی تعریف میں قلم و زبان عاجز ہے۔ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے اور تمام صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ جس زمینِ اقدس پر حضور علیہ السلام تشریف فرما ہیں۔ اس کا مرتبہ تمام روئے زمین، خانہ کعبہ شریف، بیت المقدس بلکہ عرشِ معلیٰ سے افضل ہے۔ سچ ہے۔؎

اگر فردوس بر روئے زمیں است ہمیں است ہمیں است و ہمیں است

نہ دیکھا ہو زمین پر جس نے فردوس وہ آکر دیکھ لے کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

تیری گلی کو چھوڑ کر باغِ جناں کو جائے کون نقد ملے جو مدعا وعدہ پہ جی لگائے کون

حدیث شریف سے ثابت ہے مدینہ منورہ میں ستر ہزار فرشتے صبح اور ستر ہزار فرشتے شام کو نزول کر کے ہمیشہ ذات پاک پر درود شریف پڑھتے رہتے ہیں۔ یہ وہی مدینہ منورہ ہے جس میں حضور علیہ السلام تشریف فرما ہوئے۔؎ یا خدا آکر یہاں جانے کی پھر ہمت نہ دے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں۔؎

نہ دیکھا روضہ اقدس کو جا کے تو ہم نے کیا کیا دنیا میں آ کے!

اس جمعہ کے دن خوش نصیب حضرت شیخ سنوسی صاحب؎۲ رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں انتقال فرمایا۔ فقیر کو بھی ان کے تابوت شریف کو کندھا دینے اور جنازہ پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ کل

؎۲۔ سید احمد شریف سنوسی، سنوسی تحریک کے بانی سید محمد ابن علی السنوسی (ف ۱۸۵۶ء) کے پوتے تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۸۷۳ء میں لیبیا میں ہوئی۔ آپ جید عالم دین متقی، پرہیزگار اور مجاہد انسان تھے۔ صحرائے افریقہ میں آپ نے اسلام کی تبلیغ و ترویج میں بڑا نمایاں کردار ادا کیا۔ آپ نے فرانس، اٹلی اور دیگر مغربی طاقتوں کیخلاف کئی سال تک جہاد کیا۔ آخیر عمر میں سیاست سے کنارہ کشی کر کے اپنی پوری توجہ مذہبی امور پر مرکوز کردی۔ آپ نے ۱۰ مارچ ۱۹۳۳ء کو مکہ مکرمہ میں انتقال فرمایا اور مدینہ میں دفن ہوئے۔ (قادری)

معلوم ہوا کہ محبی و مخلصی سیٹھ چھوٹانی صاحب ۔ ۳ رحمتہ اللہ علیہ سکنہ بمبئی کا جنازہ گزشتہ سال اسی مسجد میں خود حضرت سنوسی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے پڑھایا تھا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست　　　تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

خدا تعالیٰ فقیر کو بھی ان کے جوار میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

؎ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

؎ اپنے کہاں نصیب کہ ایسے نصیب ہوں

حدیث شریف میں آیا ہے کہ مدینہ منورہ کی مسجد نبوی ﷺ میں ایک نماز ایک حج کا حکم رکھتی ہے۔ مدینہ منورہ کی رہائش ہر روز روز عید، ہر شب، شب برات ہے۔ حضرت امیر مینائی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مدینہ کی زمین پر ہم نے وہ آرام پایا ہے

جو پریوں نے سلایا ہے تو حوروں نے جگایا ہے

مدینہ منورہ میں انشاء اللہ تیئیس ۲۳ دن قیام کے بعد مکہ شریف پہنچ کر فریضہء حج ادا کروں گا۔ خدا تعالیٰ نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ بعد ازاں وہاں سے فراغت کے بعد کراچی پہنچ کر آپ کو تار دوں گا۔

اب فقیر حج کے معنی بیان کرتا ہے۔ حج، خدا تعالیٰ نے ساری عمر میں ایک مرتبہ مالداروں پر فرض کیا ہے۔ ایک مرتبہ فقیر کے ہمراہ غزنی (افغانستان) کے حضرت نور احمد صاحب نقشبندیؒ تھے جن کا

۳۔ سیٹھ چھوٹانی، بمبئی (انڈیا) کے بہت بڑے تاجر اور بہت بڑے گورنمنٹ ٹھیکیدار تھے۔ انکی ولادت ۱۰ نومبر ۱۸۷۱ء کو ہوئی۔ ۱۹۲۰ء میں تحریک خلافت میں شریک ہوئے اور دل کھول کر حصہ لیا۔ بے شمار روپیہ تحریک خلاف اور دیگر قومی کاموں میں صرف کیا۔ حکومت نے ٹھیکے بند کردئے جس سے مالی حالت خراب ہوگئی۔ حضرت امیر ملت سے مخلصانہ تعلقات تھے۔ جون ۱۹۳۲ء میں رحلت ہوئی۔

(قصوری)

چالیسواں (۴۰) حج تھا۔ اور حیدر آباد (دکن) کے بزرگ مولوی عباس صاحب تھے جن کا پینتالیسواں (۴۵) حج تھا۔ پنجاب میں آج کل لندن کے حاجی بہت ملیں گے بقول شائق لاہوری۔

حج کعبہ ہوا ہے اب موقوف حج لندن ہوا ہے اب جاری

خدا تعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کے غلاموں کو اپنی بارگاہ میں حاضر ہونے اور حج کرنے کی توفیق بخشے، آمین، ثم آمین۔

حقیقت حج یہ ہے کہ بنی اسرائیل کی قوم میں مجرم کی توبہ کے واسطے دو سزائیں مقرر تھیں۔ قتل نفس یا جلاوطنی۔ مجرموں سے دریافت کرتے تھے کہ قتل منظور ہے یا جلاوطنی، تو وہ قتل کو جلاوطنی پر ترجیح دیتے تھے۔ کہتے تھے کہ قتل سہل ہے اور جلاوطنی مشکل۔ چونکہ قتل میں ایک منٹ میں جان نکل جاتی ہے اور جلاوطنی میں تمام عمر کی مصیبت۔ ہم ادھر روتے ہوئے مرجائیں گے اور ہمارے متعلقین خویش واقارب ادھر روتے مرجائیں گے۔ اس امت کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل صرف زبان سے توبہ کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ ان کی توبہ قتل یا جلاوطنی سے ہوتی تھی۔ یہاں صرف زبان ہلانا کافی سمجھا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم اس لئے دیا کہ ملک الموت آئے گا اور تمہاری جان نکال کرلے جائے گا۔ جبراً وقہراً تم سے گھربار، خویش واقارب سب کو چھڑادے گا۔ ہم دیکھنا یہ چاہتے ہیں کہ اپنے ارادہ و خواہش سے بھی ان تعلقات کو چھوڑتے ہو یا نہیں اور جلاوطنی اختیار کرتے ہو کہ نہیں۔ جس نے دنیاوی تعلقات اور گھربار چھوڑ کر جلاوطنی اختیار کی وہی ''حاجی'' ہے۔ آیت شریف:۔ ''جو شخص گھر سے باہر نکلے اور اللہ یا اس کے رسول ﷺ کی طرف جائے وہ اسی وقت سے حاجی ہے۔'' حقیقتاً تمام دنیا تعلقات کے جال میں پھنسی ہوئی ہے اور کوئی بڑا ہی شہ زور ہو جو اس جال کو توڑ کر باہر نکل جائے یا کسی دوسرے بندۂ خدا کی ہمت ومدد سے وہ جال ٹوٹے اور پھر باہر نکل آئے ورنہ تمام مخلوقات اسی جال میں پھنسی ہوئی قبر میں چلی جائیگی۔ درحقیقت ان دنیوی تعلقات کو چھوڑ کر باہر نکلنے کا نام حج ہے۔

اگر در خانہ کس است یک حرف بس است

جتنی عبادتیں ہیں ان میں یا جان کا خرچ ہوتا ہے یا مال کا۔ حج ایک ایسی عبادت ہے کہ

میں جان اور مال دونوں کا خرچ ہوتا ہے۔ چنانچہ روزہ میں جان کو تکلیف ہوتی ہے۔ زکوٰۃ میں مال خرچ ہوتا ہے۔ مگر حج ایک ایسی عبادت ہے جس میں جان اور مال دونوں کا برابر خرچ ہوتا ہے اور دونوں چیزیں انسان کو عزیز ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کی بخشش کے واسطے تین سو ساٹھ (۳۶۰) دن میں سے ایک دن یعنی ۹ تاریخ ذوی الحجہ منتخب کر کے ساری دنیا کے مسلمانوں کو ایک جگہ عرفات شریف جمع ہونے کا حکم دیا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ عرفات شریف کے میدان میں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت اماں حوا علیہا السلام کی مدت کے بعد ملاقات ہوئی۔ حضرت آدم علیہ السلام کی سنت کے واسطے خدا تعالیٰ نے اس مقدس سرزمین کو منتخب کر کے حکم دیا کہ قیامت تک حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد اس زمین پر ۹ تاریخ کو جمع ہو جائے۔ اس روز ہم ان کے تمام گناہ معاف کر دیں گے۔

دنیاوی بادشاہوں کے دربار سے معززین کو خطاب یا لقب دئے جاتے ہیں۔ مثلاً ''خانصاحب'' یا ''خان بہادر'' یا ''سر'' یا ''سی۔ آئی۔ ای'' وغیرہ وغیرہ۔ ''حاجی'' کا خطاب خدا تعالیٰ نے اپنی بارگاہ میں حاضر ہونے والوں کو عطا فرمایا ہے۔ **الحمد للہ علیٰ ذالک** ۔اس خدائی خطاب کے مقابلہ میں وہ دنیاوی خطاب کیا وقعت رکھتے ہیں۔

سفر حج در حقیقت اگر بغور دیکھا جائے تو سفر آخرت ہے۔ دینوی تعلقات کو تو مرنے کے بعد جبراً قہراً چھوڑ دے گا۔ ان تعلقات کو جیتی جان چھوڑنے کا نام ''حج'' ہے۔ ایک واقعہ یاد آگیا کہ لاہور میں حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ تشریف فرما تھے۔ ایک ہندو فریادی پنڈت دہلی سے پاپیادہ چل کر حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرا مکان وزیر نے اپنے محل میں شامل کر لیا ہے۔ میں نے بہت کوشش کی مگر میری داد و فریاد نہیں سنی جاتی ہے۔ آپ مہربانی فرما کر میرا مکان مجھ کو واپس دلا دیں۔ وزیر کا نام محرم خاں تھا۔ حضرت صاحبؒ نے ایک ٹھیکری پر کوئلہ سے اس کو یہ شعر لکھ کر دے دیا۔

محرما نا محرما تو سن اساڈی سدھ
تو جو کچھ مر کے چھڈنا سو جیوندے ہی چھڈ

یعنی اے محرم خان! تو نے جو کچھ مر کے چھوڑنا ہے سو جیتی جان چھوڑ دے۔ اسی جیتی جان

چھوڑنے کا نام ''حج'' ہے۔ وہ پنڈت دستی رقعہ لیکر دہلی پہنچا۔ وزیر کو دکھایا۔ وہ شعر پڑھتے ہی ایسا بے چین ہوا کہ اس نے محلات میں جا کر بیگمات کو کہا کہ جتنا مال اسباب اٹھانا چاہتی ہو اٹھالو۔ تم سب کو طلاق ہے۔ اس کے بعد لوگوں کو بلا کر حکم دیا کہ میرا سارا مال و اسباب لوٹ کر لے جاؤ۔ جب محل خالی ہوا تو اس پنڈت کو کہا کہ یہ تیری ملکیت ہے اور محرم خاں نے پاپیادہ دہلی سے چل کر لاہور پہنچ کر تمام عمر حضرت میاں میرؒ کی خدمت میں بسر کر دی۔

خانہ کعبہ میں ایک نیکی سے ایک لاکھ نیکیاں نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہے اور مدینہ منورہ میں پچاس ہزار لکھی جاتی ہیں۔ حج کی فضیلت یہ ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے حج کر لیا وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو گیا گویا ماں کے پیٹ سے آج پیدا ہوا ہے۔ دوسری حدیث شریف میں آیا ہے کہ حاجی کو خدا تعالیٰ قیامت کے دن حج کے انعام میں جنت بخش دیں گے۔ حاجی درحقیقت خدا کا مہمان ہوتا ہے۔ جب تک سفر حج سے واپس اپنے گھر میں نہ پہنچ جائے حاجی کا کھانا، پینا، سونا، رفتار، گفتار سب عبادت ہے اور ان سب کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ حاجی جب تک سفر کی تکالیف کو لاکھوں آرام سے بہتر نہ سمجھے تب تک اس کا حج ہی کیا ہے۔ اور میرا ایمان ہے کہ جب دنیا میں کوئی شخص اپنے مہمان کو تکلیف نہیں دیتا تو خدا تعالیٰ اپنے مہمان کو کیوں تکلیف دیں گے۔ اگر کسی کو کوئی تکلیف ہو بھی تو وہ تکلیف ہم کو گناہوں سے پاک کرنے کے واسطے ہوتی ہے۔ جیسا کہ کشتہ بنانے والے ایک دھات کو بار بار بھٹی پر چڑھا کر آنچ دیتے ہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ بھی ہم کو گناہوں سے پاک کرنے کے واسطے سفر کی تکالیف دیتے ہیں۔ اور مشہور مقولہ ہے کہ **الثواب بقدر المشقتہ**۔ بندہ کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

حج کی قدر ان لوگوں سے پوچھنی چاہیے جو یارقند، چین، کاشغر اور بخارا سے پاپیادہ چل کر ایک ایک سال میں کعبہ شریف پہنچتے ہیں۔ حاجی ترنگ زئی صاحب ادام ؎۴ اللہ فیوضہم کے ایک

؎۴۔ حضرت فضل واحد المعروف حاجی ترنگ زئیؒ ۱۸۵۶ء میں مقام ترنگ زئی تحصیل چارسدہ ضلع پشاور میں پیدا ہوئے۔ آپ بڑے عالم، فاضل شیخ طریقت اور مجاہد تھے۔ انگریز حکومت کے خلاف

مخلص عالم مرید نے کابل میں فرمایا کہ حاجی صاحب نے سات حج پاپیادہ پشاور سے چل کر مکہ شریف تک کئے ہیں۔ یہ بات زبان سے کہنا سہل ہے مگر اس پر عمل کرنا انسانی طاقت سے باہر ہے۔ یہ سعادت ہر ایک شخص کو نصیب نہیں ہو سکتی۔

فقیر کی تو یہ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ فقیر کے تمام یاران طریقت کو اپنی اور اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب فرمائے۔ آمین۔ اور ان سب کو محبت اور ایمان کے ساتھ بامراد دنیا سے اٹھائے۔

؎ اند کے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم — کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

؎ کہتے ہیں زندگی جو پائیں گے — اب نہیں اگلے سال جائیں گے

؎ جی نہیں چاہتا نکلنے کو — ورنہ مانع ہے کون چلنے کو

؎ جانے والے چلے ہی جاتے ہیں — کب کسی کا وہ دھیان لاتے ہیں

الراقم جماعت علی عفا اللہ عنہ

ڈٹ کر جہاد کیا۔ صوبہ سرحد میں جابجا اسلامی مدرسے قائم کئے۔ ۲۱۔ مارچ ۱۹۱۳ء کو اسلامیہ کالج پشاور کی بنیاد بھی آپ نے رکھی تھی۔ ۱۴۔ دسمبر ۱۹۳۷ء کو آپ کا انتقال ہوا۔ (قصوری)

(بنام مولانا پروفیسر حامد حسن قادری صاحب خلیفہ مجاز
وصدر شعبہ اردو وفارسی سینٹ جانسن کالج آگرہ) (انڈیا)

علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ

۳۰ مئی ۱۹۴۸

مجمع مکارم اخلاق مخلصم قادری صاحب زاداللہ بقائیکم،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، طالب خریت بخیریت۔

آج آپ کا خیریت نامہ بنام مولوی عبداللطیف پہنچ کر کاشف حالات وموجب اطمینان ہوا۔ پہلے بھی آپ کے خطوط پہنچتے رہے ہیں مگر فرصت نہ ہونے کی وجہ سے جواب میں توقف ہوتا رہا۔ پناہ گیر سوالیوں کا صبح سے شام تک تانتا لگا رہتا ہے۔ چنانچہ گزشتہ ہفتے شمار کیا تو ایکدن میں ایک سو ایک کی تعداد تھی۔ ہر ایک کی سننا، دلاسا دینا، مدد کرنا، وغیرہ ہم میں ہی تمام دن صرف ہو جاتا ہے۔ مولوی صاحب کے خط میں بھی تھوڑا بہت لکھ دیتا رہا ہوں۔

اس بات سے بڑی خوشی وخورسندی ہے کہ آپ لوگوں نے ملازمت کو نہ چھوڑا اور وہاں مقیم رہنے کا ارادہ کیئے رکھا۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور ہر طرح سے مامون ومحفوظ، بخیر و عافیت وصحت رکھے۔ آمین، ثم آمین۔

قبلہ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ "لینا دینا تو اسی بے سے ہے مگر حیلہ کرنا پڑتا ہے" حالی ایک جگہ فرماتے ہیں۔

دیا تو نے یاں جس بہانے سے چاہا ہنر کام آیا نہ علم وادب کچھ

۱۔ حضرت پیر سید کریم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کی رحلت ۱۳۲۰ھ /۱۹۰۲ء کو ہوئی (قصوری)

نیز فرمایا کرتے تھے کہ "ملتے ہوئے کو چھوڑنا کفران نعمت ہے"

چیزے کہ بے سوال رسد دادۂ خداست

آں را تو رد مکن کہ فرستادۂ خداست

شعر مذکور ایک حدیث شریف کا فارسی میں ترجمہ ہے۔

الحمد اللہ عرس شریف بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ سال گزشتہ کی نسبت بہت زیادہ رونق تھی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت لامتناعی تھی۔ مجمع بڑا کثیر تھا۔ باوجودیکہ دکن، آگرہ، احمد آباد، مراد آباد، بیکانیر، بریلی، وغیرہ (حصہ ہندوستان) سے کوئی بھی شریک نہ ہوسکا۔ مولوی (مجاہد ملت مولانا) عبدالستار خاں نیازی سابق ایم ایل اے مغربی پنجاب اور پیر صاحب مانکی شریف [2] بھی تشریف لائے تھے۔ اور تقریریں بھی کی تھیں۔ **الحمد و اللہ علی ذالک۔**

عزیز زاہد حسن صاحب [3] ابھی تک یہاں نہیں پہنچے، آنے والے ہی ہوں گے۔ میں ابھی تو یہاں ہوں۔ البتہ انشاء اللہ [4] شعبان کے عرس شریف کے بعد کوئٹہ جانے کا ارادہ ہے۔ تاریخ روانگی کا تعین اس کے بعد ہی ہوگا۔

اگر آپ اپنی، متعلقین اور یاروں کی صحت و عافیت سے مطلع کرتے رہا کریں تو لطف سے بعید نہ ہوگا۔ جمیع پرسانِ حال اور سب یاروں کو السلام علیکم۔ اندرونِ خانہ سب کو دُعا۔ برخورداروں کو دُعا اور دیدہ بوسی۔ فقط والسلام والدُعا۔

الراقم سید جماعت علی شاہ عفا اللہ عنہ

[2] ۔ پیر محمد امین الحسنات سجادہ نشین مانکی شریف ضلع پشاور (صوبہ سرحد) تحریک پاکستان کے نامور مجاہد، معروف شیخ طریقت اور حضرت امیر ملت کے خصوصی نیاز مندوں میں سے تھے۔ حضرت امیر ملت کی زیر کمان تحریک پاکستان میں شاندار خدمات انجام دیں۔ ۱۹۶۰ء میں رحلت فرمائی (قصوری)

[3] ۔ مولانا حامد حسن قادری کے بھتیجے اور الحاج مولانا پروفیسر عابد حسن فریدی خلیفہ مجاز کے صاحبزادے جو پرنسپل کے عہدہ سے ریٹائر ہو کر اسلام آباد میں رہائش پذیر ہیں۔ (قصوری)

(بنام الحاج پروفیسر مولانا عابد حسن فریدی صاحب خلیفہ مجاز
وصدر شعبہ اردو و فارسی، سینٹ جانسن کالج آگرہ)

لاہور

۳ دسمبر ۱۹۲۸ء

یا دم نمی کنی وز یا دم نمی روی

عمرت دراز باد فراموش گار من

مجمع مکارم اخلاق مخلصم فریدی صاحب زاد محبتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، طالب خیریت بخیریت۔ آپ نے فقیر کو بالکل فراموش کر دیا۔ آپ پر فقیر کو ہرگز ہرگز یہ توقع نہ تھی جو وقوع میں آئی۔ خدا تعالیٰ مانعش بخیر کرے۔ آمین ثم آمین۔

آپ ہفتہ عشرہ کے بعد اپنے ظاہری و باطنی حالات سے مطلع فرماتے رہا کریں تو لطف سے بعید نہ ہوگا۔ اور ذکر، فکر، مراقبہ، سحر خیزی، اتباعِ شریعت میں کوشش کرتے رہا کریں۔ اس کی برکت سے سب مشکلات دینی و دنیاوی آسان ہو جاویں گی۔ اور حکیم صاحب [۱] کو بعد السلام علیکم بصد اشتیاق مضمون واحد ہے۔ فقیر پانچ مہینے کے سفر کراچی، کوئٹہ، اور بلوچستان کے دوسرے علاقوں کے بعد آج علی پور جا رہا ہے۔ اور انشاء اللہ اب اسی جگہ رہوں گا۔ گھر میں اور بچوں کو دیدہ بوسی و دعا۔ اور سب یاروں و پرسان حال کو السلام علیکم۔ نیز ہفتہ وار حلقہ جاری رکھنے کی سخت تاکید ہے۔ اور حضرت عرب صاحب کی خدمت کو اپنی سعادتِ دارین کا ذریعہ سمجھیں۔ فقط

الراقم جماعت علی عفا اللہ عنہ

---

[۱] حکیم قمر احمد جماعتی آگروی خلیفہ امیر ملت ؒ ۱۳۰۳ھ میں آگرہ میں پیدا ہوئے۔ حکیم اجمل خاں و دوسرے اساتذہ سے طب سیکھی۔ بڑے اچھے نباض اور معالج تھے۔ حضرت امیر ملت ؒ کے جانثار اور فدائی تھے۔ ۳۱ جنوری ۱۹۶۴ء کو آگرہ (انڈیا) میں رحلت ہوئی۔ (قصوری)

(بنام میر حبیب اللہ صاحب امرتسری رئیس امرتسر)

مدینہ منورہ

۲۱ ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ

۱۷ جنوری ۱۹۰۶ء

مجمع مکارم اخلاق مخلصم عزیزم میر صاحب زاد محبتکم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، طالب خیریت بخیریت۔ آپ کا ایک محبت نامہ مکہ شریف میں پہنچا تھا۔ جس سے آپ کی صحت وعافیت کی خبر پڑھ کر بہت خورسندی ہوئی۔ **الحمد للہ علیٰ ذالک۔** بعد ازاں ہم مدینہ شریف میں آ گئے تھے۔ یہاں پر بفضل خدا ہماری چالیس نمازیں پوری ہو گئیں ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ کل دسویں دن ہم یہاں سے پھر مکہ شریف روانہ ہو جائیں گے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ حج مبارک کے دو تین دن پہلے مکہ شریف میں داخل ہو جاویں گے۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم کو ۹ دن مدینہ شریف میں قیام نصیب ہوا ورنہ باقی کل قافلہ چار دن کے بعد چلا گیا تھا۔ فقیر کو حضرت علیہ ﷺ کے قدموں میں تمام رات حرم شریف کے اندر گزارنا نصیب ہوتا رہا ہے۔ **الحمد للہ علیٰ ذالک** ۔ جبکہ باقی تمام مخلوقات کو بعد نماز عشاء باہر نکال کر حرم شریف کے دروازے بند کئے جاتے ہیں۔ یہ مقبولیت کی نشانی ہے۔ "فضل ان کا، کرم ان کا ہے اور احسان ان کا"۔ ورنہ فقیر تو اس لائق نہ تھا۔ جو کچھ مجھ پر عنایت ہوتی رہی ہے وہ محض ان کی رحمت وفضل ہے۔ مدینہ شریف کی تعریف میں زبان وقلم قاصر ہیں۔ یہ شعر الواقعہ صادق ہے۔

اگر فردوس بر روئے زمیں است
ہمیں است وہمیں است ہمیں است

سچ ہے۔ نہ دیکھا ہو زمین پر جس نے فردوس
وہ آ کر دیکھ لے کوئے محمد علیہ ﷺ

خدا تعالیٰ سب یاروں کو مدینہ شریف کے دربار رحمت آثار کی زیارت نصیب فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین

فقیر نے یاروں کو فراموش نہیں کیا۔ اگرچہ بظاہر دور ہوں مگر دل سے بہت نزدیک ہوں۔

درراہ عشق مرحلۂ قرب وبعد نیست
می بینمت عیاں ودعا می فرستمت

فقیر سب یاروں کے حق میں دعا کرتا ہے۔ خدائے تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔ اور سب یاران وپرسان حال کو السلام علیکم

الراقم جماعت علی عفی عنہ

(بنام ایڈیٹر صاحب روزنامہ "پیسہ اخبار" لاہور)

از بمبئی

فروری ۱۹۳۶ء[1]

مجمع مکارم اخلاق مخلصم رشید احمد صاحب[2] زاد محبتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، طالب خیریت بخیریت۔

یوں تو قدرت نے مجھے قومی خدمت کیلئے ہی پیدا کیا ہے، جب سے ہوش سنبھالا ہے خدمت خلق میں مصروف و منہمک رہتا ہوں۔

کچھ زمانہ گزر رہا ہے کہ ملت اسلامیہ نے بالاتفاق مجھے "امیر ملت" مقرر کیا ہے۔ اس عظیم الشان ذمہ داری کے ساتھ جب میں میدان عمل میں آیا ہوں تو محیر العقول پریشانیوں کا مقابلہ کرنا پڑا ۔ الحمد للہ علیٰ ذالک کہ میں تسلیم و رضا کی منزل میں ثابت قدم رہا۔ جب ہندو اور حکومت کی مخالفت مجھے مرعوب نہ کرسکی تو چند خود پسند حکام کی مخالفت کا اثر مجھ پر کیا پڑ سکتا ہے۔

ہاں اپنی عادت دیرینہ کے مطابق جب میں نے عزم سفرِ حجاز کیا تو بعض افرادِ قوم کی طرف سے خدمتِ ملت کا مجھے یہ صلہ ملا کہ سفرِ مقدسہ حجاز سے سختی سے روکا گیا، جو میرے قلب و روح کیلئے تکلیف کا باعث ہوا۔

ظاہر ہے کہ ایسے پاکیزہ سفر سے کس طرح باز رہا جا سکتا تھا۔ میں دربار الٰہی میں حاضر ہو رہا ہوں ۔ تاہم دردِ ملت اور احباب کی محبت میرے دل میں اور میرے دم کے ساتھ ہے۔ گویا

کعبہ بھی گیا پر نہ گیا عشق بتوں کا
زمزم بھی پیا، پر نہ بجھی پیاس جگر کی

۱۔ حضرت امیر ملتؒ کا یہ مکتوب شریف روزنامہ "پیسہ اخبار" لاہور مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۳۶ء میں شائع ہوا۔ یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ حضور نے یہ خط بمبئی سے کس تاریخ کو لکھا۔ خیال ہے کہ ۱۵/ اور ۲۰ فروری ۱۹۳۶ء کے درمیان میں لکھا ہوگا۔ (قصوری)

۲۔ رشید احمد، مولوی محبوب عالم بانی "پیسہ اخبار" کے صاحبزادے تھے۔ (قصوری)

جو خدمت اس عرصہ میں میرے سپرد رہی اسی کو ملحوظ رکھتے ہوئے میں آزادی کے ساتھ قوم کے سامنے اصولاً یہ مسئلہ پیش کرنا چاہتا ہوں:۔

''وہ چاہے تو میری عدم موجودگی میں ایک نائب امیر ملت منتخب کرلے یا میری جگہ خود جدید امیر ملت ہی کا انتخاب کرلیا جائے کیونکہ میں اپنی خواہش سے امیر ملت نہیں بن بیٹھا بلکہ ملت اسلامیہ نے بالاتفاق مجھے منتخب کیا ہے۔ اسی طرح وہ نو کروڑ افرادِ قوم میں سے جدید انتخاب بھی کرسکتی ہے۔ البتہ یہ انتخاب ان شرائط کا لحاظ رکھ کر کیا جائے۔''

(۱) حکم نبی ﷺ مد نظر رکھتے ہوئے کہ الائمۃ من قریش، امیر ملت حسباً ونسباً سید ہو۔ امارت کے فرائض اہم کی انجام دہی کا مستحق ایک سید کے سوا دوسرا کوئی نہیں ہوسکتا۔ اس کی پابندی ضروری ہے۔

(۲) وہ عالم علوم دین متین ہوتا کہ امر حق سے بخوبی آگاہ رہ کر خدمت ملت انجام دے سکے، اور احکام اسلام کے خلاف اس کا قدم نہ اٹھے۔

(۳) وہ مذہباً ومشرباً اہل سنت وجماعت میں سے ہو کیونکہ جمہور مسلمین کا مذہب یہی ہے اور جم غفیر کو اس کی اطاعت کا فخر حاصل ہے۔

(۴) وہ غیر مسلم مخالفین یا حکومت کے رعب وخوف سے مرعوب وخائف ہوکر کوئی ناروا حرکت نہ کر بیٹھے، بلکہ بلاخوف لومۃ لائم اس خدمت خلق کو انجام دینے میں مردانہ وار سرگرم وکمربستہ رہے۔

(۵) اس کی نظر قوم کی جیبوں، روپے اور پیسے پر نہ ہو، بلکہ وہ اس سے مستغنی ہو۔ اور خدمات ملت کے تمام مصارف اپنی جیب خاص سے ادا کرے۔

(۶) مسلمانوں کے دو طبقے قدیم وجدید، نیو فیشن اور اولڈ فیشن متفقہ ومتحدہ طور پر اس کی امارت کو تسلیم کریں اور اس کی قیادت پر اعتماد رکھیں۔

(۷) خدمت ملت اور واگذاری مسجد شہید گنج اس کا مطمع نظر ہو، اور اس کیلئے مدام سرگرم کار رہے۔

''مجلس اتحاد ملت'' اگر اس طرف توجہ کرے تو میرا مشورہ یہ ہوگا کہ وہ خصوصی طور پر

(۱) ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب [۳]

(۲) ڈاکٹر سید ظفر الحسن صاحب [۴]

(۳) ڈاکٹر محمد عالم صاحب [۵]

(۴) شیخ عبدالعزیز صاحب [۶]

(۵) شیخ صادق حسن صاحب [۷]

(۶) میر مقبول محمود صاحب [۸]

(۷) ڈاکٹر میر ہدایت اللہ صاحب [۹]

۳۔ حکیم الامت علامہ اقبالؒ کی ولادت ۱۸۷۷ء میں سیال کوٹ میں ہوئی۔ آپ بہت بڑے عاشق رسول ﷺ، قومی شاعر، ملت اسلامیہ کے محسن، نظریہ پاکستان کے خالق اور مسلم لیگ کے سرپرست تھے۔ حضرت امیر ملتؒ سے آپکو خصوصی ارادت تھی۔ ۲۱/ اپریل ۱۹۳۸ کو لاہور میں رحلت کی اور بادشاہی مسجد کے پہلو میں آخری آرامگاہ بنی۔ (قصوری)

۴۔ ڈاکٹر سید ظفر الحسن کی ولادت ۱۸۷۹ء میں سیال کوٹ میں ہوئی۔ آپ علیگڑھ یونیورسٹی میں فلسفہ کے پروفیسر تھے۔ تحریک پاکستان میں آپ کی خدمات قابل قدر ہیں۔ آپ حضرت امیر ملتؒ کے خصوصی مرید اور قائداعظمؒ کے ساتھی میر غلام بھیک نیرنگ کے داماد تھے۔ آپکی رحلت ۱۹۴۹ء میں ہوئی اور میانی صاحب لاہور میں دفن ہوئے۔ (قصوری)

۵۔ ڈاکٹر محمد عالم گجرات کے رہنے والے تھے۔ بیرسٹری ترک کر کے پوری زندگی سیاست کی نذر کر دی۔ تحریک خلافت، شہید گنج میں بھرپور حصہ لیا۔ مذہب پسند اور پرجوش قومی کارکن تھے۔ ۹ مئی ۱۹۴۷ء کو لاہور میں وفات پائی اور گجرات میں دفن ہوئے (قصوری)

۶۔ شیخ عبدالعزیز جنوری ۱۸۶۷ء میں گجرات میں پیدا ہوئے۔ مشہور اخبار ''آبزرور'' (پنجاب آبزرور'')

جیسے رہنمایان قوم کو اپنے قیمتی مشورے میں شریک و شامل کر کے سہولت کار کی خاطر صحیح راہ پیدا کرے۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ باقاعدہ ہندوستان کے مختلف علاقوں مثلاً سرحد، افغانستان، بلوچستان، سندھ، بمبئی، مدارس، روہیلکھنڈ، راجپوتانہ، مالابار، دکن، بنگال، بہار، سی پی، برار، یوپی، کاٹھیاوار، گجرات، کشمیر، پنجاب وغیرہ کے نمائندے جمع کر کے متفقہ اور متحدہ انتخاب عمل میں لایا جائے۔

میں نے اپنے قیام ہند کے دوران میں اپنے فرائض انجام دینے کیلئے ساتھ ہی متذکرہ بالا شرائط کا بہر صورت خیال رکھا۔ میں اب بھی اس سے فکر مند ہوں، حرمین الشریفین زادھما اللہ تعالیٰ شرفا تعظیما پہنچ کر بھی میں اتحاد وملت مسلمہ اور واگذاری مسجد شہید گنج کیلئے دست بدعا رہوں گا۔

کے مدیر تھے۔ کئی بار انجمن حمایت اسلام لاہور کے سیکرٹری رہے۔ پنجاب پریس برانچ کے انچارج بھی رہے۔ ۱۵ مئی ۱۹۴۱ء کو وفات پا کر گجرات میں دفن ہوئے۔ (قصوری)

۷۔ شیخ صادق حسن ۱۸۸۸ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ رئیس ابن رئیس، مخلص قومی کارکن اور سیاسی رہنما تھے۔ تحریک خلافت، تحریک کشمیر، تحریک پاکستان اور دیگر تحریکوں میں بھرپور حصہ لیا۔ ۲۷ دسمبر ۱۹۵۹ء کو لاہور میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ (قصوری)

۸۔ میر مقبول محمود، امرتسر کے مشہور ''میر خاندان'' کے فرد تھے۔ قومی، سیاسی کارکن اور سماجی رہنما تھے۔ سر سکندر حیات خاں کے دور میں پنجاب کے پارلیمانی سیکرٹری بھی رہے۔ ۲۶ نومبر ۱۹۴۸ء کو رحلت ہوئی۔ (قصوری)

۹۔ ڈاکٹر میر ہدایت اللہ ۱۸۷۸ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سارا خاندان حضرت امیر ملتؒ کے دامن عقیدت سے وابستہ تھا۔ آپ تو خلیفہ مجاز بھی تھے۔ آپ کی وفات ۱۹۴۵ء میں امرتسر میں ہوئی۔ (قصوری)

فقیر اپنے رب کا بیحد شکر گزار ہے کہ وہ مجھ کو اپنے دربار کیلئے بار بار لے جاتا ہے اور اس نے خود مجھے یہ توفیق عطا فرمائی ہے کہ میں "بلا منت غیرے" اس مقدس سفر کا عزم، کامیابی کے ساتھ کر لیتا ہوں۔ میرے اس ذوق وشوق کو غلط طور سے اس پر مبنی کر لینا کہ **معاذ اللہ من ذالک** میں اس تحریک سے کنارہ کش ہو گیا ہوں انتہائی نادانی اور جہالت کا خیال ہے۔

بمبئی پہنچ کر مجھے اس درد ملت کی بنا پر جو میرے دل میں چٹکیاں لے رہا ہے، بار بار یہ خیال آیا کہ میں کوئی ایسی راہ عمل پیش کروں جس کے باعث میرے جانے کے بعد کوئی رکاوٹ کام میں پیش نہ آئے۔ اس لئے ساحل بمبئی (ہند) سے قوم کے نام یہ پیغام ہے کہ۔

من نگویم کہ ایں مکن آں کن مصلحت بیں وکار آساں کن

آخر میں فی امان اللہ تعالیٰ کہتا ہوا رخصت ہوتا ہوں۔ امید ہے کہ احباب ملت سوچ سمجھ کر قدم آگے بڑھائیں گے۔

خادم ملت، جماعت علی عفی عنہ

(بنام الحاج حکیم معراج الدین احمد ایڈیٹر ہفت روزہ ''الفقیہہ'' امرتسر)

(۱)

سری نگر کشمیر

۱۷۔اگست ۱۹۳۰ء

مجمع مکارم اخلاق مخلصم وجیسم حکیم صاحب زاد مجبتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، طالب خیریت بخیریت۔ایم فیروزالدین صاحب کی طرف سے فقیر کو ایک استفتاء مع جواب سول نافرمانی کے متعلق شرعی مسئلہ موصول ہوا ہے۔جس کا حسب ذیل جواب دیا گیا ہے۔اگر آپ بھی مناسب سمجھیں تو اپنے اخبار میں درج کر دیں، وھو ہذا۔

''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔آپ کا استفسار مع جواب پہنچا۔مفتی صاحب نے جو کچھ جواب باصواب لکھا ہے وہ از روئے قرآن شریف وحدیث بالکل صحیح ہے۔فقیر مفتی نہیں نہ کبھی فتویٰ لکھا۔

رموز مملکت خویش خسرواں دانند گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

خدا تعالیٰ فرماتے ہیں۔''جو شخص کنارہ کش رہے پیغمبر سے بعد اسکے کہ ظاہر کردی گئی اس کیلئے ہدایت اور پیروی کرے مومنوں کے رستہ کے سوا کسی اور رستہ کی تو ہم پھیر دیں گے اس کو اسی طرف جس طرف وہ پھرتا ہے اور داخل کریں گے ہم اس کو جہنم میں اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔''

فقیر کفار کے ساتھ شامل ہونے والوں سے پوچھتا ہے کہ ان کے ساتھ شامل ہونا اعانتِ کفر میں شامل ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو وہ قرآن مجید کی صریح مخالفت کر رہے ہیں یا نہیں؟ جو شخص فرمانِ الٰہی کی صریح مخالفت کرے گا وہ انہیں میں سے ہوگا۔یعنی جو کافروں کے ساتھ میل میلاپ کریگا تو وہ بھی کافر ہوگا۔مسئلہ یہ ہے کہ اسلام اور کفر دوضدیں ہیں۔جہاں اسلام آئیگا وہاں کفر نہیں رہیگا۔اور جہاں کفر ہوگا وہاں اسلام نہیں آئے گا۔کیونکہ اجتماع ضدین محال ہے۔جہاں روشنی آئیگی اندھیرا جاتا رہے گا اور جہاں اندھیرا ہوگا روشنی نہیں رہیگی۔کفر اور اسلام نہ آج تک اکٹھے ہوئے اور نہ قیامت تک اکٹھے ہوں گے۔ہم مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہوئے، نام ہمارے مسلمانوں کے ہیں۔مرنے کے بعد قبریں بھی مسلمانوں کی پلید کریں گے۔اب فقیر پوچھتا ہے کہ جو لوگ کافروں کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں وہ مرنے کے بعد مسلمانوں کے ساتھ دفن ہوں گے یا ان کی میتوں کو ہندوؤں کی طرح جلایا جائے گا۔کافروں کے ساتھ ایک اتحاد ہے اور ایک اتفاق۔یہ دو لفظ ہیں۔اتحاد عربی لفظ ہے، اس کے معنی یہ ہیں دو چیزوں کا ایک ہو جانا۔مثلاً میرے ایک ہاتھ میں مصری کا ٹکڑا ہے اور دوسرے ہاتھ میں

پانی کا گلاس۔ پانی الگ نظر آتا ہے اور مصری الگ۔ یہ دونوں الگ الگ ہیں۔ میں نے اس مصری کو پانی میں ڈال دیا۔ ایک منٹ کے بعد ہی پانی ہی پانی رہ جائے گا۔ مصری کا نام ونشان نہیں رہے گا۔ پہلے دو چیزیں تھیں۔ اب ایک ہوگئی۔ یہ اتحاد ہے اور اتحاد "محال" ہے۔ یہ کفار کے ساتھ کسی صورت میں نہیں ہوسکتا۔ صرف ایک ہی صورت ہے وہ یہ کہ تمام دنیا کے مسلمان کافر ہو جائیں یا تمام دنیا کے کافر مسلمان ہو جائیں۔ پھر اتحاد ہوسکتا ہے۔ جب تک کفر، کفر ہے، اسلام اسلام ہے اس وقت تک اتحاد کی کوئی صورت نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ اتحاد "محال" ہے۔ دوسرا لفظ اتفاق ہے۔ اتفاق کے معنی ہیں چند آراء کا کسی بات پر متفق ہو جانا دنیاوی امور میں۔ البتہ یہ ممکن ہے۔ مگر دینی امور میں کفار کے ساتھ اتفاق بھی نہیں ہوسکتا۔

الغرض مسلمانوں کو بہ فرمان اللہ تعالیٰ جل شانہ، و حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی صورت میں بھی ان کے ساتھ میل میلاپ، اتفاق جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"جب تم کو معلوم ہو تو ظالم کے پاس بھی مت بیٹھو"۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

"کوڑھی سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہو"۔

یہ تو دل کے کوڑھی ہیں۔ ان سے بھاگنا بدرجہ اولیٰ واجب ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتے ہیں، کہ ان کے پاس مت بیٹھو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، ان سے دور بھاگو۔ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ جس جگہ اصحاب فیل پر عذاب نازل ہوا تھا۔ ایک دن صحابہ کرام وہاں پر بیٹھے ہوئے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہاں سے اٹھ جاؤ۔ یہاں مت بیٹھو۔ کیونکہ اس جگہ پر آج تک قہر نازل ہو رہا ہے۔ جب اس زمین پر جہاں دشمنان خدا بیٹھ گئے تھے، بیٹھنے کا حکم نہیں تو ان کے ساتھ بیٹھنا اور ملنا کیسے جائز ہوسکتا ہے۔

دوسری حدیث شریف میں آیا ہے کہ تم ان سے بچو اور ان کو پاس آنے سے بچاؤ یعنی نہ تم ان کے پاس جاؤ اور نہ وہ تمہارے پاس آئیں۔ ان سے بچتے رہو۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانبردار اور غلام ہے ہم اس کے غلام ہیں۔ جو ان کا نہیں ہوا ان سے کیا تعلق۔ خواہ ماں باپ ہو یا بیٹا۔ ہمارا رشتہ، ناطہ خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ ناطہ سے ہے جب وہ رشتہ ہی

پانی کا گلاس۔ پانی الگ نظر آتا ہے اور مصری الگ۔ یہ دونوں الگ الگ ہیں۔ میں نے اس مصری کو پانی میں ڈال دیا۔ ایک منٹ کے بعد ہی پانی ہی پانی رہ جائے گا۔ مصری کا نام ونشان نہیں رہے گا۔ پہلے دو چیزیں تھیں۔ اب ایک ہوگئی۔ یہ اتحاد ہے اور اتحاد ''محال'' ہے۔ یہ کفار کے ساتھ کسی صورت میں نہیں ہوسکتا۔ صرف ایک ہی صورت ہے وہ یہ کہ تمام دنیا کے مسلمان کافر ہو جائیں یا تمام دنیا کے کافر مسلمان ہو جائیں۔ پھر اتحاد ہوسکتا ہے۔ جب تک کفر، کفر ہے، اسلام اسلام ہے اس وقت تک اتحاد کی کوئی صورت نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ اتحاد ''محال'' ہے۔ دوسرا لفظ اتفاق ہے۔ اتفاق کے معنی ہیں چند آراء کا کسی بات پر متفق ہو جانا دنیاوی امور میں۔ البتہ یہ ممکن ہے۔ مگر دینی امور میں کفار کے ساتھ اتفاق بھی نہیں ہوسکتا۔

الغرض مسلمانوں کو بہ فرمان اللہ تعالیٰ جل شانہ، وحضرت رسول اللہ ﷺ کسی صورت میں بھی ان کے ساتھ میل میلاپ، اتفاق جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

''جب تم کو معلوم ہو تو ظالم کے پاس بھی مت بیٹھو''۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

''کوڑھی سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہو''۔

یہ تو دل کے کوڑھی ہیں۔ ان سے بھاگنا بدرجہ اولیٰ واجب ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتے ہیں، کہ ان کے پاس مت بیٹھو اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں، ان سے دور بھاگو۔ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ جس جگہ اصحاب فیل پر عذاب نازل ہوا تھا۔ ایک دن صحابہ کرام وہاں پر بیٹھے ہوئے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہاں سے اٹھ جاؤ۔ یہاں مت بیٹھو۔ کیونکہ اس جگہ پر آج تک قہر نازل ہو رہا ہے۔ جب اس زمین پر جہاں دشمنان خدا بیٹھ گئے تھے، بیٹھنے کا حکم نہیں تو ان کے ساتھ بیٹھنا اور ملنا کیسے جائز ہوسکتا ہے۔

دوسری حدیث شریف میں آیا ہے کہ تم ان سے بچو اور ان کو پاس آنے سے بچاؤ یعنی نہ تم ان کے پاس جاؤ اور نہ وہ تمہارے پاس آئیں۔ ان سے بچتے رہو۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ اور خدا کے رسول ﷺ کا فرمانبردار اور غلام ہے ہم اس کے غلام ہیں۔ جو ان کا نہیں ہوا ان سے کیا تعلق۔ خواہ ہمارا باپ ہو یا بیٹا۔ ہمارا رشتہ، ناطہ خدا اور رسول خدا ﷺ کے رشتہ ناطہ سے ہے جب وہ رشتہ ہی

الغرض کسی صورت میں بھی مسلمان بموجب حکم اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کفار کے ساتھ شریک نہیں ہو سکتے۔ اگر در خانہ کس است یک حرف بس است

فقیر جملہ اہل اسلام کو عموماً اور جملہ یارانِ طریقت کو خصوصاً تاکید شدید کرتا ہے کہ ان سے الگ رہیں اور جو شخص ان سے دوستی و موالات کرے گا وہ انہیں میں سے ہوگا۔

اند کے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

الراقم جماعت علی شاہ علی پوری عفا اللہ عنہ

(۲)

علی پور سیداں ضلع سیال کوٹ

۳۔ مارچ ۱۹۴۴ء

مجمع مکارم اخلاق مخلصم حکیم صاحب زاد محبتکم

السلام علیکم۔ الحمد للہ کہ فقیر بفضلہٖ بالکل بخیریت ہے۔ صرف ٹانگوں میں کمزوری ہے جس کی وجہ سے اٹھنا بیٹھنا مشکل ہے۔ مولوی قطب الدین صاحب آج تشریف لائے ہیں۔ ۱۱۔۱۲۔۱۳ ربیع اول کو بمقام جھنگ مگھیانہ جلسہ ہے۔ فقیر کا ارادہ مولوی صاحب کے ساتھ جانے کا ہے۔ ۲۔ پیر ولائت شاہ ۳ گجرات سے بھی تشریف لائے تھے۔ اس لئے واپسی پر شادیوال (ضلع گجرات) کے جلسہ میں شرکت کرنی ہوگی۔

سیال کوٹ کے درس کا انتظام باری تعالیٰ نے یوں کر دیا ہے کہ مولوی عبدالغنی مرحوم ۴ کے نعم البدل مولوی عمادالدین صاحب سنبھلی مراد آبادی آرہے ہیں۔ جو ہر حیثیت سے عالم، متقی، صوفی، پرہیز گار متدین بزرگ اور یادگار سلف صالحین ہیں۔ اہل سیالکوٹ کی خوش قسمتی ہے کہ ایسا متبرک وجود خدا تعالیٰ نے ان کو عنایت فرمایا ہے۔ اب سارے لامذہبوں کا سیالکوٹ میں تو قلع قمع ہو گیا۔

مولوی صاحب کو مبلغ یکصد (۱۰۰) روپیہ ماہوار تنخواہ علاوہ دیگر آمدنیوں اور کھانے کے دیا

جائیگا۔ خدا کرے امرتسر کیلئے بھی کوئی ایسا خاطر خواہ انتظام ہو جائے۔

برخورداروں کو دیدہ بوسی و دعا۔ جملہ یاراں و پرسانِ حال کو السلام علیکم۔

ہر کہ باشد ز حال ما پرساں یک بہ یک را سلامِ ما برساں

الراقم فقیر سید جماعت علی شاہ عفی اللہ عنہ

۱۔ مولانا حکیم قطب الدین جھنگوی ؒ حضرت امیر ملت قدس سرہ کے نامور مرید و خلیفہ مجاز تھے۔ آپ بلند پایہ حکیم، بے بدل عالم اور باعمل و باخدا صوفی تھے۔ آپکی رحلت ۲۹۔ اکتوبر ۱۹۵۹ء کو ہوئی (قصوری)

۲۔ قارئین کرام ذرا غور فرمائیں کہ ۱۰۳ سال کی عمر میں جبکہ اٹھنا بیٹھنا بھی مشکل ہے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ کس پامردی، جوش و جذبہ اور لگن کے ساتھ تبلیغی دورے فرما رہے ہیں۔ ہے کوئی اور مثال ایسی۔ (قصوری)

۳۔ حضرت پیر سید ولائت شاہ گجراتی ؒ، حضرت امیر ملت ؒ کے مرید و ممتاز خلیفہ تھے۔ آپ نے مذہب و ملت کی گرانقدر خدمات انجام دیں۔ تحریک خلافت، تحریک کشمیر، تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ ۳۱ جولائی ۱۹۷۰ء بروز جمعۃ المبارک رحلت فرمائی اور مسجد شاہ ولائت ؒ گجرات میں آخری آرامگاہ بنی۔ (قصوری)

۴۔ مولانا عبدالغنی سیالکوٹی عالم، فاضل، واعظ اور عارف باللہ تھے۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ سے شرف بیعت رکھتے تھے۔ مسجد دودروازہ سیالکوٹ کے خطیب اور مدرسہ حنفیہ سیالکوٹ کے مہتمم تھے آپکی رحلت ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۶۲ھ/۱۰ستمبر ۱۹۴۳ء بروز جمعۃ المبارک ہوئی۔ حضرت مولانا محمد امام الدین رائے پوری نے نماز جنازہ پڑھائی اور سیالکوٹ میں آسودہ خاک ہوئے (قصوری)

(بنام ماسٹر محمد کرم الٰہی صاحب ایڈووکیٹ وخلیفہ مجاز سیال کوٹ شہر)

(۱)

علی پور سیداں ضلع سیال کوٹ

۱۲/ ذوالحجہ ۱۳۶۶ھ/ ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۴۷ء

الا اے ہمنشین دل کہ یارانت برفت از یاد

مصرع۔ آیا نہیں وہ مہ مہینہ گزر گیا۔

مجمع مکارم اخلاق عزیزم ماسٹر صاحب زاد محبتکم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، طالب خیرت بخیریت۔ آٹھ دن کی رخصتوں میں آپ کا انتظار کرتے کرتے آنکھیں تھک گئیں۔ آپ نہ آئے پر نہ آئے۔ اور نہ آپ کی خیریت معلوم ہوئی، جس سے تسکین خاطر ہوتی۔ اور ماسٹر امام دین صاحب کی کوئی خبر نہ معلوم ہونے کے باعث سخت حیرانی و پریشانی ہے۔ عزیزم عبدالعزیز صاحب کو آپ کے پاس بھیج رہا ہوں کہ خدا خیر کرے، آپ کی اور ماسٹر صاحب کی خیریت کی خبر لا دیں۔

فقیر کی رائے میں پناہ گزینوں کی خدمت گزاری و ہمدردی کو آپ بھی اپنی سعادتِ دارین کا ذریعہ سمجھ کر بہ دل وجان ان کی خدمت و ہمدردی میں مصروف رہا کریں۔ چنانچہ اسی واسطے فقیر نے پیر بوٹے شاہ صاحب جو برخوردار نور حسین [۱] کا خسر ہے۔ آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔ ان کو پنج گرائیں والا انجن اور محمد اسماعیل صاحب کو کوٹلی محمد صدیق والا انجن دلا دیں۔ اور سولہ ٹین تیل میلا کا پرمٹ ہر مہینہ کیلئے ایک ایک انجن کیلئے لے دیویں۔ محمد اسماعیل صاحب کو کوئی مکان اور دکان بھی سیالکوٹ میں

---

[۱]۔ شمس الملت حضرت پیر سید نور حسین شاہؒ ۱۸۹۹ء میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت امیر ملتؒ کے سب سے چھوٹے اور تیسرے صاحبزادے تھے۔ مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیّداں سے سندِ فراغت حاصل کی۔ حضرت امیر ملتؒ سے بیعت وخلافت تھی۔ برصغیر کی تمام تحریکوں میں والد گرامی کے شانہ بشانہ حصہ لیا۔ تقویٰ، پرہیزگاری، دریادلی، پاکیزگی اور خوش اخلاقی آپکے اوصاف حسنہ کی امتیازی صفات تھیں۔ ۱۱۔ مئی ۱۹۷۸ء کو رحلت فرمائی۔ اور حضرت امیر ملتؒ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ (قصوری)

لے دیویں۔ اسماعیل چار لاکھ کا سرمایہ برباد کر کے آپ کے پاس پہنچا ہے۔

رہتک اور آگرہ کے یار سب بخیریت ہیں اور اپنے اپنے گھروں میں محفوظ ہیں ۔ نہ راہ رفتن نہ پائے ماندن۔ اور مدینہ فنڈ میں اب تک ایک لاکھ باسٹھ ہزار ہو چکا ہے۔ الحمد للہ علی ذالک

الراقم: جماعت علی عفا اللہ عنہ

(۲)

علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ ۱۲۔ نومبر ۱۹۴۷ء

مجمع مکارم اخلاق مخلصم و محبم ماسٹر صاحب زاد محبتکم

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ، طالب خیرت بخیریت۔ آپ کا محبت نامہ پہنچا۔ الحمد للہ کہ برخوردار حیدر علی صاحب [۲] بخیر و عافیت لاہور پہنچ گئے ہیں۔ جس وقت وہ سیالکوٹ آئیں ان سے کہیں کہ وہ جلدی علی پور آ جائیں۔

آپ اس ہفتہ علی پور نہیں آئے اور نہ ہی ماسٹر امام الدین صاحب آئے۔ بڑا انتظار رہا۔

انتظاری نے تری خوب دکھایا لہرا صبح سے شام ہوئی شام سے پچھلا پہرا

ماسٹر امام الدین صاحب کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ اپنا گھر بار چھوڑ کر کسی دوسری جگہ جانے کے خیال میں ہیں۔ آپ فقیر کی طرف سے انہیں کہہ دیں کہ وہ ہرگز ہرگز ایسا نہ کریں۔ اور اپنا گھر بار چھوڑ کر کہیں نہ جائیں۔ رباعی۔

حب [۳] وطن از ملک سلیمانؑ خوشتر خار وطن از سنبل و ریحاں بہتر

یوسفؑ کہ بمصر بادشاہی مے کرد مے گفت گدا بودن کنعان خوشتر

۲۔ ماسٹر خواجہ محمد کرم الٰہی ایڈووکیٹ (ف ۱۹۵۹ء حضرت امیر ملتؒ کے محبوب خلیفہ تھے۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے جن کے نام خواجہ محمد حیدر علی (ف اکتوبر ۱۹۷۱ء اور خواجہ محمد محمود علی (ف جون ۱۹۶۶ء تھے۔ اس مکتوب میں بڑے صاحبزادے خواجہ محمد حیدر علی کا ذکر ہو رہا ہے۔ (قصوری)

۳۔ اس رباعی میں لوگ عموماً ''لفظ'' حب'' لکھتے ہیں۔ جبکہ اصل لفظ'' جُب'' ہے جس کے معنی ہیں تنگ و تاریک کنواں (قصوری)

ہمیں دنیا سے کیا مطلب عدم کے رہنے والے ہیں
ادھر بھی ہم تلاش جلوۂ احمد ﷺ میں آ نکلے

فقیر کی حالت اس مسافر کی ہے جو کسی دوسرے ملک میں جا کر ایک مدت تک لوگوں کے ساتھ مانوس ہو گیا ہو اور پھر وہ مسافر اپنے اصلی وطن کو چلنے لگے اور اس وقت لوگ اس کی جدائی میں اس کے روبرو گریہ وزاری کریں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ فقیر کی اس ناگاہ جدائی سے یاروں کو بہت صدمہ پہنچا ہے۔ مگر ان ہزار ہا دلوں کے مقابلہ میں صرف فقیر کے ایک دل کے صدمہ کا آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس مہجور یہ پہ کیا گزرتی ہوگی۔

دل ہی تو ہے نہ سنگ وخشت درد سے بھر نہ آئے کیوں!

مگر کیا کیا جاوے، تقدیر سے تدبیر کو چارہ نہیں۔ فقیر کو اپنے یاروں کے ساتھ جس قدر محبت ہے اس کو میں جانتا ہوں یا میرا خدا۔ دنیا میں آ کر مجھ سے اور تو کوئی کار ایمان نہیں ہو سکا۔ مگر اس کے فضل وکرم اور شفاعت حضرت رسول مقبول ﷺ کے بعد اگر کچھ میرے پاس ہے تو مخلوق خدا کی دینی خدمت اور یاران طریقت کی محبت ہی ہے۔ جو امید ہے کہ ذریعہ نجات ہوگی۔ کیونکہ مجھ کو ان کے ساتھ محض خالصاً بوجہ اللہ محبت ہے۔ کسی اپنی ذاتی غرض پر مبنی نہیں اور نہ ہی ان سے کسی قسم کی توقع ہے بلکہ خدائے تعالیٰ کے فضل وکرم سے فقیر کے نزدیک مخلوق خدا کا عدم و وجود مساوی ہے۔ **الحمدللہ علی ذالک**

باقی رہی یاروں کی محبت وہ مجھ کو ضرور ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بھی بفرمان خداوند کریم قائم رہے گی۔ اور یہ محبت ایسی نہیں کہ دور چلے جانے سے اس میں فرق آ جائے بلکہ بظاہر جتنا دور ہوتا جاؤں گا دل سے اتنا ہی نزدیک ہوتا جاؤں گا۔ بقاعدہ اقلیدس دیکھو دائرہ



نقطہ الف نقطۂ با سے ایک حیثیت سے بہت دور ہے اور دوسری حیثیت سے بہت ہی نزدیک ہے۔

در راہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست
می بینمت عیاں و دعا می فرستمت

انشاء اللہ تعالیٰ فقیر اپنی منزل پر پہنچ کر بھی اپنے یاروں کو فراموش نہیں کریگا بلکہ ان کی

سعادت دارین کے واسطے دعائے خیر کرتا رہے گا۔ جو خدمت فقیر کے سپرد کی گئی ہے اس کے ادا کرنے میں فقیر نے تو جان تک سے بھی فرق نہیں کیا۔ گر قبول افتد زہے عزوشرف

آئندہ اختیار بدست مختار اور مجھ سے جہاں تک ہو سکا کسی یار کیساتھ حتی الامکان سختی نہیں کی۔ اب یاران طریقت کا فرض ہے کہ ان کو جو کچھ فرمان ہے اس کی تعمیل میں سر مو فرق نہ کریں اور ذکر، فکر، مراقبہ، سحر خیزی، اتباع شریعت میں کوشش کرتے رہا کریں۔ سالہائے گزشتہ کی طرح اس سال بھی ہر شہر میں شبینہ ضرور کریں ا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے ان کی سب مشکلات دینی و دنیاوی آسان ہو جاویں گی۔ اور سب یاران و پرسان حال کو السلام علیکم بصد اشتیاق۔

ہر کہ باشد ز حال ما پرساں   یک بیک را سلام ما برساں

جو یار خط لکھنا چاہے وہ اس پتہ پر لکھے۔ مکہ شریف معرفت شیخ محمد حسین شیخ عبداللہ صاحبان مطوف۔ مگر خط رجسٹری شدہ ہونا چاہیے۔ نیز اس پر اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں پتہ لکھنا چاہیے اور ٹکٹ دو آنے کا ہونا چاہیے۔

راقم جماعت علی عفی عنہ

ا۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ کا معمول تھا کہ ہر سال رمضان المبارک کے تیسرے عشرے کی پانچ طاق تاریخوں میں پانچ مختلف مقامات پر شبینہ کرتے تھے۔ خود بنفس نفیس چند یاروں کو ساتھ لیکر دن میں ایک شہر سے دوسرے شہر کا سفر کرتے اور رات میں تمام کلام پاک تراویح میں ختم کرتے۔ اسی معمول کی مکتوب شریف میں حافظ ظفر علی صاحب کو ہدایت ہے۔ چنانچہ حافظ صاحب نے شعبان ۱۳۲۳ھ کو "انوار الصوفیہ" میں اس مکتوب کے حاشیہ پر رمضان المبارک ۱۳۲۳ھ کیلئے یہ اعلان درج کر دیا۔ تواریخ شبینہ:۔ اکیسویں شب جموں۔ تیئسویں شب سیال کوٹ مسجد خراسیاں، پچیسویں شب جلالپور جٹاں مسجد کلاں (ضلع گجرات) ستائیسویں شب لاہور مسجد پٹولیاں (اندرون لاہوری دروازہ) انتیسویں شب امرتسر مسجد شیخ خیر دین صاحب (قصوری)

بفضل خدا یہاں کے فاضل اجل وعالم اکمل بارگاہ الٰہی زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین مولانا واستاذنا مولوی عبدالحق صاحب محدث ۲ وصوفی سے حدیث شریف صحاح ستہ وموطاء امام مالک، و موطاء امام محمد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی ونیز دلائل الخیرات وحزب الاعظم کی اجازت وسند فقیر مل گئی ہے۔ بریں مژدہ گر جاں فشانم رواست۔ مکہ شریف کی سکونت ہفت اقلیم کی بادشاہی سے فی الواقع بہتر ہے۔ خداتعالیٰ فقیر کو بھی نصیب فرمائے۔ آمین، ثم آمین یا مولیٰ الکریم۔

اس جگہ تمام دنیا کے میوہ جات موجود ہیں۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا ۳ کا نتیجہ ان بے بہا میوہ جات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ آج کل اس جگہ انگور، انار، سیب، بہی، کیلا، مالٹا، سنگترہ، میٹھا، خربوزہ، تربوز، ککڑی، کھیرا، لیموں، گلگل، کھجور، گنا پونڈا وغیرہ اور ہر قسم کی سبزی میتھی، پالک، کدو، حلوہ کدو، خرفہ کا ساگ، لوبیا، بھنڈی توری، دوسری قسم کی توری، کریلے، بھٹے سیاہ، ٹماٹر سرخ، سیم پھلی، سوئے وغیرہ وغیرہ بکثرت موجود ہیں۔ ہر ایک چیز بکثرت مل سکتی ہے۔ اور سستی ملتی ہے۔ بلکہ اکثر چیزیں تو ہندوستان سے بھی سستی ہیں۔ کابلی بیدانہ، انار جو لاہور میں چار آنہ کو ملتا ہے اس جگہ پیسے یا ڈیڑھ پیسے کو ملتا ہے۔ الغرض عجب رحمت وبرکت کا ظہور ہے۔

فقیر بفضل خدا ہندوستان چھوڑ کر مکہ شریف پہنچ گیا ہے۔ ہندوستان چھوٹ گیا۔ مگر یاروں کی محبت میرے دل سے نہیں چھوٹتی بقول حضرت اوستاذنا و مولانا مولوی فیض الحسن صاحب قدس اللہ سرہ العزیز ۔ ۴۔

۳۔ واذ قال ابراھیم رب اجعل ھذا بلدا آمنا وارزق اھلہ من الثمرات (پارہ ۱۔ سورۃ البقرہ: ۱۲۶) (اور جب عرض کی ابراہیمؑ نے کہ اے مرے رب اس شہر کو امان والا کر دے اور اسکے رہنے والوں کو طرح طرح کے پھلوں سے روزی دے۔)

۴۔ مولانا فیض الحسن سہارنپوری رحمتہ اللہ علیہ ۱۸۱۶ء میں سہارنپور (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد مجاہد کبیر مولانا فضل حق خیرآبادیؒ سے معقولات، ادب اور فلسفہ کی تکمیل کی۔ آپ بہت بڑے عالم، فاضل، ادیب، شاعر، حکیم، اور مفکر تھے۔ برسوں اورنٹیل کالج لاہور میں پروفیسر رہے۔

کعبے بھی گئے پر نہ گیا عشق بتوں کا
زمزم بھی پیا پر نہ بجھی پیاس جگر کی

فقیر نے اپنے یاروں کو فراموش نہیں کیا اور نہ دعا سے غافل ہے۔ آپ تسلی رکھیں اور سب یاران و پرسان حال کو السلام علیکم بصد اشتیاق۔ ہر ایک کا نام لکھنے کی گنجائش نہیں۔

ہر کہ باشد ز حال ما پرساں
یک بیک را سلام ما برساں

راقم جماعت علی عفی عنہ

(۳)

حیدرآباد سندھ

جمادی الثانی ۱۳۲۴ھ ۔ ۵

اگست ۱۹۰۶ء

مجمع مکارم اخلاق مخلصم حافظ صاحب زاد محبتکم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ، طالب خیرت بخیریت۔ فقیر کا ارادہ ہے کہ اپنے اس سفر کے کچھ حالات قلمبند کرے مگر اس شرط پر کہ اس مہینہ کے رسالہ میں چھپوا دیں۔ اگرچہ فقیر کا حرکت و سکون اختیاری نہیں بلکہ ۔

رشتہ در گردنم افگندہ دوست — می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

کوئی دوسری زبردست طاقت ہے جو کھینچے لئے جاتی ہے۔ مگر بظاہر اس سفر کے چار مقاصد قرار دیئے جاسکتے ہیں۔ اوّل: تو ''سیروفی الارض'' (زمین کی سیر کرو) فرمان خداوندی کی

یہیں حضرت امیر ملتؒ نے آپ سے ''مولوی فاضل'' کا نصاب پڑھا۔ ٦ فروری ۱۸۸۷ء کو لاہور میں آپ کا انتقال ہوا۔ اور سہارنپور (انڈیا) میں تدفین ہوئی۔ (قصوری)

نفیل ہے۔ دوم: مردان خدا کی زیارت جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ "النظر علیٰ وجہ العالم عبادۃ" (عالم کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے) مولانا روم فرماتے ہیں۔

دیدن دانا عبادت ایں بود
فتح ابواب سعادت ایں بود

ایک اور بزرگ فرماتے ہیں۔

غرض از سیر قلندر طلب دیدار است
ورنہ ایں نان ونمک در ہمہ جا بسیار است

توریت شریف میں ارشاد ہے۔ جس کا ترجمہ مولانائے رومؒ نے اس طرح فرمایا ہے۔

گفت حق اندر سفر ہر جا روی
بائد اول طالب مردے شوی ۶

الحمد للہ کہ یہ دولت تو فقیر کو نصیب ہوگئی۔ جس کا تذکرہ عنقریب ہوگا۔ سوئم یہ کہ شائد کچھ عرصہ کے لئے دولت تنہائی نصیب ہو۔

ازاں تنہائی ملک غریبی بے شد ہوس مارا
کہ روزے چند نشناسیم ماکس را وکس بارا

مگرایں ہم نشد میسر و سودائے خام شد۔ افسوس کہ اس مقصد میں کامیاب ہونا مشکل نظر آتا ہے۔ حضرت پیرومرشد ہادی و مولیٰ قبلۂ عالم (باباجی فقیر محمد چوراہیؒ) روحی فداہ قدس سرہ العزیز کی نظر عنایت کا یہ ظہور ہے کہ فقیر جس شہر میں پہنچتا ہے آگے ہی یاران طریقت کا جھمگٹ ہوتا ہے۔

بہ ہر زمیں کہ رسیدم آسماں پیدا است
پھر یہ دولت تنہائی نصیب ہو تو کس طرح

معلوم ہوتا ہے کہ قبر میں ہی یہ دولت نصیب ہوگی۔ چہارم: یہ کہ کسی بندۂ خدا کی دینی خدمت کی جائے اور فقیر کے وجود سے کسی شخص کو نفع پہنچ سکے۔

۵۔ اس خط کی تاریخ تحریر نہیں مل سکی۔ لیکن یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ حضرت امیر ملت قدس سرہ نے یہ خط اوائل جمادی الثانی میں تحریر فرمادیا تھا۔ یہ خط ماہنامہ "انوار الصوفیہ" لاہور کے شمارہ جمادی الثانی ۱۳۲۴ھ ص ۱۹ تا ۳۴ پر چھپا ہے۔ اور اس خط کے شروع میں حضرت نے فرمایا ہے کہ یہ خط اسی ماہ کے رسالہ میں چھپایا جائے۔ چنانچہ اسی ماہ یعنی جمادی الثانی ہی میں چھپا۔ (قصوری)

دوردستاں رابا حساں یاد کردن ہمت است   ورنہ ہر نخلے بہ پائے خود ثمر می افگند

اب آپ حیران ہوں گے کہ کجا ''انوارالصوفیہ'' اور کجا یہ مضمون ۔مگر جس غرض سے یہ مضمون لکھا گیا وہ یہ ہے کہ فقیر جب بہاولپور اسٹیشن پر پہنچا تو وہاں قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حاجی الحرمین الشریفین حافظ کلام مجید مولانا حافظ نور محمد صاحب ۸؎ ادام اللہ فیوضہم و برکاتہم نقشبندی مجددی جو شیخ نصیر الدین صاحب ۹؎ وزیراعظم ریاست بہاولپور کے پیرو مرشد ہیں اور انہیں کے مکان پر تشریف فرما ہیں۔ طالبعلمی کے وقت سے جس کو عرصہ چوبیس سال کا ہو گیا ہے۔ فقیر کے حال پر نظر عنایت رکھتے ہیں اور جن کا شوق زیارت فقیر کے بہاولپور جانے کا باعث ہوا تھا۔ اسٹیشن پر گاڑی لیکر تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان کی زیارت سے دل بہت خوش ہوا اور ان کے ہمراہ وزیر صاحب موصوف کے مکان پر قیام کیا۔

حاجی صاحب موصوف کی زیادہ تعریف کرنا اس وقت منظور نہیں ۔ لیکن آپ نے جو جو حالات اپنی نسبت بیان فرمائے وہی لکھتا ہوں اس سے آپ سمجھ جائیں گے کہ حاجی صاحب کس درجہ کے آدمی ہیں آپ نے فرمایا کہ جب میں بارہ سال کا بچہ تھا۔ تو میں اپنے پیرو مرشد کی خدمت میں جانے کو تیار ہوا۔ مجھے میرے والد صاحب نے روکا اور ایک اور شخص نے بھی وہاں جانے سے منع کیا۔ میں نے اس سے وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ وہ گالیاں بہت دیتے ہیں ۔میں نے اس سے سوال کیا کہ تجھ کو بھی گالیاں دی تھیں ؟ اس نے کہا، ہاں۔ اس پر اس نے ایک واقعہ بیان کیا کہ میں ایک عورت پر عاشق تھا۔

۶؎۔ اس شعر میں مرد سے مراد ہے ''مرد کامل'' یعنی ولی اللہ۔ حضرت بابا فرید گنج شکرؒ فرماتے ہیں

اٹھ فرید استیا خلقت ویکھن جا   مت کوئی بخشیا مل جائے تو بھی بخشیا جا

یعنی اے فرید! تو جو غفلت میں سویا پڑا ہے، اٹھ اور خدا کی خلقت کو دیکھنے کو چل۔ شاید کوئی خدا کا پاک بندہ بخشا ہوا مل جائے اور تو بھی اس کی طفیل بخشا جائے۔ (قصوری)

۷؎۔ یہاں ''غریبی'' سے مراد ''مسافری'' اور ''پردیس'' ہے۔ (قصوری)

ایکدن میں فعل ناجائز کا مرتکب ہوگیا۔مگر بعد میں بہت رویا پچھتایا۔آخر میں خیال آیا کہ کسی فقیر کے پاس جا کر توبہ کروں۔اکثر لوگوں کی زبانی سنا کہ حضرت خدا بخش صاحب المعروف جھلی شاہ۱۰ ساکن نواں کوٹ متصل تخت ہزارہ (ضلع سرگودھا) برلب دریائے چناب بڑے کامل ہیں۔میں بھی زیارت کے واسطے چلا۔آپ کے موضع کے تین کوس ابھی ورے (ادھر) تھا کہ میرے گاؤں کے چند آدمی ملے جو بھینس فروخت کرنے کے واسطے اس طرف گئے ہوئے تھے۔ان سے حضرت صاحب کا حال پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے حضرت صاحب کی زیارت کی ہے اور آپ نے فرمایا کہ تم اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ تمہارا مال فروخت ہو جائے گا۔چنانچہ راستے میں اور تو سب مال فروخت ہو گیا مگر صرف تین مویشی باقی ہیں وہ بھی انشاء اللہ فروخت ہو جائیں گے۔میں نے ان کو کہا کہ میرا انتظار کرو، میں بھی زیارت کر کے واپس آتا ہوں۔اکٹھے مل کر وطن کو جائیں گے۔

حضرت صاحب کی خدمت میں پہنچا تو بہت سے آدمی آپ کے پاس حاضر تھے۔آپ نے میرا نام پکار کر دور سے فرمایا کہ "لوگ بیگانی عورتوں کے ساتھ زنا کر کے فقیر کے پاس آجاتے ہیں" او بدرے! تو نے بڑا ظلم کیا کہ اپنی عورت کو چھوڑ کر بیگانی عورت کے ساتھ منہ کالا کیا۔ان کے یہ کلمات

۸۔حضرت حاجی صاحبؒ کا سلسلہ طریقت حسب ذیل واسطوں سے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔حاجی صاحب، حضرت خدا بخش المعروف جھلی شاہ، حضرت حاجی فضل احمد فاروقی پشاوری، حضرت عبداللہ صاحب بخاری، حضرت شاہ محمد سرہندی، حضرت خواجہ محمد پارسا سرہندی حضرت خواجہ محمد عبداللہ عارف سرہندی، حضرت خواجہ نقشبند ثانی سرہندی، حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی، امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہم۔(قصوری)

۹۔شیخ نصیر الدین کی رحلت ۳۰ جولائی ۱۹۲۰ء کو ہوئی۔نماز جنازہ حضرت امیر ملتؒ نے پڑھائی اور پھر اپنے مرشد کے قدموں میں میانی (سرگودھا) میں سپرد خاک ہوئے۔(قصوری)۔

۱۰۔ جھلی شاہ ۱۷۲۴ء میں پیدا ہوئے بیعت و خلاف حضرت حاجی فضل احمد فاروقی نقشبدی پشاوری سے تھی۔بہت بڑے ولی اللہ تھے۔۱۲۷۷ھ/۱۸۶۰ء میں وفات پائی۔(قصوری)

سنتے ہی میرے جسم میں لرزہ شروع ہوگیا۔ اور ایسا رعب پڑا کہ وہیں کا وہیں تصویر بیجان کی طرح بے حس وحرکت کھڑا رہا۔ نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن۔ تقریباً ایک گھنٹہ کے بعد آپ نے فرمایا ''اس آدمی کو بلاؤ'' میں قریب گیا تو پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے کہاں سے اور کس کام کیلئے آیا ہے؟ ان کے یہ کلمات سن کر میری جان میں جان آئی۔ مگر تعجب میں تھا کہ پہلے تو آپ نے میرا چہرہ دیکھ کر میرے تمام حالات بتا دیئے اور اب لاعلمی ظاہر کر کے پوچھتے ہیں کہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے؟ اس کے بعد پوچھا کہ تو کیا چاہتا ہے؟ میں نے عرض کی کہ میں آپ کی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ نالائق! وہاں تو بھینس والوں کو اپنے انتظار میں چھوڑ آیا ہے اور ان کے ساتھ وعدہ کر آیا ہے کہ ابھی آتا ہوں اور اب یہاں کہتا ہے کہ میں یہیں رہنا چاہتا ہوں۔ انسان کو چاہیے کہ وعدہ کرے تو پورا کرے۔ جا چلا جا اور اپنے گناہوں سے توبہ کر۔ خبردار آئندہ کبھی ایسا گناہ نہ کرنا۔ اس پر میں وہاں سے چلا آیا اور بھینس والوں کو مل کر کئی دن کی مسافت کے بعد اپنے وطن پہنچا۔

حاجی صاحب نے فرمایا کہ بدرالدین المعروف بدرا کی یہ بات سن کر میں نے اس کو کہا کہ پھر کہو اسمیں گالیاں کونسی ہیں؟ حضرت صاحب نے اپنے کشف وکرامت سے تیرے گذشتہ حالات ظاہر کر کے تیرے گناہوں سے تجھے متنبہ کر دیا۔ میں تیرے روکنے سے نہیں رک سکتا بلکہ اب تو خدمت شریف میں ضرور حاضر ہوں گا۔

القصہ وہاں سے روانہ ہو کر میں کئی دنوں میں اپنے پیرومرشد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ چند روز بعد بکریاں چرانے کی خدمت میرے سپرد ہوئی۔ صبح سے شام تک بکریوں کے پیچھے جنگل میں پھرا کرتا۔ ایک دن آپ تشریف لائے تو میں گوبر کپڑے کے ساتھ لگا کر بکریوں کے تھنوں کیساتھ لگا رہا تھا کہ ان کے بچے دودھ نہ پی جاویں۔ مجھے دیکھ کر حکم دیا کہ '' جلدی سے اسے دھو ڈال۔ ایک تو تو نے اپنے ہاتھ پلید کئے۔ دوسرے بکریوں کے تھن۔ تیسرے بچے جب منہ لگائیں گے تو ان کے منہ پلید ہو جائیں گے۔ آئندہ ایسا مت کیجیو۔'' یہ فرما کر چلے گئے۔ مجھے پھر بلا فرمایا کہ شہر سے باہر نکلتے وقت ان بچوں کو باآواز بلند کہہ دیا کرو کہ اپنی ماؤں کے تھنوں میں سے اپنے اپنے حصے کے ایک ایک تھن کا

دودھ پی لیا کریں۔ اور دوسرے ہمارے حصہ کو نہ چھیڑا کریں۔ میں نے باہر جا کر اسی طرح کہہ دیا۔ آپ کی پاک زبان کے فرمان کی یہ برکت ہوئی کہ جب رات کو واپس آیا تو سب بچوں نے ایک ایک پستان کا دودھ پیا ہوا تھا۔ کسی نے داہنے کا اور کسی نے بائیں کا۔ علیٰ ہذالقیاس کئی دن تک فقیر اسی طرح ہر روز ان (بچوں) کو یہی سناتا رہا۔ وہ برابر ایک ایک پستان کا دودھ پیتے رہے۔ چند دن کے بعد مجھے خیال آیا کہ اب ان بچوں کو یہ حکم سنانے کی کیا ضرورت ہے۔ اب تو ان کی عادت ہوگئی ہے۔ چنانچہ میں نے اس روز کچھ نہ کہا۔ جب رات کو واپس آیا اور دودھ دوہنے لگا تو دودھ بالکل نہیں تھا۔ سب کا سب بچے پی گئے تھے۔ حضرت صاحب نے دودھ طلب کیا تو میں نے عرض کی کہ سب دودھ بچے پی گئے ہیں۔ آج دودھ بالکل نہیں ہے۔ فرمایا! ان بچوں کو بمعہ ان کی ماؤں کے چوروں کے حوالہ کر دو تا کہ ان کو ذبح کر کے کھالیں۔ میں نے دست بستہ عرض کی کہ حضرت یہ ان کا قصور نہیں بلکہ میرا اپنا قصور ہے کہ آپ کا فرمان آج میں نے ان کو نہیں سنایا تھا۔ اس لئے وہ سب دودھ پی گئے ہیں۔ فرمایا کہ تم نے یہ کیوں غلطی کی۔ تم کو اٹھارہ روز کیلئے پہرہ پر لگایا جاتا ہے۔ پہرہ یہ تھا کہ عصر کی نماز کے بعد حجرے کے دروازہ پر کھڑا کیا جاتا اور نو بجے صبح تک وہیں کھڑا رہنا پڑتا تھا۔ اگر کبھی اتفاق سے نیند آجاتی تو آپ فوراً حجرہ کے اندر سے فرماتے "کہ تو سو گیا ہے۔ جو سویا سو کھویا۔ جو سو گیا وہ قافلے سے پیچھے رہ گیا" اور یہ بھی فرماتے کہ "دو رفیق سفر میں ہوں اور ان میں سے ایک سو جائے اور دوسرا سفر طے کرتا رہے تو کیا وہ سونے والا کبھی اپنے رفیق تک پہنچ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ پھر اگر کبھی نیند آجاتی تو آپ فوراً پاس آکر کہ تینوں کلمات فرماتے۔ مزید برآں مجھے نہ رات کو کھانا ملتا اور نہ دن کو۔ ایک دن مجھے رات کو روٹی دی گئی۔ فرمایا کہ اپنی جگہ ایک دوسرے آدمی کو پہرا پر کھڑا کر جا۔ میں نے روٹی کا ایک لقمہ توڑا ہی تھا۔ کہ آواز دی، جلد واپس آکر اپنے پہرہ پر فوراً کھڑا ہو جا۔ میں اسی طرح بھوکا کھڑا رہا۔

جب دن کے نو بجے تو فرمایا کہ بکریاں لیکر چلا جا۔ اسی حالت میں بھوکا بکریاں لے کر چلا گیا۔

علیٰ ہذالقیاس نہ تو دن کو کھانا نصیب ہوتا تھا اور نہ رات کو۔ نہ دن کو سونا ملتا تھا اور نہ رات کو۔ رات کو آپ نہیں سونے دیتے تھے۔ فوراً جگا دیا کرتے تھے۔ اور دن کو اس خیال سے کہ بکریاں کہیں

لوگوں کی کھیتی نہ کھا جائیں، نہ سوسکتا تھا۔ ایکدن نیند نے اس قدر غلبہ کیا کہ میں بے ہوش ہوکر گر پڑا۔ ہوش آئی تو دیکھتا ہوں کہ بکریاں ایک زمیندا کی کھیتی کھا رہی ہیں۔ زمیندار نے حضرت صاحب کی خدمت میں جا کر شکایت کی کہ آپ کا چرواہا باہر جا کر سو رہتا ہے اور بکریاں ہماری کھیتی کھا جاتی ہیں۔ میں رات کو حاضر ہوا تو فرمایا کہ تم سو رہتے ہو۔ آئیندہ جب شہر سے باہر نکلو تو بکریوں کو کہہ دیا کرو، کہ خبردار کسی کی کھیتی کو منہ نہ لگانا اگر کوئی بکری کسی کی فصل کھائیگی تو اس کو چوروں کے حوالے کیا جائیگا۔ آپ کے فرمان کے مطابق میں بکریوں کو یہ کلمہ کہہ دیا کرتا۔ وہ تمام دن سبز کھیتوں میں چرتی رہتیں مگر گھاس کے سوائے فصل کو منہ نہ لگاتی تھیں۔

میں ایک دن نیند کے غلبہ سے بے ہوش ہو کر پھر گر پڑا۔ ہوش میں آیا تو دیکھا کہ ساری بکریاں کپاس کے لہلاتے کھیت میں چر رہی ہیں اور اتفاق سے ادھر سے زمیندار بھی پہنچ گیا۔ اس نے مجھے بہت ڈانٹا کہ تو نے میرا کھیت تباہ کر دیا ہے۔ جب ہم دونوں کھیت میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ بکریاں گھاس تو چن چن کر کھا رہی ہیں اور کپاس کے پودوں کو نقصان نہیں پہنچاتیں بلکہ جس جگہ گنجان فصل ہوتی ہے وہاں سے سرک کر الگ نکل جاتی ہے اور اس جگہ پیر تک نہیں رکھتیں۔ زمیندار یہ بات دیکھ کر حیران ہوا اور دریافت کیا کہ کیا حضرت صاحب نے ان بکریوں کو منع کر دیا ہے کہ کسی کا کھیت نہ کھائیں۔ میں نے کہا، ہاں۔ اسنے کہا یہ انہیں کی زبان کی برکت ہے کہ بکریوں نے کھیت کو منہ تک نہیں لگایا ورنہ ایسی سبز کھیتی کو جڑ تک کھا جاتیں۔

ایک دنبی پر حضرت صاحب کی خصوصی نظرِ عنایت تھی۔ اس کا روزانہ دانہ مقرر تھا۔ یعنی آدھ سیر الگ دانہ دیا جاتا تھا۔ اس کو بھی حضرت صاحب کے ساتھ اتنی محبت تھی کہ جب باہر جانے لگتی تو حضرت صاحب کی جوتی کو چوم کر جاتی اور جب پھر شام کو واپس آتی تو جوتی کو چوم کر ریوڑ میں آشامل ہوتی۔ اگر اتفاق سے بہت سی جوتیوں میں آپ کی جوتی ہوتی تو سب کو سونگھتی اور جب آپکی جوتی مل جاتی تو اسے بوسہ دے کر چلی جاتی۔

ایک دن اتفاقاً میں نماز ظہر پڑھ رہا تھا کہ ایک بھیڑیئے نے آکر اس کا گلہ پھاڑ ڈالا اور اس

کا خون پی لیا۔ میں نماز سے فارغ ہوا تو بھیڑیا مجھے دیکھتے ہی اس کو چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اور دیر تک سامنے کھڑا میری طرف دیکھتا رہا۔ چونکہ دنبی کا خون گلے کی طرف سے جاری تھا اور سانس بند تھا۔ میں ڈرا کہ یہ تو مرتی ہے۔ اور گھبرایا کہ حضرت صاحب مجھ سے خفا ہوں گے کہ [illegible] ماری دنبی مروا ڈالی۔ میں نے ایک کپڑے سے اس کا گلہ مضبوط باندھ دیا تو اس کا سانس ناک کی طرف آنے جانے لگا۔ آخر الامر اس کو حضرت صاحب کی خدمت میں پہنچایا۔ آپ نے فرمایا! ''تو کہاں تھا؟'' میں نے عرض کی کہ نماز پڑھ رہا تھا۔! ''نماز تو نہیں توڑی تھی''؟ میں نے عرض کیا۔ ''نہیں''۔ آپ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا ''بہت اچھا کیا''۔ پھر ایک شخص کو وہ کپڑا جو دنبی کے گلے میں باندھا ہوا تھا کھولنے کیلئے فرمایا۔ جب کپڑا کھولا گیا تو وہ قریب المرگ ہوگئی۔ مجھے حکم دیا کہ اس کو پھر باندھ دو اور دنبی کو کہہ دو کہ جا کر سب کو سلام کرے۔ چنانچہ وہ گئی اور پہلے گھر میں سب کو سلام کر آئی اور پھر ہم جنسوں کو جا کر ملی اور واپس ہو کر پھر حضرت صاحب کے پاس آگئی۔ آپ نے فرمایا۔ ''اس کو ذبح کر کے درویشوں کو کھلاؤ''۔ پھر مجھ سے پوچھا کہ۔ ''وہ بھیڑیا مسلمان تھا یا کافر''۔ میں نے عرض کی کہ معلوم نہیں۔ فرمایا کل پھر اسی طرف بکریاں لے جانا اور یہ آیت پڑھنا'' **وتری الجبال تحسبھا جامدۃ وھی تمر مر السحاب**'' اور جب بھیڑیا آئے تو کہہ دینا کہ چلا جا اگر مسلمان ہوا تو فوراً چلا جائے گا اور بارہ کوس سے ورے نہیں ٹھہرے گا دوسرے دن بھیڑیا بکریوں میں آ کر داخل ہو گیا۔ ایک چھترے نے ایک طرف سے اسے ٹکر ماری اور دوسری طرف سے ایک بکرے نے حملہ کیا۔ بھیڑیا چپ چاپ سامنے کھڑا رہا کان تک نہ ہلایا۔ پھر میں نے اس کو کہا۔ ''جا چلا جا'' وہ ریوڑ سے نکل کر ایک طرف کو بھاگ گیا۔ اسی دن ایک مسافر سے میں نے پوچھا کہ ''تجھے کہیں بھیڑیا بھی ملا ہے''؟ اس نے کہا، ''بارہ کوس کے فاصلے پر ایک بھیڑیا دوڑتا ہوا جا رہا تھا''۔ اس کے بعد جب تک میں بکریاں چراتا رہا بھیڑیا کبھی ان میں نہیں آیا۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

حاجی صاحب نے یہ بھی بیان کیا کہ میں بالکل جاہل مطلق تھا اور الف ب کی صورت بھی

نہیں پہچان سکتا تھا۔ ایک دن مجھے حضرت صاحب نے پاس بلا کر فرمایا ''قرآن شریف پڑھا کرو'' اور قرآن شریف کھول کر آپ نے یہ تین آیات پڑھ کر مجھ کو سنائیں۔ **الحمد للہ رب العالمین۔ الرحمن الرحیم۔ مالک یوم الدین۔** ۱۲؎ اس کے بعد فرمایا کہ ''تو تین پاؤ قرآن شریف ہر روز ہم کو سنا دیا کر'' اس کے بعد میں تمام دن تو بکریاں چرایا کرتا اور رات کو آ کر تین پاؤ پارہ سنا دیتا۔ اس طرح چالیس دن میں مجھے سارا قرآن شریف حفظ ہو گیا۔ پھر مجھے فرمایا کہ جا کر موضع چکی علاقہ چکوال ضلع جہلم (اب چکوال بذات خود ضلع بن گیا ہے۔ قصوری) میں علم پڑھو۔ لیکن ایک جزو یعنی آٹھ ورق سے کم سبق نہ پڑھنا۔ اسی طرح تھوڑی مدت میں میں نے سب کتابیں پڑھ لیں۔

پھر فرمایا، ایک دن میرے دل میں خیال آیا کہ جو ولی اللہ مکہ شریف یا مدینہ شریف جا کر نماز پڑھتے ہیں یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ یہی خیال متواتر تین دن تک رہا۔ چوتھے دن آپ نے فرمایا کہ ''آج تم باہر مت جاؤ، بکریاں کسی اور کے حوالہ کر دو''۔ جب ظہر کی نماز پڑھی تو آپ حجرہ کے اندر داخل ہوئے اور مجھے حکم دیا کہ باہر سے دروازہ بند کر کے کھڑے رہو۔ دروازہ کی زنجیر کو ہاتھ میں پکڑے رہو۔ میں عرصہ تک کھڑا رہا۔ جب نمازِ عصر کا وقت قریب ہو گیا تو آپ کے چھوٹے صاحبزادے صاحب نے آ کر مجھ سے پوچھا کہ ''تو نے نماز ادا کی؟ میں نے کہا، نہیں، فرمایا، نماز پڑھ لو، شاید حضرت صاحب اندر نہ ہوں کہیں باہر گئے ہوں'' میں نے عرض کی، آپ بھی بڑے بھائی کی طرح مجذوب ہو گئے ہیں حضرت صاحب اندر ہیں۔ اور میں دروازہ پر کھڑا ہوں کوئی سوراخ بھی نہیں ہوا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد آئے اور کہا کہ ''شاید حضرت صاحب اندر نہ ہوں تم نماز کا وقت تنگ نہ کرو نماز پڑھ لو'' جب دوسری مرتبہ آپ کہہ کر گئے تو مجھے خیال ہوا کہ شاید اس میں کوئی حکمت ہو گی۔ میں نے آہستہ سے

۱۱؎ ترجمہ۔ (اور تو دیکھے گا پہاڑوں کو خیال کرے گا کہ وہ جمے ہوئے ہیں اور وہ چلتے ہوئے بادل کی چال)۔ (پارہ ۲۰۔ سورۃ نمل آیت ۸۸) (قصوری)

۱۲؎ سب خوبیاں اللہ کو جو مالک ہے سارے جہاں والوں کا۔ بہت بڑا مہربان رحمت والا روز جزا کا مالک (پارہ ۱۔ سورۃ فاتحہ آیت ۱ تا ۳) (قصوری)

دروازہ کھول کر دیکھا تو مصلی خالی پایا۔ پھر میں نے اندر داخل ہو کر ایک طرف جہاں صفیں پڑی ہوئی تھیں ان کو ہلا کر معلوم کرنا چاہا کہ شاید اس میں ہوں۔ جب ان میں بھی آپ کو نہ پایا تو ایک طرف صندوق پڑا ہوا تھا اس کو کھول کر دیکھا کہ شاید اسی میں ہوں۔ اسمیں بھی آپ کو نہ پایا۔ میں حیران ہو کر دروازہ کو بند کر کے کھڑا رہا۔ تیسری دفعہ صاحبزادہ صاحب پھر آئے اور مجھے کہا کہ کسی اور کو کھڑا کر جاؤ اور آپ نماز پڑھ لو۔ ایک اور شخص کو اپنی جگہ پہرے پر کھڑا کر کے میں مسجد کے باہر ایک طرف چلا گیا۔ اور راستے میں ایک جگہ پر حضرت صاحب کو دیکھا کہ مراقبہ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ پاس جا کر کھڑا ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد سر زانوئے مبارک سے اٹھا کر فرمایا کہ ''تو نے نماز پڑھی ہے؟'' میں نے کہا، نہیں۔ فرمایا آج مجھے بھی دیر ہو گئی تھی مجھ کو حنفی مصلے میں صرف ایک رکعت ملی ہے'' پھر آپ وہاں سے میرے ساتھ مسجد کی طرف تشریف لائے اور مسجد کے قریب ہو کر فرمایا کہ ''تو ادھر سے دیوار پھاند کر جا اور دروازہ کھول۔ میں دیوار پھاند کر اندر داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس عرصہ میں کہ میں دو تین قدم چلا تھا آپ دو سو قدم کی مسافت طے کر کے وہاں پہنچ گئے تھے۔ میں دیکھ کر حیران ہو گیا۔ اس میں طے زمان و مکان کے دونوں مسئلے عملی صورت میں ثابت کر کے دکھا دیئے اور میرے شبہ کا جواب عملی طور پر دے دیا

آپ نے فرمایا کہ حضرت صاحب کا معمول تھا کہ نماز ظہر سے عصر تک ہر روز سورۂ یٰسین پڑھا کرتے تھے۔ فرمایا، مجھ سے، آپ نے بیعت لی تو تین دن تک مجھ کو کوئی تاثیر معلوم نہیں ہوئی۔ بہت لوگ آپ کے حلقہ میں شامل ہوا کرتے اور مراقبہ میں بیٹھا کرتے تھے۔ مجھے خیال ہوا کہ ان سب کو تاثیر ہوتی ہے مجھے کیوں نہیں ہوتی۔ اسی خیال میں تھا کہ حضرت صاحب نے مجھ کو اپنے پاس بلا کر بٹھایا اور فرمایا کہ جس قدر لوگ تم دیکھتے ہو کسی کو بھی کوئی تاثیر نہیں ہوتی۔ یہ سب اپنے اپنے دینوی مطالب کے جویا ہیں۔ کسی کو اولاد کی خواہش ہے، کوئی عورت کو چاہتا ہے۔ کوئی دولت کا خواہاں ہے اور کوئی مقدمہ کی کامیابی کے واسطے آیا ہے۔ اپنے پیران عظام کی سنت پورا کرنیکی غرض سے عادت کے طور پر میں بھی ان کو لیکر بیٹھ جاتا ہوں۔ تیرے سوا ان میں خدا کا طالب کوئی نہیں۔ اس کے بعد میری طرف توجہ کر کے ''یا اللہ'' انگشت شہادت سے میرے دل پر لکھا۔ جب ''یا'' کے نیچے دو نقطے دیئے تو مجھے

معلوم ہوا کہ میرے دل سے لیکر پشت تک دو سوراخ ہو گئے ہیں۔ اور یہ معلوم ہوا ناک کی بجائے ان سوراخوں سے میرا دم آتا جاتا ہے۔ میری نیم بے ہوشی کی حالت تھی دوسروں کی باتیں سنتا تھا مگر خود نہیں بول سکتا تھا۔ مجھے معلوم ہوتا تھا کہ میں قریب المرگ ہوں۔ میری زندگی کا کوئی دم باقی ہے۔ اتنے میں آپ نے فرمایا کہ اس بچے کو میرے پاس سے اٹھا کر لے جاؤ ورنہ یہ مر جائیگا۔ مجھے دو آدمیوں نے پکڑ کر اسی مسجد میں ایک طرف بٹھا دیا۔ نہ کھاتا نہ پیتا تھا۔ نہ اٹھتا تھا نہ لیٹتا نہ سوتا۔ الغرض اسی طرح چودہ روز گزر گئے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اس لڑکے کو میرے پاس لاؤ۔ آپ نے ایک چھوٹا سا روٹی کا ٹکڑا، تھوڑا سا مکھن اور چھاچھ مجھے دی اور فرمایا کہ جا اس کو کھا لے۔ اس میں سے کسی اور کو مت دینا۔ میں نے اس کو اسی بے ہوشی کے حال میں پکڑ لیا۔ مگر میرا حال یہ تھا کہ چودہ دن تک کوئی چیز اندر نہ جانیکی وجہ سے حلق خشک ہو گیا تھا۔ میں سوچتا تھا کہ یہ میرے اندر کس طرح جائیں گے مگر آپ کے فرمان کی برکت سے میں نے پہلے مکھن کو منہ میں ڈالا تو وہ گلے سے اتر گیا۔ بمجرد اس کے اندر جانے سے مجھے محسوس ہوا کہ میرے وہ سوراخ جو سینے میں ہو گئے تھے تقریباً بند ہو گئے ہیں۔ اور سانس ناک کے راستے آنا جانا شروع ہو گیا ہے۔ اس کے بعد میں نے ایک دو گھونٹ چھاچھ کے پیئے اور مجھے معلوم ہوا کہ وہ سوراخ اور بھی بند ہو گئے ہیں۔ پھر میں نے ایک لقمہ روٹی کا منہ میں ڈالا۔ الغرض میں جوں جوں چھاچھ پیتا اور ٹکڑا کھاتا تھا، مجھے معلوم ہوتا تھا کہ سوراخ زیادہ بند ہوتے جاتے ہیں۔ اسی طرح روٹی اور چھاچھ ختم ہو جانے کے بعد وہ سوراخ بھی بند ہو گئے اور مجھے ہوش آ گئی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ تو آئندہ کبھی میرے سامنے نہ بیٹھنا۔ تیرا دل میری توجہ برداشت نہیں کر سکتا۔ جب تک حضرت صاحب اس کے بعد زندہ رہے میں کبھی آپ کے سامنے نہیں بیٹھا۔

فرمایا کہ حضرت صاحب نے ایک دن مجھے فرمایا کہ اور چیزوں کی اجازت تو میں دیتا ہوں مگر تین چیزوں کی اجازت تجھ کو میرے بعد ملے گی۔ درود کبیر اور قصیدہ غوثیہ۔ دلائل الخیرات کی اجازت تم کو مدینہ منورہ سے شیخ الدلائل دیں گے۔

فرمایا کہ تین دفعہ حضرت صاحب نے مجھے خواب میں فرمایا کہ توجہ کو کیوں نہیں جاتا۔ میں

تیسری دفعہ حج کے ارادے سے گھر سے نکلا اور تمام اثاثہ البیت فروخت کیا تو صرف اَسّی روپے وصول ہوئے۔ خیال پیدا ہوا کہ اِن اَسّی روپیہ سے تو میں پہنچ نہیں سکتا۔ اور کیا ان اَسّی روپے کے بھروسے پر حج کو جانا ہے۔ اسی خیال کے آتے ہی میں نے وہ سب روپے مسکینوں اور غریبوں کو بلا کر تقسیم کر دیئے اور اپنی بیوی کو ہمراہ لیکر گھر سے نکلا اُور دل میں عہد کر لیا اور قسم کھالی کہ اس راہ میں نہ تو کسی سے سوال کروں گا اور نہ اپنے ارادۂ حج سے کسی کو مطلع کرونگا۔ چنانچہ وہ میرا مالک مجھ کو بیوی سمیت بڑے آرام سے لے گیا اور حج وزیارت رسول اللہ ﷺ کے بعد میں گھر میں لے آیا۔ **الحمدللہ علی ذالک۔**

مدینہ منورہ میں شیخ الدلائل سے دلائل الخیرات کی اجازت حاصل کی۔ پھر پشاور جا کر حضرت جی صاحب کے صاحبزادوں کی نسبت دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آپ کہیں یاغستان میں رہتے ہیں۔ اور چھ ماہ کے بعد واپس آتے ہیں۔ اب چار ماہ کے بعد آئیں گے۔ رات کو خواب میں حضرت صاحب تشریف لائے اور مجھے تسلی دی کہ مت گھبراؤ، صاحبزادہ صاحب کل آجائیں گے۔ حالانکہ وہاں سے چار دن کے فاصلہ پر تھے۔ دوسرے دن دوپہر کو کیا دیکھتا ہوں کہ صاحبزادہ صاحب تشریف لے آئے ہیں۔ مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ میں چار دن کا سفر دو دن میں طے کر کے تمہاری خاطر آیا ہوں۔ حضرت صاحب نے مجھے خواب میں فرمایا تھا کہ ’’بہت جلدی پشاور جا کر درود کبیر کی اجازت حافظ نور محمد صاحب کو دو۔‘‘

اجازت دیکر آپ فوراً گھوڑے پر سوار ہوئے اور اپنے وطن یاغستان کو چلے گئے۔ درود کبیر میں علاوہ اور کلمات کے چوبیس ہزار مرتبہ کلمہ شریف کا پڑھنا ہوتا ہے۔ پشاور سے رخصت ہو کر حسن ابدال پہنچا۔ وہاں ایک مولوی صاحب سے دریافت کیا کہ کیا یہاں کوئی ’’قصیدہ غوثیہ‘‘ کا عامل ہے؟ انہوں نے کہا کہ تین کوس پیچھے رہ گیا ہے۔ صبح اٹھ کر واپس آ گیا تو اس بزرگ نے فرمایا کہ ’’آج رات آپ کے پیر صاحب نے مجھے خواب میں فرمایا تھا کہ ’’ہمارا ایک غلام آتا ہے اس کو قصیدہ غوثیہ کی اجازت دو‘‘ چنانچہ صبح سے اب تک آپ کے انتظار میں تھا اب آپ آ گئے ہیں، لو اپنی امانت سنبھالو‘‘۔

جو جو کرامات وخوارق عادت اس مضمون سے ظاہر ہوتی ہیں وہ تو حاجی صاحب کے چشم دید واقعات ہیں۔ اب اسی کے متعلق اپنا ایک چشم دید واقعہ فقیر بھی لکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب میری بارہ تیرہ سال کی عمر تھی تو میں اپنے حضرت قبلہ وکعبہ والد ماجد صاحب[۱۳] قدس سرہ، العزیز کے ہمراہ سفر میں جا رہا تھا کہ ایک جگہ جس کا نام بصرہ جالا تھا۔ زمیندار گنے کا رس نکال کر گڑ بنا رہے تھے۔ میں نے والد صاحب مرحوم کی خدمت میں عرض کیا کہ میں رس پینا چاہتا ہوں۔ آپ نے وہاں ٹھہر کر اپنے خادم کو چار پیسے دیکر زمینداروں کے پاس بھیجا کہ جاکر رس لے آئے۔ زمینداروں نے رس بیچنے سے انکار کر کے کہا کہ ہم نے یہاں کوئی دوکان لگا رکھی ہے ہم نہیں دیتے۔ اس نے اسی طرح حضرت شاہ صاحبؒ کی خدمت میں آ کر عرض کی تو جس جگہ حضرت قبلہ مرحوم کھڑے تھے، ان کے پاس ہی انہیں زمینداروں کی ایک عورت بیٹھی گائے کا دودھ دھو رہی تھی۔ آپ نے گائے کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ''اے گائے'' انہوں نے ہم کو رس نہیں دی تو ان کو دودھ نہ دے'' بمجرد اس کلام پاک کے گائے نے ایک لات ماری اور عورت کے ہاتھ سے وہ برتن گر کر ٹوٹ گیا۔ عورت خاموش ہو کر چلی گئی اور اپنے مردوں کے پاس جاکر سارا حال بیان کر دیا۔ چونکہ وہ پہلے واقعہ سے بےخبر تھی ان سے جا کر پوچھا کہ تم نے اس پیر مرد کو کیا کہا کہ انہوں نے گائے کو یوں کہا۔ گائے نے ایسی لات ماری کہ دودھ والا برتن ہی ٹوٹ گیا۔ یہ سنتے ہی وہ سب زمیندار حضرت قبلہ کے قدموں میں آ گرے اور عرض کرنے لگے کہ ''ہمیں معاف کیجئے، ہم سے غلطی ہو گئی۔'' اسی وقت وہ رس کے مٹکے اٹھا کر لے آئے۔ حضرت والد صاحبؒ نے فرمایا کہ اب تو ہم کو ایک قطرہ کے لئے بھی قسم ہے۔ اگر تم اس وقت قیمتاً تھوڑا سا بھی دے دیتے تو ہم لے لیتے۔ یہ فرما کر آپ تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آخیر دم تک حضرت والد صاحبؒ کی

۱۳۔ حضرت سید کریم شاہ کی ولادت باسعادت ۱۷۷۷ء میں علی پور سیداں میں ہوئی۔ آپ بہت بڑے ولی اللہ، صاحب کشف وکرامت اور سیف زبان بزرگ تھے۔ آپ نے حضرت امیر ملت قدس سرہ کی تربیت بڑے احسن انداز میں کی۔ آپ کی رحلت ۴ صفر ۱۳۲۰ھ/۱۳ مئی ۱۹۲۰ء بروز پیر ہوئی۔ اور علی پور سیداں کے بڑے قبرستان میں آخری آرام گاہ بنی جو مرجع خلائق ہے۔ (قصوری)

خدمت میں نہایت عقیدت کیساتھ سب گاؤں والے حاضر ہوتے رہے۔ فقط

وہاں (بہاولپور) چار دن تک قیام کیا اور اپنے سب اسلامی بھائیوں خصوصاً مولوی رحیم بخش صاحب فارن سیکرٹری، مولوی محمد الدین صاحب بی اے ڈائریکٹر تعلیم و مولوی عبدالرحمٰن صاحب مشیر مال و قاضی مہر الدین صاحب جج ریاست سے ملاقات نصیب ہوئی۔ ان سب کو اخلاقی حالت میں بہت اچھا پایا۔ یہ سب صاحب صوفی مشرب ہیں اور یہ وجہ تھی کہ خادم صوفیہ سمجھ کر زیادہ محبت کرتے رہے ہیں۔ جزاہم اللہ خیر الجزء۔ فقیر ان سب کی سعادتِ دارین کے واسطے دعا کرتا ہے۔ آمین ثم آمین۔

وہاں سے چل کر سکھر پہنچے۔ بہت سے یاران طریقت اسٹیشن پر جمع تھے۔ بابو شیر علی خاں صاحب کے مکان پر دو دن قیام کیا۔ مزارات اولیاء کی زیارت کی۔ ان میں سے حضرت خیر الدین صاحب قدس سرہ کا مزار شریف قابل تذکرہ ہے، جو فیض و برکت میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ سکھر میں خوبی قسمت سے حضرت عبدالغفور صاحب نقشبندی ساکن ہمایوں [14] کی بھی زیارت ہوگئی۔ آپ بڑے مجذوب ولی اللہ ہیں۔ جن پر یہ مصرع صادق آتا ہے۔

نہ سودائے خود شاں نہ پروائے کس نہ در کنج توحید شاں جائے کس

14۔ حضرت علامہ مولانا عبدالغفور ولد خلیفہ محمد یعقوب ہمایونی عالم، فاضل، عارف، مفتئ اعظم، عاشق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صاحب کرامت ولی کامل تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۶۱ھ میں ہوئی۔ پوری زندگی درس و تدریس اور افتاء میں گزری۔ آپ کے فتووں کا مجموعہ ''فتاویٰ ہمایونی'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ آپ ہمیشہ گوشہ نشین رہتے۔ اٹھنا بیٹھنا اور خلوت نشینی ایسے رنگ میں تھی کہ وقت کے اکابر صاحب سجادہ بھی آپکے فیض کے محتاج تھے۔ ۱۱ رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ/۱۹۱۸ء بروز جمعۃ المبارک وصال فرمایا اور والد گرامی کے پہلو میں ہمایوں شہر ضلع شکارپور (سندھ) میں مدفون ہوئے۔ (قصوری)

جو ہمیشہ اپنے استغراق کی حالت میں خاموش بیٹھے رہتے ہیں اور لوگوں سے بات چیت نہیں کرتے۔ جب فقیر ان کی خدمت میں اتفاقاً حاضر ہوا تو وہ وقت بعد نماز عصر تھا۔ آپ کمال عنایت ومہربانی سے کھڑے ہو کر فقیر کو ملے اور خلاف عادت فقیر کا نام، جائے سکونت وارادۂ سفر وغیرہ دریافت کیا۔ مگر افسوس کہ وہ فقیر کی خاموشی کا وقت تھا اس لئے ان کے سوالات کا جواب نہ دے سکا۔ ہاں میرے رفیق سفر نے ان کو جواب دے دیا۔ بہت خوش ہوئے اور فقیر کے حق میں بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائی۔ اور پھر مجھے بھی اپنے حق میں دعا کرنے کیلئے کہا۔ فقیر نے بھی ان کے فرمان کے مطابق ان کیلئے دعا کی۔ آپ دوسرے روز صبح کو اپنے وطن کی طرف تشریف لے گئے۔

پھر دوسرے روز ہم روہڑی گئے اور حضرت رسول مقبول ﷺ کے موئے مبارک کی زیارت کی جو ایک نعمت غیر مترقبہ تھی۔ یہ چوتھے موئے مبارک کی زیارت ہے جو فقیر کو نصیب ہوئی۔ الحمدللہ علی ذالک۔ پہلے اس سے ایک مرتبہ سرہند شریف میں، پھر بادشاہی مسجد لاہور میں، تیسرے سری نگر (کشمیر) مقام حضرت بل میں جو برلب ڈل واقع ہے۔

روہڑی شہر، سکھر سے دریا کے دوسری طرف واقع ہے۔ اس جگہ پنجاب کے پانچوں دریا اور دریائے سندھ تھوڑی سی جگہ میں مل کر گزرتے ہیں۔ دریا کے دوسرے کنارے پر شہر سکھر دور تک چلا گیا ہے۔ سکھر کا پل جس پر سے ریل گزرتی ہے۔ قابل دید ہے۔ یہ بغیر پیل پایوں کے معلق ہے۔ کہتے ہیں کہ انتالیس لاکھ روپیہ کی لاگت سے تیار کیا گیا ہے۔ وہاں سے شام کو ہمراہ عزیزی عبدالعزیز صاحب مینجر اخبار ''الحق''، حیدر آباد، حیدر آباد چلے آئے اور یہاں پر تین دن قیام کر کے کل کراچی روانہ ہوں گے۔

حیدر آباد سندھ بہت پرانا قابل دید شہر ہے۔ جو تین میل کے قریب لمبا دریا کے کنارے پر واقع ہے۔ یہاں کی آب وہوا بہت سرد ہے۔ آج کل دلائی (رضائی) کے بغیر رات کو گزارا نہیں ہوتا۔ کچھ روز سے یہاں پر ایک فقیر دریا پر رہتا ہے۔ جس کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ دریا کے پانی پر زمین کی طرح چلتا پھرتا ہے۔ بعض وقت پانی کے اندر گھس جاتا ہے۔ اور دو دو تین تین گھنٹہ تک غوطہ لگا

کر بیٹھا رہتا ہے۔اور کسی کی کچھ پروانہیں کرتا۔اگر کوئی بیمار وغیرہ آئے تو اس کو دھاگا دم کر کے دیتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آج فقیر بھی ان کی زیارت کے واسطے بمعہ اپنے رفیقوں کے جائیگا۔

روہڑی شریف کی مسجد کی دیواروں سے فقیر نے چند اشعار صوفیانہ مضمون کے نقل کئے ہیں وہ بھی بنا بر نفع عامہ درج کئے جاتے ہیں۔امید ہے کہ سلیم المذاق اصحاب ان کو اپنا دستور العمل بنادیں گے۔

ابیات

(۱)

باحق بادب باش وعبادت می ورز — باخلق برفق باش ونیکی می کن!
خوبی وبہی بہر کس وناکس کن — از اہل زمانہ خویش را درپس کن
کار ہمہ کس برآر از دست وزباں — وانگہ بنشیں وکامرانی می کن

(۲)

چرا خود را اسیر غم زفکر بیش وکم داری — کہ نگذارد ترا محتاج ایزد تا کہ دم داری
مشو بے دست و پا از مفلسی وبیکسی ہرگز — مگر نشنیدۂ بیدلؔ خدا داری چہ غم داری

(۳)

خوش است عمر دریغا کہ جاودانی نیست — بس اعتماد بریں پنج روز فانی نیست
اگر ممالک روئے زمیں بدست آری — بہائے دولت یکروزہ زندگانی نیست

(۴)

حال دنیا را بپر سیدم من از فرزانۂ — گفت یا باد است یا خاک است یا افسانہ
حال اور ا باز گو کہ دل بہ بند داندرو — گفت یا غول است یا دیو است یا دیوانۂ

(۵)

یاد داری کہ وقت زادن تو! | ہمہ خنداں بدند و تو گریاں!
پس چناں زی کہ وقت مردن تو | ہمہ گریاں بدند و تو خنداں!

(۶)

اے دل تو گہے بیاد رحمٰن شدی | وز کردۂ خویشتن پشیماں نشدی
صوفی و فقیہ و عالم و دانشمند | ایں جملہ شدی و لے مسلماں نشدی

(۷)

تا نیفتد بر تو مردے را نظر | از وجود خویش کے یابی خبر
متحد جان اند مردان خدا | جان گرگاں و سگاں باشد جدا

الراقم! جماعت علی عفی عنہ

(بنام الحاج قاری چوہدری محمد شہاب الدین صاحب خلیفہ مجاز بیگم بازار حیدر آباد، دکن۔انڈیا)

(حضرت قاری محمد شہاب الدین صاحب مرحوم و مغفور حضرت امیر ملت قدس سرہ کے اجل اور محبوب خلفاء میں سے تھے۔ موصوف کے نام حضرت قدس سرہ نے بے شمار خطوط لکھے۔ مگر افسوس کہ تلاش بسیار کے باوجود ہم حاصل نہیں کر سکے تاہم ''فیضان امیر ملت'' مصنفہ مرزا ذوالفقار علی بیگ مطبوعہ حیدر آباد دکن ۱۹۵۹ء صفحہ ۸۷ تا ۹۱ پر اقتباسات کی صورت میں ہمیں جو کچھ مل سکا وہ ترتیب دیکر پیش خدمت ہے۔ قصوری)

میسور

۸ نومبر ۱۹۳۱ء/ ۲۶ جمادی الآخرہ ۱۳۵۰ھ

''فقیر واپسی پر حیدر آباد ٹھہرنے کا وعدہ نہیں کرتا کیونکہ حیدر آباد کے مشائخ نے فقیر کے دل کو بہت صدمہ پہنچایا ہے۔ فقیر محض خالصتاً للہ دینی خدمت کرتا ہے اور اس کے اجر کی امید بھی اپنے مولا سے رکھتا ہے۔ فقیر کو کسی سے حسد، بخل اور عداوت بالکل نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ فقیر، اہل بیت کی تعظیم واجب سمجھتا ہے۔ اور وہ اہل بیت کی اہانت، بے ادبی و گستاخی واجب سمجھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کے دلوں میں بھی آل رسول ﷺ کی تعظیم و توقیر پیدا کر دے تو اسکی رحمت سے بعید نہیں کیونکہ اہل بیت کی تعظیم ایمان کی علامت ہے۔

بے حبّ اہل بیت عبادت حرام ہے
زاہد تری نماز کو میرا اسلام ہے

(۲)

علی پور سیّداں ضلع سیال کوٹ

جولائی ۱۹۳۳ء

''اگر آپ ہفتہ عشرہ کے بعد اپنی اور یاران طریقت کی صحت و عافیت سے مطلع فرماتے رہیں تو بعید از لطف نہ ہوگا۔ ؎ بر کریماں کارہا دشوار نیست

عزیزم! دنیا است روز چند، باقی کار با خداوند۔ حدیث شریف میں **الدنیا مزرعة الاخرة** وارد ہے۔ ہم نے جو کچھ کرنا ہے اس چند روزہ زندگی میں ہی عافیت کے واسطے سرمایہ جمع کرنا ہے۔ دنیا گذشتنی است وباہمہ کس ساختنی است۔ خداتعالیٰ فقیر کو اور آپ کو اپنی رضا اور اپنے حبیب ﷺ کی رضاجوئی کی توفیق اور نیک اعمال کی توفیق عنایت فرمائیں۔ آمین، ثم آمین۔ اور چند روزہ زندگی میں خلق ومحبت سے ہر ایک کیساتھ بسر کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔ ۔ ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد۔ فقط

(۳)

علی پور سیّداں ضلع سیال کوٹ

یکم ستمبر ۱۹۳۳ء/ ۱۱۔ جمادی اول ۱۳۵۲ھ

''اور آپ اہل عرب کی بدل وجان محبت سے اور اخلاص سے خدمت کیا کرو کیونکہ خداتعالیٰ اور اس کے حبیب حضرت ﷺ کے ہمسایہ ہیں۔ ان کی خدمت ہر ایک مومن پر واجب ہے۔ بحکم شرافۃ المکیں بالمکاں۔ اور آپ ہمیشہ اہل عرب کی خدمت غنیمت سمجھ کر کیا کریں اور دوسرے یاروں کو بھی اس کی تاکید کریں کیونکہ اہل عرب کی خدمت سعادت دارین کا ذریعہ ہے۔ خداتعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق بخشے، آمین ثم آمین''

(۴)

علی پور سیّداں ضلع سیال کوٹ

۱۴ جولائی ۱۹۳۶ء/ ۲۵ جمادی الاول ۱۳۵۸ھ

''آج کل اختلاج قلب کا دور دورہ ہے۔ اور آج سے پانچ دن قبل اعلیٰ حضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ، وسلطنتہ (میر عثمان علی خاں والئی حیدر آباد دکن) کا فقیر کی حیدر آباد میں طلبی کی نسبت تار آیا تھا کہ رجب کا مہینہ حیدر آباد میں گزاروں جس کا جواب اسی وقت فقیر نے تار میں دیا تھا۔ اس میں یہ لکھا تھا کہ فقیر اختلاج قلب سے بیمار ہے، ضعف بیحد ہے۔ حکیم وڈاکٹر کشمیر جانے کیلئے مجبور کر رہے ہیں۔ آئندہ آپ کی مرضی۔ اس کے بعد ان کا تار میں پھر جواب آیا کہ آپ آرام کریں، خداتعالیٰ آپ کو

صحت بخشیں گے تو آپ اس وقت آ سکتے ہیں۔ جس کا جواب فقیر نے تار میں دیا کہ آپ کی یاد آوری کا مشکور ہوں۔ خدا تعالیٰ آپ کا بول بالا کرے اور آپ کے دشمنوں کو ذلیل و خوار کرے۔ آمین یا رب العالمین۔

اور اس سال بفضل خدا پہلے سالوں کی نسبت اس مبارک سفرِ حج میں فقیر کی طبیعت بہت اچھی رہی۔ سارے ارکان بذاتِ خود ادا کرتا رہا۔ اس سارے سفر میں فقیر نے آپ کو فراموش نہیں کیا۔

سب کچھ ملا جو مل گئی اس در کی حاضری — گو ملک و مال، خویش و وطن سے جدا ہوا
قابل تھا نار کے مجھے جنت ہوئی نصیب — اس در کی حاضری سے میری قسمت بدل گئی
آنا جانا رہے مدینہ کا — سانس جب تک کہ آتا جاتا ہے (آمین)
مدینہ جاؤں پھر آؤں دوبارہ پھر جاؤں — تمام عمر اسی میں ہی تمام ہو جائے
کے بود یارب کہ رو در یثرب و بطحیٰ کنم — گاہ بہ مکہ منزل و گاہ در مدینہ جا کنم
تمنا ہے اب ان آنکھوں سے بیت اللہ کو دیکھوں — پھر اس کو دیکھ کر بیت رسول اللہ کو دیکھوں

اس سال حضرت آغا خلیل صاحبؒ (کلید بردار روضۂ رسولؐ) آپ کو بہت یاد فرماتے تھے کہ ان کو کیوں نہیں ساتھ لائے اور مجھے حضرت آغا خلیلؒ صاحب اور حضرت سیّد حمزہ رفاعیؒ صاحب نے بار بار فرمایا کہ تو آئندہ سال بھی ضرور آئیگا۔"

(۵)

علی پور سیّداں ضلع سیال کوٹ

۲۳۔ اپریل ۱۹۴۲ء / ۷ ربیع الثانی ۱۳۶۱ھ

آپ اور باقی سب یاروں کو اجازت ہے کہ آٹھواں پارہ چوتھا ربع دوسرا رکوع پہلی آیت شریف جو ان ربکم سے شروع ہو کر رب العالمین پر ختم ہوتی ہے۔ تین مرتبہ حصار کر لیا کریں اور اول و آخر درود شریف تین مرتبہ۔ چوبیس گھنٹے تک گولہ، بندوق کی گولی، بم کا گولہ، تلوار، نیزہ وغیرہ حصار کرنے والے کے جسم پر کوئی اثر نہ کریگا۔"

(٦)

علی پور سیّداں ضلع سیال کوٹ

جنوری ۱۹۴۷ء

آپ بھی ہر روز تین مرتبہ ''سورۃ تغابن'' با آواز بلند پڑھا کریں اور باقی جو لوگ قرآن مجید پڑھتے ہیں وہ بھی بلند آواز پڑھیں۔ آپ کو بھی اجازت ہے کہ جس مسلمان کو چاہیں اجازت دے دیں۔ نواب وحید الدین صاحب اور نواب ظہیر یار جنگ کو بھی اجازت دیں۔ تمام یاران طریقت کو اجازت دیں۔ میں نے حضرت صاحب قبلہ (والد گرامی حضرت امیر ملت ؒ، پیر سید کریم شاہ صاحب ؒ کی طرف اشارہ ہے۔ قصوری) سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ موت ٹل نہیں سکتی مگر اس سورۃ کے پڑھنے سے وبائی امراض سے آدمی محفوظ رہتا ہے اور دوا کیواسطے نرسی پانی میں گھس کر طاعون کے ورم پر لگا دیں۔ اسی طرح گھس کر مریض کو بھی پلا دیں اور آپ خود جا کر اگر مناسب سمجھیں، حضور نظام صاحب (میر عثمان علی خاں نظام دکن) خلد اللہ ملکہ کو بھی اجازت دیں۔

کامتی روڈ کوئٹہ (٧)

۲۳ شعبان ۱۳۶۶ھ/ ۱۳ جولائی ۱۹۴۷ء

''خانہ کعبہ میں داخل ہوتے وقت، پہلی نظر کعبہ پر پڑتے وقت بھی فتح و نصرت کی دعا کرو۔ اس وقت جو دعا کی جاتی ہے وہ مقبولیت کو پہنچتی ہے۔ الحمد اللہ کہ ابتک مدینہ فنڈ ا میں ایک لاکھ چھیاسٹھ ہزار روپے کی رقم جمع ہو کر تقسیم ہو چکی ہے۔ سڑسٹھواں ہزار شروع ہے۔

(٨)

علی پور سیّداں ضلع سیال کوٹ

۸ مئی ۱۹۴۸ء/ ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۶۷ھ

''اور پاکستان تو بن گیا مگر ارکان سلطنت اسلامی قانون جاری نہیں کرتے۔ بلکہ اسلام کے مخالف قانون کو ترقی دے رہے ہیں۔ چنانچہ شراب خانہ اور بازاری عورتوں کی گرم بازاری ہے، بے پردگی، شراب خوری پہلے کی نسبت کئی گنا ترقی کر گئی ہے ہم تو آپ [illegible]

بے پردگی سے بھی آگے بڑھ کر عورتوں کی فوج بنالی ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آج تک کبھی نہیں دیکھی سنی گئی۔ اب میں، پیر صاحب مانکی شریف (حضرت پیر محمد امین الحسنات رحمتہ اللہ علیہ) اور مولوی عبدالستار خاں صاحب نیازی (مجاہد ملت مولانا عبدالستار خاںؒ نیازی صدر جمعیت علماء پاکستان) تینوں شہر بہ شہر جلسے کر کے عام لوگوں کو خبردار کر رہے ہیں اور ان سے قسمیں اور عہد لے رہے ہیں کہ اسلامی قانون کا اجراء چاہیں نہ کہ موجودہ شیطانی قانون کا۔ چنانچہ سب لوگ باتفاق رائے اقرار کرتے ہیں کہ ہم سب اسلامی قانون چاہتے ہیں۔ فقیر نے کہہ دیا ہے کہ جہاں سب سے پہلا موافق و مددگار یہ فقیر تھا وہاں بصورت دیگر پہلا مخالف بھی یہی ہوگا۔"

(۹)

علی پور سیداں ضلع سیال کوٹ

۱۲/ستمبر ۱۹۴۸ء

" گزشتہ سو سال میں ایسی بارش کبھی نہیں ہوئی جیسی کہ اس دفعہ ہوئی ہے۔ آپ آج کل ہر ہفتہ اپنی، لواحقین کی، سب یاروں کی، حضور خلد اللہ ملکہ، وسلطنتہ، (نظام دکن میر عثمان علی خاں) اور نواب ظہیر یار جنگ صاحب کی خیریت و حالات سے مطلع کرتے رہا کریں تاکہ اطمینان رہے۔ فقیر نے کوئٹہ سے جو خط لکھا تھا اس کی اس بات کا جواب آپ نے کچھ نہیں دیا کہ حضور خلد اللہ ملکہ، نے فقیر کو حیدر آباد (دکن) بلانے کے بارے میں لکھا تھا اور اس کا جواب فقیر نے دے دیا تھا کہ راستہ مسدود اور مخدوش ہے۔ ریل کے ذریعے آ سکتا ہوں نہ ہوائی جہاز ہی جاتے ہیں۔ اصل مقصد دعا کرنا ہے۔ فقیر وہاں پہنچ کر بھی دعا کرتا سو یہاں سے دعا کرتا رہتا ہوں اور کرتا رہوں گا کہ خدا تعالیٰ ان کا بول بالا کرے اور ان کے دشمنوں کا منہ کالا کرے خدا تعالیٰ ہر معاملہ میں کامیابی عطا فرماتا رہے۔

---

۱ مدینہ فنڈ میں حضرت امیر ملت قدس سرہ، جو شاندار خدمات سر انجام دیں، تاریخ اسکی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ آپ نے بے پناہ روپیہ مدینہ شریف میں تقسیم کیا۔ آپ کی اس خدمت و اعانت کی قدر کرتے ہوئے سا کنان حرمین شریفین نے آپ کو "ابو العرب" کے لقب سے نوازا۔ (قصوری)

ابھی ابھی جناح صاحب (قائداعظم محمد علی جناحؒ) کی وفات حسرت آیات کی خبر سن کر جس قدر مجھے صدمہ ہوا وہ احاطہ تحریر و تقریر سے خارج ہے۔ خیر مرضیء مولا از ہمہ اولیٰ۔ اس وقت سارے پاکستان اور ہندوستان میں مرحوم و مغفور کا جانشیں کوئی نظر نہیں آتا۔ اس لیے فقیر کے خیال میں یہ بات آئی ہے کہ پاکستان والے۔۔۔۔۔۔۔"

(۱۰)

علی پور سیّداں ضلع سیال کوٹ

دسمبر ۱۹۴۹ء

" آپ آگے (پہلے) بھی کئی مرتبہ فقیر سے جدا ہوتے رہے ہیں مگر اس دفعہ کی جدائی پر جو صدمہ فقیر کو ہوا وہ بیان سے باہر ہے۔ خدا جانے اس میں کیا بھید ہے ؂۲۔ خدا تعالیٰ ہمیں اپنے فضل و کرم سے آئندہ سال بھی اسی طرح حرمین شریفین کی زیارت نصیب فرمائیں اور اس مرتبہ کا حج تو مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا خواب۔ ؂ خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا۔

کراچی سے خبر آئی کہ دو سیٹیں ہوائی جہاز میں خالی ہیں۔ فقیر نے ارادہ کیا تو اپنے بیگانہ نے شور ڈال دیا کہ یہ مردہ ہے بیٹھ اٹھ نہیں سکتا۔ چھ ہزار میل کا سفر کس طرح کرے گا۔ فقیر ان کو یہ جواب دیتا تھا جو لے جائیگا وہ طاقت بھی عطا فرمائے گا۔ چنانچہ وہ اپنے فضل و کرم سے مردہ کو لے گیا اور زندہ کر کے واپس لایا۔ فقیر کو ذرا تکلیف معلوم نہیں ہوئی۔ فقیر جس دن گھر سے گیا تھا اس دن کی نسبت اب کئی حصہ طاقت و قوت زیادہ ہے۔ الحمد اللہ علیٰ ذالک۔ ؂ برایں مژدہ گر جاں فشانم رواست۔ "فقط"

؂۲۔ حاجی قاری چوہدری محمد شہاب الدینؒ اس ملاقات کے بعد پھر کبھی حضرت امیر ملت قدس سرہ سے نہیں ملے۔ حیدر آباد دکن ہی میں رہے حضرت امیر ملتؒ نے نور باطن سے معلوم فرما کر یہ لطیف اشارہ فرمایا۔

(قصوری)

(۱۱)

علی پور سیداں ضلع سیال کوٹ

۲۱ جنوری۔۱۹۵۰ء

"قاری صاحب آپ کو اور حبیب میاں صاحب کو بھی مفصلہ ذیل وظائف کی اجازت دی جاتی ہے۔ زبان سے کہو "قبول کی"، اور شروع کرنے کے بعد پھر ساری عمر ناغہ نہ ہو۔ ان کی برکت سے تمام امور دینی و دنیاوی آسان ہو جائیں گے۔ **وھوا ھزا نبرا۔ اعوذ باالله** پوری ایک بار۔ **بسم الله الرحمن الرحیم**، ایک بار۔ **توبہ استغفار استغفرالله ربی من کل ذنب و اتوب الیه**۔ ایک سو بار۔ یہی وظیفہ عشاء کی نماز کے بعد اور فجر کی نماز سے پہلے دونوں وقت۔

وظیفہ نمبر ۲۔ اعوذ باللہ پوری ایک بار۔ **بسم الله** پوری، پھر قل شریف ایک سو بار یعنی **بسم الله** سو بار اور قل شریف بھی سو بار، یہ وظیفہ رات کو سوتے وقت بستر پر لیٹ کر سر قطب کی طرف، پیر دکن کی طرف اور منہ قبلہ شریف کی طرف کر کے پڑھیں۔ یہ دونوں وظیفے منگل کے دن گزرنے کے بعد بدھ کی رات کو شروع کریں۔

وظیفہ نمبر ۳۔ ختم خواجہ محمد معصوم صاحب رحمتہ اللہ علیہ عصر کی نماز کے بعد اول و آخر سو بار درود شریف اور آیۂ کریمہ، **لا الہ الا انت سبحانک ان کنت من الظلمین** ۔ پانچ سو مرتبہ۔ اس کا ثواب حضرت خواجہ محمد معصوم مجددی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کی روح پاک کو بخشیں اور دعائے حاجت مانگیں۔ یہ وظیفہ منگل کو عصر کی نماز کے بعد شروع کریں۔ سب وظائف وضو سے شروع کریں۔ اگر درمیان میں وضو ٹوٹ جائے تو مضائقہ نہیں اور درمیان میں کوئی گفتگو نہ کی جائے۔ ان تینوں وظیفوں کی سب یاروں کو اجازت دیں اور اپنے گھر کی مائی صاحبان کو بھی اور سلیم خاتون صاحبہ کو بھی اجازت دیں۔ اور بشیر النساء اور ان کی ہمشیرہ صاحبہ اور ان کی والدہ صاحبہ کو بھی ان تینوں وظیفوں کی اجازت ہے فقیر کی طرف سے۔ آپ سب صاحبان قبول کریں اور شروع کریں۔ سب کو ترکیب سمجھا دیں۔ اور ذہن نشین کرا دیں۔

برخوردار افضل پیر (حضرت امیر ملت قدس سرہ کے پڑپوتے حضور فخر ملت پیر سید محمد افضل حسین شاہ صاحب مدظلہ جو اس وقت سجادہ نشین ہیں۔ قصوری) نے تین پارے حفظ کر لئے ہیں اور اس کی عمر کا ساتواں سال ہے۔ انشاءاللہ رمضان شریف میں سارا قرآن شریف سنا دیں گے۔

مسجد کے مکمل ہونے کی آپ کو ہزار ہا مبارکباد۔

آفریں باد بریں ہمت مردانہ تو ایں کار از تو آید مرداں چنیں کنند

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں "ایمان دار وہی ہیں جو مسجدوں کو آباد کرتے ہیں"۔

(۱۲)

کھبل ڈاکخانہ تربیلا ضلع ہزارہ (یاغستان)

۱۳ جولائی ۱۹۵۰ء۔:

مجمع مکارم اخلاق عزیزم قاری صاحب زاد محبتکم ۔السلام علیکم رحمتہ اللہ و برکاتہ، طالب خیریت بخیریت ۔فقیر آج کل علاقہ یاغستان میں دریائے اٹک کے کنارہ پر مقیم ہے ۔رمضان شریف ہے۔ برخوردار انور حسین ۔۳ تراویح میں قرآن شریف سناتا ہے۔

صاحبزادہ محمد حسین ۴ کوہ مری میں، خادم حسین ۔۵ ایبٹ آباد میں اور اختر حسین ۶ لائل پور میں ہے

فقیر جب پہلی مرتبہ ادھر آیا تھا تو یہاں رہنے کو کوئی مکان نہ تھا۔ مسافروں کو سخت تکلیف ہوتی تھی ۔اس لیئے یہاں ایک مسافر خانہ، فقیر نے تعمیر کروایا ہے ۔اسکے چار کمرہ تین نیچے اور ایک بالاخانہ ۔اب جو مسافر یہاں آتے ہیں یہیں مقیم ہوتے ہیں اور فقیر کو دعا دیتے ہیں ۔اور فقیر بھی اب اسی مکان میں مقیم ہے ۔علی پور (سیّداں) کے خط سے معلوم ہوا کہ برخوردار افضل پیر، قرآن شریف سنا رہا ہے ۔الحمدللہ ذلک اللہ تعالیٰ اسکو عمر طبعی نصیب فرمائے اور دین متین کی خدمت کرنے کی اس کو توفیق بخشے ۔آمین ثم آمین۔

سب یاروں کو کہہ دیں کہ ہرگز ہرگز نہ گھبرائیں ۔فقیر دعا سے غافل نہیں ہے۔ آئندہ اختیار بدست مختار ہے۔"

۳۔ حضرت پیر سید انور حسین شاہ صاحبؒ، حضرت امیر ملت قدس سرہ کے فرزند اکبر حضرت سراج الملت پیر سید محمد حسین رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند اصغر تھے ۔آپ عالم، فاضل اور زاہد شب زندہ دار تھے ۔آپ کی رحلت ۱۴ ۔اکتوبر ۱۹۷۲ء کو ہوئی اور علی پور سیّداں شریف میں سپرد خاک ہوئے ۔(قصوری)

۴۔ حضرت صاحبزادہ محمد حسین شاہ صاحبؒ، حضرت امیر ملت قدس سرہ، کے خلف اکبر تھے ۔آپکی ولادت ۱۸۷۸ء میں ہوئی ۔آپ حافظ قرآن، قاری، عالم فاضل، پیر، ادیب خطیب اور حکیم ہونے کے علاوہ بہت بڑے مناظر بھی تھے ۔پابندی شریعت اور اتباع سنت میں عدیم نظیر تھے ۔عشق رسول ﷺ کی دولت والد ماجد سے ورثہ میں ملی تھی ۔آپ کی وفات حسرت آیات ۱۹۶۱ء میں ہوئی ۔(قصوری)

(۱۳)

علی پور سیّداں ضلع سیالکوٹ

۱۶/ستمبر ۱۹۵۰ء

''نواب ذوالفقار علی بیگ صاحب کبھی کبھی اپنی خیریت کا خط لکھتے تھے۔اب انکی طرف سے بھی صاف جواب ہے۔آپ نے لکھا ہے کہ ان کی صرف چالیس روپیہ پنشن ہوگئی ہے۔میری میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تنخواہ چار سو روپیہ اور پنشن چالیس روپیہ۔ان سے دریافت کر کے مفصل لکھیں اور انکو فقیر کی طرف سے السلام علیکم اور ان کے پاس شکائت کریں۔''

(۱۴)

علی پور سیّداں ضلع سیالکوٹ

۱۸/صفر المظفر ۱۳۷۰ھ/ ۲۹ نومبر ۱۹۵۰ء

''مدینہ منورہ کے سب یار و آشنا خصوصاً حضرت آغا صاحب خادم حضوری روضہ مطہرہ آپ کو بہت یاد فرماتے تھے۔اور آپ کے حق میں دعا فرماتے تھے آپ کو مبارک ہو اور آپ سب یاران طریقت آپس میں اتحاد رکھا کریں کیونکہ محبت اور اتحاد رحمانی صفت ہے۔حسد، بغض اور عداوت شیطانی صفت ہے۔اعاذنا اللہ منہ۔حضرت مولانا رومؒ فرماتے ہیں ؎

متحدہ اند مردان خدا   جان گرگاں و سگاں باشد جدا

اگر در خانہ کس است یک بس است۔''

۵۔ حضرت امیر ملتؒ کے منجھلے صاحبزادے سید خادم حسین شاہؒ کی ولادت ۱۸۸۲ء میں اور رحلت ۱۹۵۱ء میں ہوئی۔آپ بڑے عالم، فاضل، متقی اور پرہیز گار تھے۔بڑے وسیع الخلاق، خوش مزاج، بردبار اور اوصاف حسنہ سے آراستہ تھے۔سخاوت اور دریا دلی میں اپنی مثال آپ تھے۔(قصوری)

ذکر وفکر، مراقبہ، سحر خیزی، اتباع شریعت میں کوشش کرتے رہیں۔ مراقبہ کی سب یاروں کو تاکید کریں۔ مسجد کے نام یا کسی شخص کے نام کوئی جائیداد وقف کریں تو اس کی رجسٹری کروا کر اور اس کا قبضہ کروانے کے بعد اگر کوئی دعویٰ کرے تو وہ جائیداد اس کو واپس نہیں مل سکتی یعنی وارث کو۔ اور بغیر قبضہ وارث کو مل سکتی ہے۔"

۶ے پیر سید اختر حسین شاہ صاحبؒ، حضرت امیر ملت قدس سرہ کے محبوب پوتے اور سراج الملت پیر سید محمد حسین شاہ صاحب کے خلف اکبر تھے۔ آپکی ولادت ۱۹۱۱ء میں ہوئی۔ آپ بڑے متقی، پرہیزگار، بلند پایہ عالم دین اور کامل ولی اللہ تھے۔ زبردست خطیب اور انشا پرداز تھے۔ آپ کی وفات ۱۹۸۰ء میں ہوئی۔ (قصوری)

ے حضرت امیر ملت قدس سرہ کے مرید صادق نواب ذوالفقار علی بیگ صاحب آف حیدر آباد دکن محکمہ زراعت میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر تھے۔ ادیب اور شاعر تھے۔ ریٹائر ہو کر اپنے شب و روز یاد الٰہی، ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے پیرو مرشد کی محبت میں گزار کر ۱۹۹۳ء میں حیدر آباد میں آسودۂ خاک ہوئے (قصوری)

(بنام صوفیہ باندی صاحبہ سیکرٹریہ انجمن خادمات الصوفیہ قلعہ رہتک، انڈیا)

(۱)

علی پور سیداں ضلع سیال کوٹ

۶/ ذوالحجہ ۱۳۳۰ھ/ ۱۶ نومبر ۱۹۱۲ء

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علیٰ رسولہ نبینا محمد والہ و اصحابہ اجمعین۔ اما بعد

فقیر بڑی خوشی سے اس (انجمن کے قیام) کو منظور کرتا ہے۔ اور اس انجمن [1] کی ترقی اور برکت کے واسطے دعا کرتا ہے۔ اور کتاب ''نور محل'' کے چند اوراق پڑھ کر جس قدر فقیر کو فرحت حاصل ہوئی وہ احاطہ تحریر و تقریر سے خارج ہے۔ جس طرح جناب حافظ انور علی صاحب رہتکی ادام اللہ فیوضہم کے فیض و برکات کے انوار کی شعاعوں سے سینے منور ہوئے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان میں اور بھی ترقی بخشے۔ آمین ثم آمین۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

فقیر کے خیال میں ان مضامین متبرکہ کا شائع کرنا بہت ضروری ہے تاکہ دیگر مستورات خواندہ کو اپنے احوال و مواجید کو ترغیب و تحریص کی نیت سے لکھ کر شائع کرنا اور اس متبرک مجلس کا ممبر بنا از بس ضروری ہے۔

الراقم جماعت علی عفا اللہ عنہ

---

[1] حضرت حافظ انور علیؒ (ف ۱۹۲۰ء) کی صاحبزادی صوفیہ باندیؒ نے اپنے وطن رہتک (انڈیا) میں مستورات کو اذکار و اشغال تصوف کا شوق دلانے کے لیے ایک انجمن قائم کی تھی، اسکی اجازت حضرت امیر ملت قدس سرہ نے اس مکتوب میں مرحمت فرمائی ہے۔ پاکستان بننے کے بعد یہ زنانہ انجمن مکان نمبر ۳۰ بلاک نمبر ۱۹ سرگودھا میں قائم رہی۔ ۱۹۷۲ء میں حضرت صوفیہ باندی کا انتقال ہوا تو یہ انجمن بھی ٹوٹ گئی۔ (قصوری)

(۲)

علی پور سیّداں ضلع سیال کوٹ

۱۳/ جولائی ۱۹۲۰ء

عزیزہ ام سلمک اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، طالب خیریت، بخیر وعافیت۔

آپ کے دو تین وفات نامے پہنچے۔ جناب حافظ صاحب رحمتہ اللہ علیہ ۲ کے انتقال سے جس قدر فقیر کو صدمہ پہنچا وہ احاطہ تحریر سے خارج ہے۔ کیونکہ فقیر کو حافظ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے جس قدر محبت تھی اسکو میں جانتا ہوں یا میرا خدا۔ جس کا ادنیٰ ثبوت یہ ہے کہ ایک مرتبہ علی پور (سیّداں) کے جلسے میں فقیر نے اپنی عمر سے دس برس حافظ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو نذر کر دیے تھے، جواب تک پورے ہو چکے ہیں۔ اب سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں کہ ہم ان کے واسطے دعائے مغفرت کریں اور صبر سے کام لیں۔ آخر ہم ہر وقت ہر لحظہ مر رہے ہیں۔ یعنی جو دم گیا سو گیا۔

کشتگانِ خنجر تسلیم را ہر زماں از غیب جان دیگر است

کل نفس ذائقۃ الموت فرمان باری ہے۔

موت سے کس کو رستگاری ہے آج انکی کل ہماری باری ہے

فقیر دعوے سے کہتا ہے کہ آج روئے زمین پر حافظ صاحب رحمتہ اللہ علیہ جیسا عالم وصوفی

۲۔ یہ خط حضرت صوفیہ باندیؒ کے والد گرامی حضرت حافظ انور علی رہتکیؒ کی رحلت پر بصورت تعزیت نامہ لکھا گیا ہے۔ اس خط سے حضرت امیر ملتؒ اور حضرت حافظ صاحبؒ کے پُر خلوص تعلقات کا اظہار ہوتا ہے۔ نیز صوفیہ باندیؒ پر حضرت امیر ملتؒ کی بے پناہ شفقت کا بھی پتہ چلتا ہے۔ صوفیہ باندی صاحبہؒ بڑی عالمہ، فاضلہ اور ولیہ تھیں۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ سے والہانہ عقیدت رکھتی تھیں۔ جیسا کہ حاشیہ نمبر ۱ میں لکھا جا چکا ہے کہ موصوفیہ کی رحلت ۱۹۷۲ء میں سرگودھا میں ہوئی تھی۔ (قصوری)

دنیا میں نہ تھا۔ **اذامات العالم قمات العالم** ان ہی کی شان پر موزوں ہوتا ہے۔ آج ان مرحوم و مغفور جیسا وجود روئے زمین پر دستیاب ہونا محال ہے۔ فقیر انکی مغفرت کے واسطے جگر تھام کر دعا کرتا ہے۔ آپ بھی ہمیشہ انکی مغفرت کے واسطے دعا فرماتی رہا کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ فقیر ان کے چہلم پر بشرط صحت ضرور حاضر ہوگا۔ تسلی رکھیں اور اپنی والدہ صاحبہ کو بعد السلام علیکم تسلی دیں۔ فقیر ہر طرح حاضر ہے۔ برخوردار ذاکر علی صاحب ؎۳ کو داخل سلسلہ کیا گیا اور انکی ملازمت کے واسطے بھی فکر میں ہوں، اطمینان رکھیں۔ سب کو السلام علیکم بصد اشتیاق اور برخورداروں کو دیدہ بوسی و دعا۔

الراقم: جماعت علی عفا اللہ عنہ

(بنام شیخ عبدالغفور صاحب تحصیلدار۔ لاہور)

علی پور سیداں ضلع سیال کوٹ

۹/محرم ۱۳۳۴ھ

۱۷/نومبر ۱۹۱۵ء

مجمع مکارم اخلاق مخلصم شیخ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ طالب خیریت بخیریت۔

آپ کے محبت نامے پہنچتے رہے اور نہایت خورسندی و خورمی بخشتے رہے الحمد للہ کہ آپ بمع جمیع متعلقین بخیریت ہیں۔ فقیر اگرچہ خطوط کا جواب لکھنے میں بباعث عدیم الفرصتی و کاہلی مقصر ہے مگر

؎۳ حاجی ذاکر علیؒ کی ولادت ۲۰/ جون ۱۹۰۲ء کو حضرت حافظ انور علی رہتکیؒ کے ہاں ہوئی ہے۔ میٹرک کرنے کے بعد سرکاری ملازمت اختیار فرمالی۔ جون ۱۹۶۳ء میں ریٹائر ہوگئے۔ آپ نے ۱۹۲۰ء میں حضرت امیر ملتؒ کے دست اقدس پر بیعت کی اور ۱۹۴۸ء میں اجازت و خلافت سے نوازے گئے۔ آپ بڑے عابد و زاہد اور متقی بزرگ تھے۔ کراچی میں سلسلہ عالیہ کی تبلیغ و ترویج میں دن رات کوشاں رہے۔ تصنیف و تالیف کا بھی ذوق تھا۔ ۱۵/مئی ۱۹۷۹ء کو بحالت نماز کراچی میں رحلت فرمائی۔ (قصوری)

آپ یقین رکھیں کہ فقیر نے اس عزیز کو ہرگز ہرگز فراموش نہیں کیا۔ اگرچہ تمام عمر بھی فقیر خط نہ لکھے تو بھی آپ اپنے دل میں اس بات کا وہم وگمان نہ کریں کہ فقیر نے آپ کو فراموش کر دیا ہے۔ خدا تعالیٰ وہ دن نہ لائے کہ فقیر آپ کو فراموش کر دے۔ اور فقیر کی محبت کا ثبوت یہ ہے کہ جب آپ کا محبت نامہ ۴/ستمبر کو ۶ دن کیلئے لاہور پہنچنے کی بابت پہنچا تو فقیر باوجود شدت گرما کے کشمیر جنت نظیر سے رخصت ہو کر لاہور پہنچا تو معلوم ہوا کہ آپ کی رخصت منسوخ ہو گئی ہے۔ اس وقت دل کو جو صدمہ پہنچا وہ خدا ہی جانتا ہے۔

آپ یاد رکھیں کہ فقیر نے آپ کو فراموش نہیں کیا اگرچہ بظاہر دور ہوں مگر دل سے بہت نزدیک ہوں۔

در راہ عشق مرحلۂ قرب و بعد نیست
می بینمت عیاں و دعا می فرستمت

اب آپ نے ۲۵/ دسمبر کو فقیر کے قیام کا پتہ دریافت کیا ہے۔ معلوم نہیں کہ فقیر اس وقت کہاں ہو، آپ جانتے ہیں فقیر کی تو یہ حالت ہے کہ۔

ایک جا رہتے نہیں عاشق بدنام کہیں
دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں

آپ میری طرف سے جواب موصول نہ ہونے سے متاسف تو ضرور ہوتے ہوں گے مگر آپ بچشم دل دیکھیں تو جس وقت آپ کا محبت نامہ فقیر کے پاس پہنچتا ہے، اسی وقت آپ کو باطنی جواب مل جاتا ہے اور تعویزات مطلوبہ جلد آپ کے پاس پہنچ جائیں گے۔ فقیر آپ کے گھر لاہور میں گیا تھا۔ بڑے شیخ صاحب سے ملاقات بھی ہوئی تھی۔ شیخ عنائیت اللہ کی بیوی کی عیادت کی خاطر آپ کے محلہ میں جانا ہوا تھا۔

آپ ذکر، فکر، مراقبہ، سحر خیزی اور اتباع شریعت میں کوشاں رہا کریں اسی کی برکت سے سب دینی و دنیاوی مشکلات، آسان ہو جائیں گی۔ علی پور سیّداں تک ریل پہنچ گئی ہے۔ مال گاڑی بھی

جاری ہوگئی ہے فقیراب چورہ شریف میں عرس مبارک پر جو ۲۹/محرم کو ہوگا، حاضری کا ارادہ رکھتا ہے۔ بعدازاں کوہاٹ اور پشاور سے ہوکر لاہور پہنچے گا۔

آپ نماز فجر کی سنت وفرض کے درمیان ۱۴۱ مرتبہ سورہ الحمد شریف بمعہ بسم اللہ شریف اول و آخر درود شریف ۳ مرتبہ پڑھ کرآبِ دریا یا بارش کے پانی پر نئی مٹی کے برتن میں دم کر کے اپنے گھر کے آدمیوں کو اور جو کوئی بیمار ہوا کرے پلا دیا کریں، آپ کو اجازت ہے۔ اپنے گھر میں بعد السلام علیکم بصد اشتیاق ذکر، فکر، مراقبہ، سحر خیزی اور اتباع شریعت کی تاکید کریں اور عزیزی عبدالشکور صاحب ۱ اور ان کی اہلیہ کو السلام علیکم بصد اشتیاق۔

الراقم: جماعت علی عفی اللہ عنہ

(۲)

علی پور سیداں ضلع سیال کوٹ

۲۸/رمضان المبارک ۱۳۵۱ھ

۲۵/جنوری ۱۹۳۳ء

مجمع مکارم اخلاق مخلصم شیخ صاحب زاد محبتکم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ طالب خیریت بخیریت۔ آپکا محبت نامہ پہنچا۔ فقیر آپ کو ارادہ ءِ حج کی مبارکباد دیتا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ خوشخبری سناتا ہے کہ فقیر بھی آپ کا ہمسفر ہوگا۔ اور سب

---

۱ شیخ عبدالشکور صاحب، شیخ عبدالغفور صاحب کے صاحبزادے تھے۔ آپکی ولادت ۱۸۹۶ء میں قصور میں ہوئی۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد چار سال بعد تک مہاراجہ کپورتھلہ (انڈیا) کے سٹینو رہے۔ ۱۹۵۲ء میں بطور سپرنٹنڈنٹ لاہور سیکرٹریٹ سے ریٹائر ہوئے۔ حضرت امیر ملت سے بیعت تھے۔ علم وادب کے دلدادہ تھے۔ برصغیر کے نامور ادیبوں اور شاعروں سے مراسم تھے۔ ''سبزہ بیگانہ'' کے نام سے ان کا مجموعہ ءِ مضامین چھپ چکا ہے۔ یکم جون/۱۹۸۵ء کو لاہور میں رحلت ہوئی۔ (قصوری)

سے پہلا جو جہاز ۱۴/ فروری ۱۹۳۳ء کو روانہ ہوگا، اسی پر بعزم مدینہ منورہ سوار ہوگا۔ الحمد للہ۔

بریں مژدہ گر جاں فشانم رواست۔

آپ نے تحریر کیا تھا کہ میں عید کے بعد علی پور آؤں گا، اس لیے میں آپکی آمد کا انتظار کر رہا ہوں۔ مہربانی کر کے جلد آجائیں اور مجھے زیادہ دیر زحمت انتظار میں نہ رکھیں۔

گھر میں سب کو السلام علیکم۔ یاران طریقت و پرسان حال کو السلام علیکم۔

الراقم: جماعت علی عفا اللہ عنہ

(بنام بابو محمد امین صاحب بارک ماسٹر کوہاٹ)

(۱)

علی پور سیداں ضلع سیال کوٹ

۲۹ جنوری ۱۹۰۳ء

۲۹ شوال ۱۳۲۰ھ

مجمع مکارم اخلاق مخلصم بابو محمد امین صاحب زاد محبتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

من نمی گویم سمندر باش یا پروانہ باش　　گر خیال سوختن داری بیا مردانہ باش

فقیر تادم تحریر ہذا بفضل خداوندی خیر و عافیت سے ہے اور آپ کی خیریت و بہبودی دارین کے واسطے دعا کرتا ہے۔ آج ایک محبت نامہ آپ کا موصول ہوا۔ اس میں درج ہے کہ خط کئی بار لکھے جا چکے ہیں مگر فقیر نے جواب نہ دیا۔

مخلصِ من! فقیر کو یاد ہے کہ فقیر اکثر آپ کے محبت ناموں کے جواب باقاعدہ تحریر کرتا رہا ہے۔ شاید کسی ایک کے جواب میں بوجہ اس کے کہ فقیر سفر میں تھا، کوتاہی ہوگئی ہوگی۔ اور فقیر کی طرف سے جواب کا لکھا نہ جانا اس امر کی دلیل نہیں ہے کہ فقیر نے آپ کو فراموش کر دیا ہے۔ یا خدانخواستہ فقیر آپ سے ناراض ہے۔ بلکہ جواب کا لکھا نہ جانا کبھی تو اس وجہ سے ہوتا ہے کہ فقیر سفر میں ہو یا کبھی اس وجہ سے کہ بوجہ کسی کام کے فرصت نہ ہو۔ ورنہ فراموشی کی وجہ سے تو فقیر نے ہرگز سکوت اختیار نہیں کیا۔ آپ تسلی رکھیں اور ذکر، فکر، مراقبہ، سحر خیزی اور اتباع شریعت میں ساعی رہا کریں۔ فقیر دعا سے غافل نہیں ہے اور دنیاوی ترقی کے واسطے اپنے دل کو پراگندہ نہ رکھیں۔ جس **احسن الخالقین** نے آپ کو احسن تقویم میں پیدا کیا اور جس نے آسمان میں آپ کے رزق کا ذخیرہ تیار کیا اور جس نے کرامت کا تاج آپ کے سر پر رکھ کر آپ کو اشرف المخلوقات کا خطاب عطا فرمایا اور ہر ایک شے آپ کی خاطر پیدا کی، وہ کیا آپ کو اس حالت میں رکھ سکتا ہے جو اس کے نزدیک آپ کے واسطے مناسب نہ

ہو۔ آپ اس کے سابقہ انعام کا شکریہ ادا کئے جاویں اور آئندہ اس کی عنائیتوں کے امیدوار رہیں۔

آنکہ با دشمناں نظر دارد   دوستاں را کجا کند محروم

کے مضمون کو پیش نظر رکھیں اور دنیاوی فضول خیالات دور کرنے کا عمدہ ترین نسخہ کثرت استغفار ہے۔ اس کو آپ بھی معمول بنالیں اور اپنا حال تحریر کرتے رہا کریں۔

اصلی مقصود خلقتِ انسان کا ذکر الٰہی اور اظہار عبودیت ہے۔ جو آپ کا اور ہر ایک بشر کا فرض منصبی ہے۔ اس میں جس قدر کوتاہی ہو، اسی قدر بندہ کی نالائقی تصور ہوتی ہے، خواہ وہ بندہ کروڑوں روپے جمع کرلے یا سینکڑوں فرزندوں کا والد ہو جائے۔ اور اگر یاد الٰہی میں کمی نہ ہو تو پھر خواہ وہ ایک روپیہ بلکہ ایک پیسہ بھی پاس نہ رکھتا ہو اور زن و فرزند ان سے بھی اس کو حصہ نہ ہو، پھر بھی وہ خدا کا تابعدار اور شکرگزار بندہ کہلانے کا حقدار ہے۔ حکم الٰہی **لانسالک رزقا**۔ (کچھ ہم تم سے روزی نہیں مانگتے۔ سورۃ طٰہٰ، پارہ ۱۶۔ آیت ۱۳۲) اس پر گواہ عادل ہے۔

آپ بھی اپنے قلب کو ایسے ایسے خطرات سے جو ناشکری پیدا کریں صاف رکھ کر اس احکم الحاکمین کی خدمت گزاری کئے جاویں اور موت و حشر کا خیال کریں۔ جس قدر نعمتیں زیادہ تحویل میں ہوں گی، اسی قدر حساب بھی زیادہ اور سخت ہوگا اور خدا کا حساب سخت ہے۔ فقیر آپ کی دین و دنیا کی ترقی کیلئے دست بدعا ہے۔ آپ بھی فقیر کو فراموش نہ کریں اور شب بیداری میں سستی نہ کیا کریں۔ اس کی برکت سے دنیا و دین کے مقاصد حاصل ہو جائیں گے۔ حافظ ظفر علی پسروزی کی طرف سے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ برکاتہ

فقیر، لاہور سے واپس آرہا تھا کہ وزیرآباد کے ریلوے اسٹیشن پر آپ کے بھائی قطب الدین صاحب سے ملاقات ہوئی تھی بخیریت و عافیت تھے۔ تسلی رکھیں۔ حسام الدین صاحب کا آپ کو کیا فکر ہے۔ وہ اپنے اللہ کو یاد رکھیں اور صوم و صلوٰۃ کی پابندی رکھیں۔ خدا تعالیٰ ہی کارساز اور مسبب الاسباب ہے۔ آپ بھی ایسے فضول خیالات سے بچیں۔ بار بار لکھا جا چکا ہے کہ دل کو اس الجھن میں ڈالنا ضعف قلب کی دلیل ہے۔ ان جھگڑوں میں گرفتار رہنا گویا عمر کو ضائع کرنا ہے۔ آخر کار وہی ہوتا ہے جو اس قادر مطلق نے تجویز کر رکھا ہے۔ پھر اسیر غم رہنا کیا فائدہ

چرا خود را اسیر غم زفکر بیش و کم داری کہ نگزارد تر اهتاج ایزدتا کہ دم داری

امید ہے کہ آپ اس تحریر پر کار بند ہوں گے۔ اور یک رخہ ہو کر یادِ خدا کریں گے۔ سب یاران و پرسان حال کو السلام علیکم۔

الراقم: جماعت علی عفی عنہ

(۲)

لاہور

۲ جون ۱۹۰۳ء

مجمع مکارم اخلاق مخلصم بابو محمد امین صاحب زاد محبتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، فقیر بفضل خداوند ذوالجلال بخیر و عافیت ہے۔ اور آپ کی ترقی دارین کے واسطے ہر دم دعا کرتا ہے۔ فقیر آپ کے پاس سے روانہ ہو کر بخیر و عافیت تمام پہنچ گیا ہے۔ آپ کا محبت نامہ آیا تھا مگر چونکہ فقیر سفر میں تھا اس واسطے جواب میں توقف ہوا۔ آپ یادالٰہی اور اتباع شریعت میں ساعی رہیں۔ باقی ہم پیشہ یار لوگوں کی چھیڑ چھاڑ کی پروا ہرگز نہ کریں۔ اگر وہ آپ کو چھیڑتے ہیں تو واقعی برا کرتے ہیں۔ مگر انصاف شرط ہے کہ آپ صوفی ہو کر ایسی ایسی ناچیز باتوں پر انتقام کشی پر آمادہ ہیں۔ کیا اہل اللہ کے نزدیک انتقام کشی جائز ہے؟ اور پھر ایسی ایسی خفیف باتوں پر۔

صوفی کے دل کا وزن پہاڑ سے بھی زیادہ ہونا چاہیے۔ مخالف ہواؤں سے اس کو ہرگز جنبش نہ چاہیئے بلکہ دنیا داروں کی ہرزہ گوئیوں پر ہرگز خیال نہ کریں۔ اور خداوندِ کریم کی عنایات کا انتظار رکھیں۔ وہ کارساز اگر خوش ہے تو بیڑا پار ہے لیکن اگر خداوندِ عالم سے معاملہ درست نہ ہو اور مخلوق ساری خوش ہے تو کچھ بھی نہیں۔ آپ خیال خدا پر رکھیں اور ذکر، فکر، مراقبہ، سحر خیزی اور اتباع شریعت میں ساعی رہیں اور یاران طریقت کو ساتھ لیکر سب مل کر حلقہ کیا کریں۔ جملہ یاران و پرسان حال کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ، وتاکید مراقبہ۔

فقط الراقم: جماعت علی عفی عنہ

(۳)

علی پور سیّداں ضلع سیال کوٹ

۳۰ نومبر ۱۹۰۳ء

۱۰ رمضان المبارک ۱۳۲۰ھ

مجمع مکارم اخلاق مخلصم بابو محمد امین صاحب زاد محبتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ فقیر بخیریت ہے اور آپ کی خیریت کے واسطے دعا کرتا ہے۔ جب سے آپ کوہاٹ گئے ہیں، آپ کا صرف ایک محبت نامہ آیا ہے۔ بعد ازاں آج تک انتظار ہے، خداوند مانعش بخیر کرے۔ بابو صاحب یہ سکوت نہیں چاہیئے۔ ضرور وقتاً فوقتاً اپنے حالات سے فقیر کو اطلاع دیتے رہا کریں کیونکہ یہ ظاہری یاددہانی توجہء غائبانہ کا سبب ہوتی ہے۔ اور ذکر، فکر، مراقبہ، سحر خیزی اور اتباع شریعت میں ہرگز سستی نہ کریں۔ بلکہ جس قدر وقت آپ کا دفتر کے وقت سے بچے، اس کو خاص مراقبے کے واسطے وقف کر دیں۔ حتی الامکان اپنی ساری ہمت اور طاقت مراقبے ہی میں صرف کیا کریں اور اگر فقیر کی طرف سے جواب لکھنے میں دیر ہو جائے تو بھی آپ ہفتہ وار اپنا حال تحریر کرنے میں دیر نہ کیا کریں۔ تاکید ہے۔ اور جو اسباب جانماز وغیرہ وزیر آباد رہ گیا تھا وہ پہنچ گیا ہے۔

بابو عمر دین صاحب پسروری آپ کے پاس آگئے ہوں گے ان کی ملازمت یا ٹھیکے میں جس قدر کوشش ہو سکے، دریغ نہ کریں، بار بار تاکید ہے۔ ان کی حالت قابل رحم ہے۔ سب یاران و پرسان حال کو السلام علیکم۔ بابو عمر دین صاحب کو بھی السلام علیکم۔ ذکر، فکر، مراقبہ کی تاکید ہے۔ پسرور میں سب طرح خیریت ہے۔ حافظ ظفر علی پسروری کو السلام علیکم۔ میاں امام دین صاحب، محمد شفیع صاحب مختار احمد صاحب کو السلام علیکم۔ رمضان شریف کو غنیمت جان کر اس میں زاد آخرت مہیا کرنے کی کوشش کریں۔ اور خدا نے چاہا تو اس سال ضرور فقیر آپ کے پاس پہنچنے کی کوشش کریگا۔ تسلی رکھیں۔ فقط۔

فقط الراقم: جماعت علی عفی عنہ

(بنام چوہدری شاہ محمد صاحب ایڈووکیٹ جالندھر (مشرقی پنجاب) انڈیا)

بنگلور

۱۵/اگست ۱۹۰۷ء

مجمع مکارم اخلاق مخلصم چوہدری صاحب زاد محبتکم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ طالب خیرت بخیریت ۔آپ کا ایک محبت نامہ پہنچا۔ نہایت خورمی و خورسندی حاصل ہوئی۔ الحمدللہ کہ آپ نے بھی مدت مدیر کے بعد اس فقیر کو یاد کیا۔ جواب میں بباعث کاہلی اور ناسازی طبع کے تاخیر واقع ہوئی۔ مگر یہ یاد رکھیں کہ فقیر نے اس عزیز کو فراموش نہیں کیا۔ اگر چہ بظاہر آپ سے کئی ہزار میل کے فاصلے پر ہوں مگر دل سے بہت نزدیک ہوں۔

در راہ عشق مرحلۂ قرب و بعد نیست
می بینمت عیاں و دعا فرستمت

آپ کا مضمون رسالہ ''انوار الصوفیہ''[۱] میں پڑھ کر دل بہت خوش ہوا۔ اگر چہ مضمون مختصر تھا مگر تاہم بہت عمدہ تھا۔ امید ہے کہ آپ پھر بھی امتحان کے بعد مضامین لکھنے کیواسطے کوشش کر کے اپنے فیوض سے مخلوق خدا کو مستفیض فرمائیں گے۔ بر کریماں کارہا دشوار نیست!

جناب حافظ انور علی (رہتکی) صاحب نے ماسٹر کرم الٰہی صاحب بی اے وکیل کے مضمون کی بہت تعریف کی ہے اور آئندہ بھی مضامین نویسی کی نسبت تاکید کرتے ہیں۔ اور فقیر دعا کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کو امتحان دینی و دنیاوی میں کامیابی نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

فقیر نیلگردھی (علاقہ ریاست میسور) سے رخصت ہو کر معہ مولوی خیر شاہ (امرتسری) صاحب و حافظ ظفر علی (پسروری) صاحب پرسوں سے بنگلور میں وارد ہے۔ یہاں سے رخصت ہو کر مدراس، حیدر آباد دکن، بمبئی، احمد آباد، گجرات (کاٹھیاوار) دہلی، رہتک وغیرہ شہروں میں قیام کرتے ہوئے ۸ یا

۱۔ چوہدری شاہ محمد ایڈووکیٹ ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' سیال کوٹ میں اکثر و بیشتر مضامین لکھتے رہتے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد فیصل آباد (لائل پور) تشریف لا کر وکالت کرتے رہے۔ ۸۔ اکتوبر ۱۹۵۰ء کو فیصل آباد میں ہی رحلت کی۔ (قصوری)

۹ ستمبر کو لاہور پہنچیں گے اور پھر وہاں سے سیدھا علی پور (سیّداں) جاویں گے کیونکہ وہاں پر ۱۳ ستمبر کو والدہ صاحبہ مرحومہ مغفورہ کا ختم شریف ہے۔ جس پر حاضری ضروری ہے ورنہ اس ملک (علاقہ) میں ابھی قیام کرنے کی بہت ضرورت ہے۔

نیلگڑھی میں قریباً تمام لوگ مرد وعورت داخل طریق ہو گئے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔ اور آپ ذکر، فکر، مراقبہ، سحر خیزی، اتباع شریعت میں کوشش کرتے رہا کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے سب مشکلات دینی و دنیاوی آسان ہو جائیں گی۔ اور آپ علی پور سیّداں فقیر کے ہمراہ جانے کیواسطے لاہور میں تیار رہیں۔ اور امتحان کی کامیابی کے واسطے ''یا حافظ'' یک صد مرتبہ ہر روز پڑھا کریں۔ اول و آخر درود شریف تین مرتبہ پڑھ لیا کریں۔

سب یاران طریقت و پرسان حال کو السلام علیکم اور بمبئی کی جو چیز مطلوب ہو، ''قاضی محلہ جدید، خواجہ حسن شاہ، عبدالغنی صاحبان'' کی معرفت تحریر فرمائیں۔

الراقم جماعت علی عفی عنہ

(بنام سیٹھ علی محمد صاحب بنگلور، انڈیا)

میسور

۱۹۲۰ء (تاریخ وماہ نامعلوم)

مجمع مکارم اخلاق مخلصم سیٹھ صاحب! زاد محبتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ طالب خیرت بخیریت۔ آپ کے چلے جانے کے بعد حضرت پیر صاحب بغدادی بے خبری کے عالم میں موسیٰ سیٹھ کی غلطی کے باعث ہندو ہوٹل میں تشریف فرما ہوئے۔ ان کی تشریف آوری کی خبر سن کر فوراً فقیر معہ یاران طریقت ومحمد سیٹھ صاحب حاضر خدمت ہوا اور رات کی دعوت دی۔ آپ نے بڑی خوشی سے قبول فرمائی۔ رات کو خود تشریف فرما کر تناول ماحضر سے شرف بخشا۔ صبح سیٹھ محمد صاحب اور رات کو عثمان سیٹھ نے دعوت دی۔ آج صبح آپ ''سی سمندر'' تشریف لے گئے ہیں۔ وہاں بھی نواب صاحب ۲ کی بیٹی کو دعوت اور بنگلہ کے انتظام کیلئے تار سے اطلاع دی گئی ہے۔ امید ہے کہ وہ خدمت گزاری کے علاوہ آپکو خوب سیر وسیاحت ومعائنہ کرادیں گے۔

۱۔ جن دنوں یہ خط لکھا گیا ان دنوں قاضی عبدالغفار نامی اور اس کے ایک ساتھی پیر بھڑ والا نامی نے مل کر حضرت امیر ملتؒ کے خلاف ایک محاذ قائم کیا تھا جو مثل سازشہائے ابوجہل بالکل ناکام رہا۔ یہ دونوں حضرت امیر ملتؒ کے روز افزوں روحانی اقتدار سے بہت جلتے بھنتے تھے۔ اسی دوران حضرت امیر ملتؒ کے ایک مرید باصفا کا انتقال ہوا تو قاضی مذکور نے حضرتؒ کو قبرستان میں نماز جنازہ پڑھنے سے روک دیا تھا۔ حاجی عثمان سیٹھ بنگلوری جس کا ذکر اس خط میں ہے وہ قاضی عبدالغفار اور پیر بھڑ والا کے اشاروں پر ناچنے والا بنگلور کا ایک دولت مند تاجر تھا اور مقامی خلافت کمیٹی کا صدر۔ قاضی، پیر اور یہ سیٹھ تینوں اپنے آپ کو سلسلہ قادریہ سے منسلک بتاتے تھے۔

یہ خط سادات، مشائخ اور علماء کرام کی تعظیم کا سبق دیتا ہے۔ ان کی توہین تو کیا بلکہ ان سے صرف لاپرواہی بھی ایک جرم ثابت کرتا ہے۔ جو مستوجب سزائے قہار ہے۔ چنانچہ اس واقعہ کے چند یوم بعد قاضی عبدالغفار فوت ہوگیا۔ اس کا لڑکا پاگل ہو کر مر گیا۔ اور تمام خاندان مٹ گیا بلکہ کوئی وارث

آج صبح رخصت کیوقت بڑے بازار کے تمام اہل اسلام نے جناب حضرت صاحب کے گلے مبارک میں ہار ڈالے اور فقیر اور چند یاران ومحمد سیٹھ صاحب بہت دور تک الوداع کرنے کیلئے ہمراہ گئے تھے۔ مگر آج صبح سے میرے دل کو سخت صدمہ ہے، جب میں نے سنا ہے کہ لشکر بنگلور میں جناب قبلہ عالم کی کوئی تعظیم وتکریم نہیں کی گئی۔ افسوس صد افسوس کہ ایک کافرہ عورت نائیڈو (مشہور کانگری لیڈر مسز سروجنی نائیڈو) بنگلور لشکر میں وارد ہو تو اس کی تعظیم وتکریم کے واسطے تو تمام اہل اسلام حتیٰ کہ عالم، صوفی، قاضی، مولوی بھی اسٹیشن پر جاویں، اس کا جلوس نکالیں اور اس کے جلسہ میں سر تسلیم خم کرکے تمام بکواس اسلام کے خلاف سن کر ایک حرف بھی اس کے خلاف نہ کہیں۔ یہاں تک کہ وہ مکہ شریف و مدینہ شریف پر گنگا جانے کو افضل کہے اور یہ سب کے سب چپ سنتے رہیں اور ایک آل رسولؐ، حضرت غوث الثقلین جناب پیران پیر قدس اللہ سرہ، کے سچے فرزند و جانشین صحیح النسب، نجیب الطرفین شریف البنین اور وارث عالم، فاضل تبحر، صوفی بزرگ، محدث، مفسر، بنگلوریوں کی بدقسمتی سے خاص بغداد شریف سے اس کفرستان میں تشریف فرما ہوں تو ان کی تشریف آوری کی کسی مسلمان کو خبر نہ کی جاوے۔

؎ گر ہمیں مکتب وہمیں ملا — کارِ طفلاں تمام خواہد شد

مجھے تو خطرہ ہے کہ کہیں لشکر بنگلور پر اس بے ادبی کے باعث قہر خدا نہ نازل ہو جائے۔ مقبولان الٰہی نہیں بلکہ محبوبان الٰہی کا کسی جگہ سے ناراض ہو کر جانا یہ کچھ تھوڑا غضب الٰہی نہیں ہے۔ انہوں نے ان کو بھی فقیر پر ہی قیاس کرلیا ہوگا۔ کہ اس پردیسی کو ہم چودہ سال سے تکلیف پہنچا

باقی نہ رہا۔ "مر گیا مردود نہ فاتحہ نہ درود" پیر بھڑ والا کے اکثر مرید باغی ہو گئے اور وہ بنگلور کے اسی قبرستان میں ایک جھونپڑی میں ذلیل زندگی بسر کر کے مر گیا۔ لاکھوں روپے کی جائیداد کا مالک عثمان سیٹھ، نادار، مفلس اور محتاج ہو کر دنیا سے رخصت ہوا۔ اور یوں اس خط میں حضرت امیر ملتؒ کی آخری سطور کی پیشگوئی پوری ہوگئی۔ (قصوری)

؎ ۲۔ حضرت امیر ملت کے مرید صادق نواب نظام الدین علی خاں میسوری کا داماد جو امریکہ سے تعلیم یافتہ تھا وہاں بجلی گھر کا انجینئر تھا۔ (قصوری)

رہے ہیں۔ فقیر کو ان سے کیا نسبت، وہ شہنشاہ ہیں ان کی ناراضی ضرور رنگ لائے گی۔

علاوہ ازیں میں نے سنا ہے، معلوم نہیں صحیح ہے یا غلط کہ آپ کے حاجی عثمان سیٹھ صاحب ان کے دادا ادام اللہ فیوضھم کے مرید ہیں۔ ایک آل رسولؐ، خادم خلافت کو تو وہ مسجد میں نہیں قبرستان میں بھی جنازہ کی نماز نہیں پڑھنے دیتے اور معتبر خبر سنی ہے کہ وہ اس نماز سے روکنے پر فخر بھی کر رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو جزا دے، آمین، اور انشاء اللہ تعالیٰ ضرور دیگا۔

سب یاران طریقت و پرسان حال اور گھر میں سب کو السلام علیکم۔ آپ کے اور سیٹھ نور محمد صاحب کے بچوں کو دیدہ بوسی اور دعا۔

الراقم: جماعت علی عفا اللہ عنہ

(بنام جملہ یاران طریقت اسلامیہ جمہوریہ پاکستان و بھارت)

علی پور سیداں ضلع سیال کوٹ

فروری ۱۹۵۰ء [1]

مجمع مکارم اخلاق مخلصم جملہ یاران طریقت!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ رسالہ ''لمعات الصوفیہ'' زیرادارت ملک عبدالعزیز صاحب سیال کوٹ سے ماہ اکتوبر ۱۹۴۹ء کو جاری ہوا ہے۔ فقیر نے سفر حج بیت اللہ شریف وزیارت روضۂ اقدس حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فارغ ہونے کے بعد علی پور (سیداں) میں پہنچکر ماہ دسمبر ۱۹۴۹ء کا رسالہ دیکھا اور کچھ مضامین بھی سنے۔ الحمدللہ کہ رسالہ مذکور فقیر کی حسب منشا نہایت اعلیٰ مضامین سے منور ہے۔ رسالہ مذکور کو فقیر نے اپنی سرپرستی میں لے لیا ہے۔ رسالہ مذکور کی نسبت فقیر جملہ اہل اسلام کو عموماً اور یاران طریقت کو خصوصاً تاکید کرتا ہے کہ اس کی خریداری اور اشاعت وطباعت میں ہر طرح سے قلمی ودرمی امداد کر کے فقیر کی خوشنودی حاصل کریں۔

یہ ہی ایک رسالہ ہے جس کے ساتھ فقیر کا تعلق اور محبت ہے۔ فقیر دعا کرتا ہے کہ خداوند کریم رسالہ کو درخشندہ فرما کر کارکنان رسالہ کو ہمت وکامرانی عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین۔ یا مولا کریم۔

الراقم: امیر ملت فقیر جماعت علی عفاء اللہ عنہ

---

[1] حضرت امیر ملت قدس سرہ کا یہ مکتوب گرامی فروری ۱۹۵۰ء کے ماہنامہ ''لمعات الصوفیہ'' سیال کوٹ میں شائع ہوا تھا۔ ملک عبدالعزیز سیالکوٹی (ف ۱۹۵۸ء) نے یہ رسالہ بڑی محنت وکاوش سے جاری کیا تھا۔ اس کے مضامین ندرت وتنوع کے لحاظ سے بڑی اہمیت کے حامل تھے۔ مگر افسوس کہ یہ رسالہ جلد ہی دم توڑ گیا۔ حضرت اقدس کے اس گرامی نامہ کی تاریخ تحریر معلوم نہیں ہوسکی۔ (قصوری)

(بنام بابو غلام حسین صاحب کوہاٹ صوبہ سرحد)

(1)

کرک (انڈیا)

۱۲ ستمبر ۱۹۲۲ء

مجمع مکارم اخلاق مخلصم بابو غلام حسین صاحب وجمیع یاران طریقت کوہاٹ زاد اللہ مجدکم،

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ ۔ طالب خیریت بخیریت ۔ فقیر عرس شریف کے بعد کلکتہ کے یارانِ طریقت کے اصرار کے باعث قرعہ ڈالنے کے بعد دار جیلنگ کا قرعہ نکلنے پر دار جیلنگ پہنچا۔ وہاں رمضان شریف بخیر وخوبی گزار کر حیدرآباد دکن کے یاروں کی درخواست پر کلکتہ سے سیدھا دو رات دن میں براہ ریل حیدرآباد پہنچا۔ وہاں پر پچیس دن گزار کر میسور اور بنگلور کے دو ڈیپوٹیشن آ جانے کے بعد بنگلور پہنچا۔ پندرہ دن وہاں گزار کر میسور پہنچا، ایک مہینہ وہاں قیام کرنے کے بعد نیل گڑھی کے ڈیپوٹیشن آ جانے کے باعث بسواری موٹر نیل گڑھی پہنچا۔ جو وہاں سے ایک سو میل کے فاصلے پر ہے۔ پندرہ دن وہاں گزار کر ملک لیا بیتوں کی درخواست پر جہاں فقیر پہلے کبھی نہیں گیا تھا۔ اس ملک (علاقہ) میں پہنچا۔ پندرہ دن وہاں پر گزار کر براہ ریل بنگلور میں دو دن ٹھہر کر بسواری موٹر میسور پہنچا۔ پانچ دن وہاں قیام کر کے ملک کرک والوں کی درخواست پر بسواری موٹر یہاں پہنچا۔ جہاں پانچ دن سے وارد ہوں اور پھر یہاں سے بلکنڈ، مرکارہ، اور میسور میں چند دن گزار کر سیدھا علی پور (سیداں) انشاء اللہ پہنچنے کا ارادہ ہے۔

افسوس کہ اس سال فقیر دربار شریف میں عرس شریف پر حاضر نہیں ہو سکا۔ سب یاروں کو بعد السلام علیکم بصد اشتیاق اطلاع کر دیں۔ وجہ یہ تھی کہ اس سال مخالفین ومعاندین وغیرہ نے میرے خلاف ہزارہا کی تعداد میں اشتہارات وغیرہ تقسیم کئے تھے۔ اگر فقیر چلا آتا تو دشمن خوش ہوتے۔ اور طریقہء حضراتِ خواجگان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی بدنامی ہوتی اور تبلیغ دین پوری نہ ہوتی۔ اور دشمنان دین کا داؤ چل جاتا، اس واسطے فقیر حاضری سے محروم رہا۔ انشاء اللہ تعالیٰ میسور کا الوداعی جلسہ ہو جانے کے بعد راہ میں کسی جگہ ٹھہرنے کا قصد نہیں۔ **والعلم عنداللہ** (اور علم اللہ کے ہاں ہے)

آپ کی رپورٹ دربارۂ حلقہ یارانِ کوہاٹ پہنچتی رہی۔ اس کو پڑھ کر دل بہت خوش ہوتا رہا۔ الحمد للہ علی ذلک۔ سوائے کوہاٹ کے تمام ہندوستان میں اور کسی جگہ اتنی تعداد میں یارانِ طریقت جمع نہیں ہوتے۔ خداتعالیٰ آپ لوگوں کی محبت وہمت میں اور بھی زیادہ برکت بخشے۔ آمین ثم آمین، فقیر کوہاٹی یاروں پر جس قدر خوش ہے، اور کسی جگہ کے یاروں پر اتنا نہیں۔ فقیر غائبانہ بھی اُن کی سعادت دارین کے واسطے دعا کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اُن کو اور سب یارانِ طریقت کو اپنی محبت میں مستغرق فرمائے اور دنیا میں کسی کا محتاج نہ فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

اس سال آپ کی ملاقات نہ ہونے کا جو صدمہ فقیر کے دل پر ہے، وہ احاطۂ تحریر وتقریر سے خارج ہے۔ آپ سب یارانِ طریقت کو تاکید کریں، کہ وہ ذکر وفکر مراقبہ، سحر خیزی، اتباعِ شریعت میں کوشش کرتے رہا کریں۔ اسکی برکت سے سب مشکلات دینی ودینوی آسان ہوجائینگی۔

یہ ملک (علاقہ کڑک) ایسا آباد ہے کہ تمام دنیا میں کوئی ملک ایسا آباد نہیں۔ یہاں چار مہینے برابر بارش ہوتی رہتی ہے اور تمام ملک قدرتی گلزار ہے۔ ہر سال ایک سو ساٹھ انچ بارش ہوتی ہے۔ آپ اس سے اس ملک کی آبادی کا قیاس کرلیں کہ اس کی سرسبزی وآبادی کے سامنے کشمیر بھی کچھ نہیں۔ یہ ملک، پنجاب سے تین ہزار میل کے فاصلے پر ہے اور سات دن میں یہاں سے پنجاب میں ریل پہنچتی ہے۔

سب یارانِ طریقت وپرسان حال کو السلام علیکم بصد اشتیاق۔

؎ ہر کہ باشد ز حال ما پرساں — یک بیک را سلام ما برساں

فقط الراقم جماعت علی عفا اللہ عنہ

(بنام خانصاحب چوہدری حاجی غلام جیلانی ڈپٹی کلکٹر قصبہ شام چوراسی ضلع ہوشیار پور (انڈیا)

(۱)

مخلصم خان صاحب زاد محبتکم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ طالب خریت بخیریت۔ آپ ہرگز نہ گھبرائیں ''سانچ کو آنچ نہیں''، مثل مشہور ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو کامیابی نصیب فرمائے، آمین ثم آمین۔

جماعت علی عفا اللہ عنہ

(۲)

علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ

۱۸۔ شعبان ۱۳۴۸۔ ۱۹۔ جنوری ۱۹۳۰ء

مجمع مکارم اخلاق خانصاحب زاد محبتکم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، ۔ طالب خریت بخیریت۔ فقیر سات مہینے کے بعد سفر سے علی پور پہنچا ہے۔ الحمد للہ کہ یہاں سب طرح سے خیریت ہے۔ فقیر اس سے پہلے بھی آپ کو محبت نامہ دستی ارسال کر چکا ہے۔ اُمید ہے کہ دستیاب ہوا ہوگا۔ آپکی گھبراہٹ معلوم کر کے فقیر کے دل کو صدمہ پہنچا۔ خداوند تعالیٰ آپ کی گھبراہٹ دور کر کے آپ کے دل کو اطمینان نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ کیا آپ نے یہ مقولہ کبھی نہیں سنا، (دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است) اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات پر توکل کر کے آپ گھبراہٹ کو دل سے دور کر دیں۔ اور اسکی رحمت کاملہ سے مایوس نہ ہوں۔

خدا خود میر سامان است ارباب توکل را۔

ہفتہ وار اپنی کیفیت سے مطلع فرماتے رہا کریں تاکہ تسلی ہوا کرے، اور نماز عصر کے بعد ۵۰۰ مرتبہ آئینہ کریمہ **لاالہ الاانت سبحانک انی کنت من الظالمین** اول و آخر درود شریف ایک سو مرتبہ پڑھ کر اس کا ثواب حضرت خواجہ محمد معصوم مجددی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کی روح کو مبارک کو بخش کر اپنی حل مشکل کے واسطے دعا مانگا کریں۔ اور **یاحافظ** ایک سو مرتبہ ہر نماز کے بعد

پڑھا کریں۔ اول و آخر درود شریف ۳ مرتبہ۔

ذکر، فکر، مراقبہ، سحر خیزی اور اتباع شریعت میں کوشش کرتے رہا کریں۔ اس کی برکت سے سب مشکلات دینی و دنیوی آسان ہو جائیں گی۔ اور آپ کا فرستادہ منی آرڈر پہنچ گیا ہے۔ آپ تسلی رکھیں۔ حضرت خواجہ نقشبند صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی روح مبارک کیواسطے کچھ نذر مقرر کر دیں اور بعد ازاں ادا کر دیں۔ گھر میں سبکو السلام علیکم بصد اشتیاق۔ انشاء اللہ تعالیٰ اب دو مہینے تک بشرط صحت فقیر گھر میں رہے گا۔ کسی جگہ باہر جانے کا قصد نہیں۔

الراقم جماعت علی عفا اللہ عنہ[1]

---

[1] یہ دونوں مکتوبات شریف ہم نے ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' سیال کوٹ بابت ماہ فروری ۱۹۴۲ صفحہ ۱۲، ۱۳ سے من وعن نقل کیئے ہیں۔ پہلے خط میں جائے تحریر اور تاریخ درج نہیں ہے۔ دوسرے خط میں پہلے خط کا ذکر ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے، کہ وہ جلدی میں لکھ کر دستی روانہ کیا گیا ہے۔ بدیں وجہ مقام تحریر اور تاریخ درج نہیں کی جا سکی۔ (قصوری)

نوٹ! یہ دونوں مکتوبات حاجی غلام جیلانی صاحب کی ملازمت کے دوران لکھے گئے ہیں۔ حاجی صاحب نے اپنی ریٹائرمنٹ کے بعد ان خطوط کو ماہنامہ ''انوار الصوفیہ'' سیال کوٹ میں بغرض اشاعت ارسال کیا تھا۔ (قصوری)

(بنام میر محمد وزیر خاں صاحب لہڑوی،[1] لہڑہ (بلوچستان)

(۱)

علی پور سیّداں ضلع سیال کوٹ

تاریخ ندارد

مجمع مکارم اخلاق مخلصم میر صاحب زاد محبتکم

وعلیکم السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔ طالب خیریت بخیریت، محبت نامہ پہنچا۔ خیریت کا پڑھ کر خوشی ہوئی۔ آپ مولوی رکن الدین صاحب[2] کی کتابیں دیکھا کریں۔ اور کیمیائے سعادت (مصنفہ امام غزالیؒ) کا بھی مطالعہ رکھیں۔

ذکر، فکر، مراقبہ میں کوشاں رہیں۔ خدا کی یاد اور اس کے خوف سے رونا سعادتِ دارین اور نعمت عظمیٰ ہے۔ آپکی بیوی اور بچے کی وفات کا پڑھ کر افسوس ہوا۔ تقدیر مولیٰ۔ بغیر صبر و شکر چارہ نہیں۔ مولا کریم نے آپ کو نعم البدل دیا ہے۔ بچے بھی اسکی رحمت سے نصیب ہوں گے۔ فقیر آپکی صحت کیلئے دعا گو ہے۔ تعویز ارسال ہے۔ پرسان حال کو السلام علیکم۔ فقیر بھی دو ماہ بوجہ بخار علیل رہا ہے۔ اب بفضل خدا روزے رکھتا ہوں اور تراویح میں قرآن شریف سنتا ہوں۔ الحمدللہ باقی خیریت ہے۔

الراقم جماعت علی عفی عنہ،

۱۔ میر محمد وزیر خاں صاحب کے نام یہ تینوں خطوط ہمیں ماہنامہ انوار الصوفیہ سیال کوٹ صفحہ ۲۵ تا ۲۸ بابت اگست ۱۹۴۱ء سے ملے ہیں۔ جو من وعن درج ہیں۔ (قصوری)

2۔ مولانا شاہ رکن الدین الوری رحمتہ اللہ علیہ بڑے بلند پایا عالم دین، صاحب کتب کثیرہ اور کامل صوفی تھے۔ آپکی رحلت ۳ جنوری ۱۹۳۷ء کو ریاست الور (انڈیا) میں ہوئی۔ (قصوری)

(۲)

علی پور سیداں ضلع سیال کوٹ

تاریخ ندارد

مجمع مکارم اخلاق مخلصم میر صاحب زاد محبتکم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ طالب خیریت بخیریت۔ محبت نامہ موصول ہو کر کاشفِ حالات ہوا۔ آپ مولائے حقیقی کی طرف خیال رکھیں۔ اس کے فضل و کرم سے تمام تکالیف اور مشکلات کا خاتمہ ہو جائے گا۔ فقیر دعا و یاد سے غافل نہیں ہے، مطمئن خاطر رہیں۔ فقیر کی طرف سے عزیزم سردار صاحب اور انکی والدہ ماجدہ کو بعد سلام شوق دعاء تسکین دیں۔ اور ان کو تاکید کریں کہ کوئی فکر وغیرہ نہ کیا کریں۔ آپ ذکر، فکر، مراقبہ، سحر خیزی اور اتباع شریعت میں کوشاں رہا کریں۔ ان کی برکت سے تمام دینی و دنیاوی مشکلات آسان ہوتی رہیں گی۔ مخلصم محمد خانصاحب کو سلام شوق و دعائیں۔

الراقم جماعت علی عفی اللہ عنہ،

(۳)

یا دم نمی کنی و ز یا دم نمی روی

عمرت دراز باد فراموش گارمن

سنی بنک (کوہ مری)

۲۹/جولائی ۱۹۳۷ء

مخلصم خان صاحب زاد محبتکم!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ،۔ طالب خیریت بخیریت۔ آج آپکا محبت نامہ شیخ عبدالغنی صاحب کے نام آیا۔ انہوں نے میرے پاس بھیج دیا۔ دو سال کے بعد آپ کی خیریت کی خبر معلوم ہوئی۔ اس سے پہلے تو آپ گاہے گاہے اپنی خیریت کی اطلاع دیتے رہا کرتے تھے۔ لیکن عرصہ سے آپ نے کوئی اطلاع نہیں دی۔ اپنی اور نواب صاحب کی خیریت سے اطلاع دیتے رہا کریں۔ لکھتے تو آپ نہیں اور شکایت

فقیر کی کرتے ہیں۔

الا اے ہمنشین دل کہ یارانت برفت از یاد مرا روزی مباد آندم کہ بے یاد تو بنشینم!

آپ بواپسی ڈاک اپنی، اپنی ہمشیرہ صاحبہ اور نواب صاحب کی خیریت سے مطلع فرمادیں تاکہ تسلی ہو۔ نواب صاحب کی بچی کا کیا حال ہے۔ فقیر دعا کرتا ہے کہ انکی والدہ صاحبہ کی زندگی میں خدا تعالیٰ انکو فرزند نرینہ عطا کرے۔ آمین یارب العالمین۔ ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد۔

فقیر آج چودہ دن سے کوہ مری میں وارد ہے۔ سردی بہت ہے۔ گرم کپڑے کے بغیر گزارہ نہیں۔ رات کو دروازے بند کر کے رضائی اوڑھ کر سوتا ہوں۔ بارش ہر دوسرے تیسرے دن ہو جاتی ہے۔ بارش بکثرت ہے۔ آپ بھی اپنے وطن کا حال لکھیں۔

آپ ذکر، فکر، مراقبہ، سحر خیزی اور اتباع شریعت میں کوشش کرتے رہا کریں۔ اس کی برکت سے تمام مشکلات دینی و دنیوی آسان ہو جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ہمیشہ ہفتہ عشرہ کے بعد اپنی اور نواب صاحب کی صحت کی اطلاع دیتے رہا کریں۔ نواب صاحب کو نماز اور اتباع شریعت کی تاکید کریں۔ فقیر انشاء اللہ تعالیٰ ساون اور بھادوں کے مہینے یہیں گزارنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ والعلم عند اللہ۔ تا درمیان خواستہ گردگار چیست۔ گھر میں اور نواب صاحب کو السلام علیکم بصد اشتیاق اور اپنی ہمشیرہ صاحب کو السلام علیکم۔ منشی نور محمد صاحب اگر وہاں ہوں تو ان کو بھی السلام علیکم بصد اشتیاق کہہ دیں۔ جواب طلب

الراقم سید جماعت علی شاہ عفا اللہ عنہ،

(بنام حاجی شیخ داؤد احمد صاحب، جوہری، گلزار حوض حیدر آباد، دکن (انڈیا)

(۱)

علی پور سیّداں ضلع سیال کوٹ

۱۳ ارمضان المبارک شریف ۱۳۴۰ھ

مجمع مکارم اخلاق مخلصم شیخ داؤد احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ۔طالب خیریت بخیریت ۔

آپ کی موجودگی میں تو فقیر کا ارادہ کشمیر میں رمضان شریف گزارنے کا تھا۔مگر آپ کے بعد کلکتہ کے ایک یار طریقت کے مجبور کرنے پر اور قرعہ ڈالنے پر کلکتہ سے بھی آگے ملک آسام دار جیلنگ پالم پہاڑ پر آنا پڑا۔اس پہاڑ کے اوپر پہلے سے ہی فقیر کے یاران طریقت موجود ہیں جن کا فقیر کو بالکل علم نہ تھا۔ آپ کے بعد علی پور (علی پور سیّداں شریف) کی مسجد کے اندر کے حصہ کا پالش شروع کرادیا تھا۔اور مینار کا کلس [1] سنہری بفضل خدا تیار ہو گیا ہے۔جس کا طول ایک گز ہے۔

جملہ یارانِ طریقت و پرسان حال کو السلام علیکم بصد اشتیاق۔

الراقم: سید جماعت علی عفی اللہ عنہ

(۲)

علی پور سیّداں ضلع سیال کوٹ

۱/۱۱ اکتوبر ۱۹۲۷ء

مجمع مکارم اخلاق مخلصم شیخ داؤد احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

کل نفس ذائقتہ الموت۔

موت سے کس کو رستگاری ہے۔ آج وہ کل ہماری باری ہے۔

1۔ مینار سے مراد مسجد نور علی پور شریف کا مینار ہے۔ مسجد نور نیچے سے اوپر تک تمام سنگ مرمر سے تعمیر

کل کسی کے خط سے معلوم ہوا کے آپ کے والد ماجد صاحب فوت ہو گئے ہیں پڑھ کر رنج ہوا۔ بزرگوں کے سایہ کا سر سے اٹھ جانا دنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں ہو سکتی مگر سوائے صبر کے کوئی چارہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صبر جمیل عطا فرمادیں اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمادیں۔ مرحوم کی قبر کو چاروں طرف سے پختہ کرنا اور بیچ میں سے کچی رکھنا اور گھاس لگا دینا۔

اپنے والد مرحوم کیلئے کوئی صدقہ جاریہ بہم پہنچاؤ۔

الراقم: سید جماعت علی شاہ عفی عنہ

ہوئی ہے۔ مسجد کے اندر اور مسجد کے صحن میں فرش سنگ مرمر کا ہے۔ اس مسجد کی تعمیر ۱۹۱۴ء میں شروع ہوئی اور ۱۹۲۰ء میں مکمل ہوئی پر سات لاکھ روپیہ صرف ہوا۔ مسجد کے تین دروازے صندل کی لکڑی کے ہیں۔ جو ہاتھی دانت کے کام سے منقش ہیں۔ (قصوری)

(بنام افغان قونصل جنرل متعینہ ہند، شملہ)

(۱)

حیدرآباد دکن

۱۱/اگست ۱۹۳۱ء

مخلصم ومحبم جناب خان صاحب زاد محبتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، طالب خیریت بخیریت۔ دعوت نامہ آنجناب موصول ہوا۔ فقیر آج کل حیدرآباد دکن میں ہے۔ اور جشن آزادی افغانستان ۱ میں شامل ہونے سے قاصر ہے۔ لیکن دلی مبارکباد پیش کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ افغانستان کو آزاد وآباد وپرامن رکھے۔ آمین۔ اور شاہِ افغانستان کا بول بالا ہو۔ اور خدا تعالیٰ ان کے دشمنوں کو ذلیل وخوار کرے اور ہمیشہ ان کو مظفر ومنصور فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ ع ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

الراقم: جماعت علی شاہ عفی اللہ عنہ،

1۔ ''۱۴۔ اگست ۱۹۳۱ء کو افغانستان کے دار السلطنت کابل میں اعلیٰ حضرت جلالۃ الملک محمد نادر شاہ غازی والئی افغانستان کی زیر قیادت وسیادت یوم جشن استقلال دولت خدا داد فغانستان'' بصد شان وشوکت اور جلال واحتشام منایا گیا تھا۔ اس تقریب سعید میں عالم اسلام کی اہم شخصیات کو مدعو کیا گیا تھا۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ کو بھی خصوصی دعوت دی گئی تھی۔ مگر آپ تشریف نہ لے جاسکے اور نامہ والا لکھ کر سلطنت افغانستان اور شاہِ افغانستان کو اپنی دعاؤں سے نوازا۔ حضرت کا یہ مکتوب گرامی ہفت روزہ ''الفقیہ'' امرتسر بابت ۲۸۔ اگست ۱۹۳۱ء میں طبع ہوا۔ (قصوری)

اختتامیہ

''مکاتیبِ امیرِ مِلّت'' اختتام کو پہنچی، اب یہ فیصلہ کرنا قارئین کرام کا کام ہے کہ میں اپنے اس مقصد میں کہاں تک کامیاب و کامران رہا ہوں اور مکاتیب کی ترتیب وتہذیب کا کام خوش اسلوبی سے سرانجام پاسکا ہے یا نہیں۔ بہرحال سُوت کی اَٹی لے کر خریدارانِ یوسف میں شامل ہونے کی کوشش ضرور کی ہے، اگر بارگاہِ امیرِ مِلّت نوراللہ مرقدہٗ میں شرفِ باریابی پاگئی تو میری بخشش ومغفرت کے لئے کافی ہے۔

ے چلا ہوں لے کے بارگاہِ عشق میں یہ نذرانہ

حضرت امیرِ مِلّت قدس سرہ العزیز کی ذاتِ ستودہ صفات کے کارہائے نمایاں پر قلم اٹھانا مجھ جیسے کم علم اور کج فہم کے بس کا روگ نہیں ہے۔ حضرت کی ذاتِ گرامی علم وادب، مذہب وسیاست اور شریعت وطریقت کا بحرِ بیکنار ہے۔ شریعت اور طریقت کے میدان میں آپ ''مجدّدِ دوراں'' ''جنیدِ زماں'' اور ''امامِ سالکاں'' تھے علم وادب اور تحقیق وجستجو کے محاذ پر امام غزالیؒ، رازیؒ اور سیوطیؒ کے ہم پایہ وہم مرتبہ تھے۔ سیاست کے میدان میں آئے تو قائدِاعظم محمد علی جناحؒ، نواب بہادر یار جنگ، سردار عبدالرب نشترؒ کے سرپرست اور مجاہدِ مِلّت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازیؒ کے امام ٹھہرے۔ معرفت وحقیقت کی دنیا میں مشائخ وقت کے مقتدا اور رہنما تسلیم کیے گئے

؎ جس سمت آ گئے ہیں سکّے بٹھا دیئے ہیں

تبلیغ وارشاد کے میدان میں آپ کی خدماتِ جلیلہ کا احاطہ کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ پشاور سے راس کماری اور پنجاب سے نیل گڑھی کی پہاڑیوں تک توحید ورسالت کا ڈنکا بجا کر اور دہر میں اسمِ محمد ﷺ سے ہزاروں انگریزی خواں حضرات کو شب بیدار بنا دیا۔ شُدھی کی تحریک کو اپنی قوتِ ایمانی سے تہس نہس، فتنۂ ارتداد کا قلع قمع اور قصرِ مرزائیت کو تاخت وتاراج کر دیا۔ یوں ''محی الدین ثانی'' اور ''مجدّدِ دوراں'' کے لقب سے سرفراز ہوئے۔

؎ یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مُدعی کے واسطے دار ورسن کہاں

تحریکِ پاکستان میں آپ کا مجاہدانہ، قلندرانہ بلکہ سرفروشانہ کردار تاریخ کا درخشاں باب ہے۔ آپ نے ہندو، انگریز اور سکھ تگڈم کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ قائدِ اعظمؒ اور مسلم لیگ کی سرپرستی فرما کر تحریکِ پاکستان کو اک ولولۂ تازہ بخشا۔ حتیٰ کہ 14-اگست 1947ء کو ہمیں سورج سے بھی روشن منزل عزیز از جان پاکستان کی صورت میں مل گئی۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، احقر کی کتابیں، ''امیرِ ملّت اور تحریکِ پاکستان'' اور ''جہانِ امیرِ ملّت''۔ (قصوری)

''مرکزی مجلس امیرِ ملّت پاکستان'' کا قیام آپ کی خدماتِ جلیلہ کو منظرِ عام پر لانے کیلئے عمل میں لایا گیا ہے۔ اب تک ''انوارِ امیرِ ملّت''، ''خیابانِ امیرِ ملّت''، ''امیرِ ملّت اور آل انڈیا سُنّی کانفرنس''، ''افضل الرّسل''، ''فدایانِ امیرِ ملّت''، ''راقب قصوری دیاں نعتاں''، ''تذکرہ اولیاء علی پور سیّداں'' اور ''جہانِ امیرِ ملّت'' جیسی شاندار کتب زیورِ طباعت سے آراستہ و پیراستہ ہو کر بلا قیمت تقسیم

ہو چکی ہیں جبکہ ''تذکرہ خلفائے امیرِ ملّت''، '' تذکرہ شعرائے جماعتیہ''، ''مقالاتِ امیرِ ملّت''، ''معاصرینِ امیرِ ملّت'' جیسی بہت سی کتب طباعت کیلئے حضرت امیرِ ملّت رحمۃ اللہ علیہ کے اہلِ ثروت غلاموں اور مریدوں کے بھرپور مالی تعاون کی منتظر ہیں کہ وہ آگے بڑھیں، ہماری مالی سرپرستی فرمائیں تاکہ ہم حضرت اقدسؒ کے مشن کو چاردانگِ عالم میں پھیلا سکیں۔

؎ صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لئے

زیرِ نظر کتاب ''مکاتیبِ امیرِ ملّت'' کی طباعت کے جملہ اخراجات جناب حاجی محمد شوکت علی آف نوٹنگھم (یو۔کے) نے برداشت کئے ہیں جس کے لئے ہم اُن کے تہہ دل سے مشکور و ممنون ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ کریم اُنہیں جزائے خیر سے نوازے اور دین و دنیا میں شادکام رکھے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ وہ اگلی کتابوں کے لئے بھی دستِ تعاون کشادہ رکھیں گے۔

بڑی ناشکری ہوگی اگر اُن کرم فرماؤں کا شکریہ ادا نہ کیا جائے جن کے تعاون سے ''مرکزی مجلس امیرِ ملّت'' میں بہاریں ہیں، اللہ کریم اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اِن سب کو خوش و خرم رکھے اور سعادتِ دارین سے نوازے۔ (آمین ثم آمین)

☆ جنابِ محترم صاحبزادہ سیّد اشتیاق حسین جماعتی، علی پور سیّداں (نارووال)

☆ جنابِ محترم پروفیسر الحاج زاہد حسن فریدی، اسلام آباد

☆ جنابِ محترم غلام مرتضیٰ کولاچی، میرپور ماتھیلہ، سندھ

☆ جنابِ محترم فیاض اختر، سجاد اختر، قصور شوز، شاہ عالم مارکیٹ، لاہور

☆ جنابِ محترم فیاض الدین احمد، لاہور

☆ جنابِ محترم محمد صدیق نقشبندی، شیخوپورہ

- ☆ جنابِ محترم حاجی حمید عالم حیدری، کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ
- ☆ جنابِ محترم صوفی نذر محمد، بہاولپور
- ☆ جنابِ محترم محمد طاہر صدیقی، چکوال
- ☆ جنابِ محترم ہارون اے خان، (PEL) لاہور
- ☆ جنابِ محترم محمد اشرف کاشف، بدوملہی (نارووال) وغیرہم
- ☆ جنابِ محترم پروفیسر ڈاکٹر معظم حسین ضیغم، قصور
- ☆ جنابِ محترم صوفی فقیر محمد جماعتی، گوجرانوالہ

دعا گو!

محمد صادق قصوری

بانی و ناظمِ اعلیٰ
مرکزی مجلسِ امیرِ ملّت پاکستان
بُرج کلاں ضلع قصور
پوسٹ کوڈ-55051

اپیل

جملہ برادرانِ طریقت سے خصوصاً اور عوام و خواصِ اہلسنت سے پُر زور اپیل ہے کہ اگر ان کے پاس حضرت امیرِ ملّت قدس سرہٗ العزیز کی کوئی تحریر، تقریر، خط، رقعہ، مضمون، کتاب، رسالہ یا حوالہ ہو اور ماہنامہ "انوار الصوفیہ" لاہو، سیالکوٹ، قصور، ماہنامہ "لمعات الصوفیہ" سیالکوٹ، ماہنامہ "الجماعت" امرتسر ہفت روزہ "الفقیہہ" امرتسر وغیرہ کی فائلیں، پرچے ہوں تو براہِ کرم ہمیں ارسال فرمائیں تاکہ ہم تحقیقی کام کو آگے بڑھا کر آپ کو زیادہ سے زیادہ لٹریچر پیش کر سکیں۔

نیز جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ "مرکزی مجلس امیرِ ملّت" کی طرف سے لٹریچر چھاپ کر آپ کی خدمت میں بلا قیمت پیش کیا جاتا ہے لہٰذا ہمارے ساتھ بھرپور "مالی تعاون" فرمائیں تاکہ یہ سلسلۂ علم و ادب، خیر و برکت اور عشق و محبت جاری و ساری رہے۔ اللہ کریم آپ کو دین و دنیا اور آخرت میں کامیاب و کامران فرمائے اور سعادتِ دارین سے نوازے۔ آمین ثم آمین بجاہِ سیّد المرسلین ﷺ۔

محمد صادق قصوری
بانی و ناظم اعلیٰ
مرکزی مجلس امیرِ ملّت پاکستان
بُرج کلاں ضلع قصور
پوسٹ کوڈ: 55051